ISSN 0971. 8338

یوجنا

اکتوبر 2015 ترقیاتی ماہنامہ 20 روپے

Special Issue

فروغ ہنرمندی: نئی بلندیوں پر

اسکل ڈیولپمنٹ کے منظرنامہ کی نئی تشریح

دلیپ چینوئے

ملازمت، روزگار، تکنالوجی اور ہنرمندی

ارن مائرا، مدن پداکی

محروم لوگوں کی صلاحیت کو بہتر بنانے کے لئے ہنرمندی کا فروغ

سنیتا سنگھی

ہمارے ورثہ کا تحفظ

ہتھ کرگھے کا تحفظ اور فروغ

مونیکا گرگ

بڑھتے قدم

☆ترقیاتی خبرنامہ☆

طلبہ کو تعلیمی قرضوں کے سلسلے میں تمام معلومات اب ایک ہی جگہ دستیاب

تعلیمی قرض حاصل کرنے کے خواہش مند طلبہ کے فائدے کے لئے ودیالکشمی (www.vidyalakshmi.co.in) نام سے ایک ویب پورٹل یوم آزادی کے موقع پر 15 اگست 2015 کو لانچ کیا گیا۔

عام بجٹ 16-2015 میں ایک پوری طرح آئی ٹی پر مبنی اسٹوڈنٹ فائنانشیل ایڈ اتھارٹی کے قیام کی تجویز پیش کی گئی تھی، جو پردھان منتری ودیالکشمی کاریہ کرم (PMVLK) کے ذریعہ اسکالرشپ اور تعلیمی قرضوں کی اسکیموں کو چلائے اور اس پر نگاہ رکھے تاکہ کوئی بھی طالب علم صرف پیسے کی کمی کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے سے محروم نہ رہ جائے۔ مذکورہ پورٹل اس مقصد کے حصول کی سمت میں پہلا قدم ہے۔ ودیالکشمی پورٹل اپنی طرح کا ایسا پورٹل ہے جس میں طلبہ ایک ہی جگہ پر بینکوں کے ذریعہ دئے جانے والے تعلیمی قرضوں کے متعلق معلومات حاصل کرسکتے ہیں، اس کے لئے درخواست دے سکتے ہیں اور سرکاری اسکالرشپ کے بارے میں بھی معلومات حاصل کرسکتے ہیں۔ اس پورٹل کی خوبیاں درج ذیل ہیں:

☆ بینکوں کے ذریعہ تعلیمی قرض اسکیموں کے بارے میں معلومات ☆ طلبہ کے لئے مشترکہ تعلیمی قرض درخواس فارم ☆ تعلیمی قرضوں کے لئے مختلف بینکوں میں درخواست کی سہولت ☆ بینکوں کے لئے طلبہ کے قرض کی درخواستوں کو ڈاؤن لوڈ کرنے کی سہولت ☆ بینکوں کے لئے قرض کی پروسیسنگ کی صورت حال کو اپ لوڈ کرنے کی سہولت ☆ طلبہ کو اپنی شکایتوں کے ازالے/دیگر سوالات پوچھنے کے لئے ای میل کی سہولت ☆ بینکوں کو قرضے ☆ طلبہ کو اپنے قرض کی درخواست کی صورت حال کے بارے میں جاننے کے لئے ڈیش بورڈ کی سہولت ☆ اطلاعات اور درخواست کے لئے نیشنل اسکالرشپ پورٹل سے لنکیج ☆ سرکاری اسکالرشپ کی معلومات۔

ودیالکشمی پورٹل پر اب تک 13 بینکوں نے اپنے 22 تعلیمی قرض اسکیموں کو رجسٹرڈ کردیا ہے جب کہ پانچ بینک یعنی ایس بی آئی، آئی ڈی بی آئی بینک، بینک آف انڈیا، کنارا بینک اور یونین بینک آف انڈیا نے طلبہ کے لئے تعلیمی قرض کی پروسیسنگ کی معلومات فراہم کرنے کے لئے اپنے سسٹم کو اس سے مربوط کردیا ہے۔ اس پہل کا مقصد تعلیمی قرض فراہم کرنے والے تمام بینکوں کو ایک جگہ پر لانا ہے۔ امید کی جارہی ہے کہ اس پہل سے ملک بھر کے طلبہ کو فائدہ ہوگا کیوں کہ تمام بینکوں کے مختلف تعلیمی قرضوں کی اسکیموں کے سلسلے میں انہیں تمام طرح کی معلومات ایک ہی جگہ مل جائیں گی۔

ہینڈلوم مصنوعات کے لئے ای۔مارکیٹنگ

☆حکومت ہند نے عمومی طور پر ہینڈلوم کی مارکیٹنگ کو فروغ دینے اور خصوصی طور پر نوجوان صارفین تک اس کی رسائی کے لئے ہینڈلوم مصنوعات کی ایک مارکیٹنگ کو فروغ دینے کے لئے ایک پالیسی فریم ورک جاری کیا ہے۔

اس پالیسی فریم ورک کے تحت ڈی سی (ہینڈلوم) کا دفتر ہینڈلوم مصنوعات کی ای مارکیٹنگ کے فروغ کے لئے تسلیم شدہ ای کامرس اداروں کے ساتھ شفاف، مسابقتی اور موثر انداز میں تعاون کرے گا۔ ای کامرس کا کوئی بھی ادارہ جو ہینڈلوم مصنوعات کی آن لائن مارکیٹنگ کے فروغ کے لئے آفس کے ساتھ مل کا کام کرنا چاہتا ہے وہ ڈی سی (ہینڈلوم) کے دفتر کو درخواست دے سکتا ہے۔ درخواست دہندہ کی طرف سے پیش کردہ اپنے سابقہ ریکارڈ اور ٹرن اوور سے متعلق معلومات کا جائزہ لینے کے بعد اس سے مطمئن ہونے پر مقررہ کمیٹی اپنی سفارشات دے گی۔ درخواستوں کی پروسیسنگ کا کام تین ہفتوں میں مکمل کرلیا جائے گا۔ منظوری مل جانے کے بعد ای کامرس کمپنی کو اپنے ہوم پیج پر ہینڈلوم پروڈکٹس کو ترجیحی بنیاد پر ڈسپلے کرنا ہوگا۔ اسے اس کے لئے ایک مخصوص حصہ بھی مقرر کرنا ہوگا جس پر 'ہینڈلوم انڈیا' برانڈ یا ہینڈلوم مارک تحریر ہونا چاہئے۔ ڈی سی (ہینڈلوم) کا دفتر ہینڈلوم مصنوعات کی مارکیٹنگ کو درج ذیل طریقوں سے فروغ دے گا:

☆منظور شدہ ای کامرس کمپنیوں کے نام اور دیگر تفصیلات ڈی سی (ہینڈلوم) کی ویب سائٹ پر ڈسپلے کئے جائیں گے اور ان کی ویورس سروس سینٹروں اور ریاستی حکومتوں کے ذریعہ بھی اشاعت کی جائے گی۔ ☆ویورس سروس سنٹروں اور

باقی صفحہ 65 پر

1SSN 0971. 8338

ترقیاتی ماھنامہ

یوجنا

نئی دہلی

اکتوبر 2015 اسکل ڈیولپمنٹ

☆ چیف ایڈیٹر کے قلم سے	اداریہ	4
☆ ملازمت، روزگار، تکنالوجی اور ہنرمندی	ارون مائرا/ مدن پداکی	5
☆ ہنرمندی کی ترقی اور پیشہ ورانہ تعلیم	ڈاکٹر سواتی مجمدار	9
☆ ہنرمندی کا فروغ	سنیتا سنگھ	11
☆ خواتین کا اسکل ڈیولپمنٹ: ضروری عناصر	دیوناتھن	19
☆ ہندستان کی ترقی کے لئے ہنرمندی کا فروغ	ایس ایس منتھا	21
☆ اسکل انڈیا	شہزاد علی	25
☆ ہنرمندی کے ذریعہ انسانی اثاثے کی تعمیر	سچن ادھیکاری	30
☆ اسکل ڈیولپمنٹ کے نئے منظرنامہ کی تشریح	دلیپ چینوائے	33
☆ اسکل ڈیولپمنٹ: گاندھی جی کے اقوال......	کمار پرشانت	36
☆ ہتھ کرگھے کا تحفظ اور فروغ	مونیکا ایس گرگ	39
☆ گاندھی جی اور عدم تشدد	وسیم	44
☆ مہارتوں کی ترقی	پروفیسر منوج جوشی/ ارن بہادریا/ ڈاکٹر شیلجا دکشت	47
☆ مہاتما گاندھی اور مہارت کا فروغ	پروفیسر رمیش بھاردواج	52
☆ کیا آپ جانتے ہیں؟	گوپا جیت داس	54
☆ عوامی انتظامیہ: کیریئر کے مواقع	بلال محمد خاں	55
☆ ہندستانی سیاحت ایک صنعت بھی	شاہنواز خاں	57
☆ صحت کے لئے فائدہ مند بھنڈی	ریشما	59
☆ منی پور کے پہاڑوں میں سیاحت	ایس منگی سنگھ	62
☆ توانائی کا تحفظ اور قابل تجدید توانائی	ڈاکٹر سیمی رباب	73
☆ ترقیاتی خبرنامہ	ادارہ	کور-II

چیف ایڈیٹر:

دیپیکا کچھل

ایڈیٹر

ارشاد علی

011-24365927

معاون: رقیہ زیدی

سرورق: جی پی دھوپے

جلد:35 شمارہ:7

قیمت:(خصوصی شمارہ) 20روپے

جوائنٹ ڈائریکٹر (پروڈکشن):

وی کے مینا

سالانہ خریداری اور رسالہ نہ ملنے کی شکایت کے لئے رابطہ:

بزنس مینیجر:

pdjucir@gmail.com

جرنلس یونٹ، پبلی کیشنز ڈویژن، وزارت اطلاعات ونشریات، روم نمبر 53-48، سوچنا بھون، سی جی او کمپلیکس، لودھی روڈ، نئی دہلی-110003

مضامین سے متعلق

خط وکتابت کا پتا:

ایڈیٹر یوجنا (اردو) E-601، سوچنا بھون، سی جی او کمپلیکس، لودھی روڈ، نئی دہلی-110003

ای میل: yojana.urdu@yahoo.co.in

ویب سائٹ: www.publicationsdivision.nic.in

● **یوجنا** اردو کے علاوہ ہندی، انگریزی، آسامی، گجراتی، کنڑ، ملیالم، مراٹھی، تمل، اڑیہ، پنجابی، بنگلہ اور تیلگو زبان میں بھی شائع کیا جاتا ہے۔☆ نئی ممبرشپ، ممبرشپ کی تجدید اور ایجنسی وغیرہ کے لئے منی آرڈر، ڈیمانڈ ڈرافٹ، پوسٹل آرڈر ''اے ڈی جی پبلی کیشنز ڈویژن (منسٹری آف انفارمیشن اینڈ براڈ کاسٹنگ) کے نام درج ذیل پتے پر بھیجیں: بزنس منیجر یوجنا (اردو) پبلی کیشنز ڈویژن (جرنلس یونٹ) بلاک iv لیول vii، آر کے پورم، نئی دہلی-110066 فون: 011-26100207

زرسالانہ: 100روپے، دوسال: 180روپے، تین سال: 250روپے، پڑوسی ملکوں کے لیے (ایئر میل سے) 530روپے۔☆ یوروپ اور دیگر ممالک کے لیے (ایئر میل سے) 730 روپے۔

☆ اس شمارے میں جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے، ضروری نہیں کہ یہ خیالات ان اداروں، وزارتوں اور حکومت کے بھی ہوں، جن سے مصنفین وابستہ ہیں۔

یوجنا منصوبہ بند ترقی کے بارے میں عوام کو آگاہ کرتا ہے مگر اس کے مضامین صرف سرکاری نقطۂ نظر کی وضاحت تک محدود نہیں ہوتے۔

چیف ایڈیٹر کے قلم سے

یوجنا

ہنرمند ہندستان، کامیاب ہندستان

کامیابی کسی جادوئی چھڑی سے حاصل نہیں کی جاسکتی ہے۔اس کے لئے لازمی ہنر کی ضرورت ہوتی ہے۔یہ آفاقی سچائی نوجوان نسل پر بھی نافذ ہوتی ہے،نوجوانوں کی توانائی کو اگر موثر طور پر استعمال کیا جائے تو یہ کسی بھی ملک کی سماجی اور اقتصادی ترقی کے لئے قوت متحرکہ بن سکتی ہے۔اسکل ڈیولپمنٹ اور روزگار اس قوت کو متحرک کرنے کا سب سے بہترین ذریعہ ہیں۔ ہندستان دنیا کی سب سے بڑی نوجوان آبادی والا ملک ہے اس کے باوجود ہندستانی آجرین ہنرمند افرادی قوت کی شدید قلت سے دوچار ہیں۔وجہ مخصوص ملازمتوں کے لئے ضروری مہارت کی کمی ہے۔لیبر بیورو کی رپورٹ 2014 کے مطابق ہندستان میں باضابطہ ہنرمند افرادی قوت صرف 2 فی صد ہے۔اس کے علاوہ روایتی تعلیم یافتہ نوجوانوں کے ایک بڑے طبقہ کو روزگار کا اہل بنانے کا چیلنج بھی موجود ہے۔

ہندستانی نظام تعلیم ذہین ترین افراد تیار تو کر رہا ہے لیکن ان میں کسی مخصوص کام کے لئے ضروری ہنر کی کمی ہوتی ہے۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں سے نکلنے والوں میں اس صلاحیت اور اس کی افادیت کے درمیان ایک بڑی خلیج ہوتی ہے، جو روزگار کی اہمیت کے امکانات اور لیاقت کے لحاظ سے ضروری ہوتے ہیں۔انگلش بولنے والی آبادی کی یہ پوری کھیپ ملک نیز پوری دنیا کے اسکل کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے،ضرورت صرف مناسب اور خاطر خواہ اسکل ڈیولپمنٹ اور تربیت کی ہے، جو اس قوت کو تکنیکی ہنرمند افرادی قوت نے سب کے بڑے ذریعہ میں تبدیل کر سکے۔

حکومت کی طرف سے شروع کئے گئے اسکل انڈیا مشن کا مقصد روزگار کی اہلیت والے ایسے افراد کو تیار کر کے،اس مسئلے کا حل فراہم کرنا ہے، جو ملازمت کے لئے تیار اور ہنرمند ہوں۔اس مشن کا مقصد 2022 تک 40 کروڑ سے زائد افراد کو ہنرمند بنانا اور ان کی پسند کے مطابق انہیں تربیت دے کر ان کے اندر روزگار کی اہلیت میں اضافہ کرنا ہے۔ ہمہ جہت ترقی کے لئے ہنرمند انسانی وسائل ہر سطح پر ضروری ہے۔اسکل ڈیولپمنٹ کو الگ تھلگ کر کے نہیں دیکھا جاسکتا۔اسے اسکل ٹریننگ کے ساتھ ساتھ تعلیم اور روزگار کو مربوط کرنے والا ایک اٹوٹ عمل ہونا چاہئے۔سرکاری ایجنسیاں اور سسٹم اکیلے اس کام کو انجام نہیں دے سکتے ۔ پرائیوٹ سیکٹر، این جی او، اسکل ٹریننگ میں تجربہ رکھنے والے تعلیمی اداروں کو بھی ہنرمند بنانے کے عمل میں شامل کرنے کی ضرورت ہے۔ ہر طبقے کو یکساں اہمیت دینی ہوگی۔

نوجوانوں کو ہنرمند بنانے کے لئے پیشہ ورانہ تعلیم غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے۔اسی کے ساتھ ساتھ سماج کے دیگر طبقات مثلاً خواتین، پسماندہ، قبائلی وغیرہ کو بھی ایسے سہل تربیتی پروگراموں کی ضرورت ہے جو ان کی مختلف النوع اور مخصوص ضرورتوں کو پورا کر سکے۔ جہاں بیشتر پسماندہ طبقات کو ہنرمندی کی تربیت دینے میں ان کا ناخواندہ ہونا ایک مسئلہ بن سکتا ہے وہیں خواتین کو اسکل ٹریننگ دیتے وقت خاندانی اور سماجی پابندیوں کا حل تلاش کرنا ہوگا۔کسی بھی پروگرام کی کامیابی کے لئے ان عناصر کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

ہندستان نے اعلی اقتصادی ترقی کی شاہراہ پر اپنے قدم بڑھادئے ہیں۔اس رفتار کو مزید تقویت فراہم کرنے کے لئے ہمیں ہنرمندی میں ترقی پر توجہ مرکوز کرنی ہوگی۔ جو عالمی اقتصادی ماحول کے لئے ضروری ہے۔چیلنج صرف یہ نہیں کہ اسکل ٹریننگ کے لئے سہولتوں کو کیسے وسیع کیا جائے بلکہ یہ بھی ہے کہ اسکل کے میعار کو کیسے بلند کیا جائے۔تا کہ وہ بین الاقوامی سطح پر مسابقت کے اہل بن سکے۔قومی پالیسی برائے اسکل ڈیولپمنٹ اور انٹرپرینورشپ 2015 میں ہنرمند بنانے کے چیلنج کا تیزی، میعار اور پائیداری کے ساتھ مقابلہ کرنے کا خاکہ پیش کیا گیا ہے۔اس کا مقصد ملک میں ہنرمندی کی تربیت کے سلسلے میں تمام سرگرمیوں کو ایک فریم ورک فراہم کرنا ہے۔اس کا مقصد ہنرمند بنانے کے عمل کو میعاری بنانا اور اسے ملکی اور بین الاقوامی سطح پر مانگ سے مربوط کرنا بھی ہے۔ ہنرمندی میں جب کوشش بھی شامل ہوجاتی ہے تو کامیابی یقینی بن جاتی ہے۔

حکومت نے حالیہ پہل سے اسکل ڈیولپمنٹ پروگرام نے ایک 'تحریک' کی شکل اختیار کر لی ہے حکومت کی ان کوششوں کے ثمرات آنے میں تھوڑا وقت لگے گا تاہم طویل مدت میں ہنرمند ہندستان (کشل بھارت) ملک کو ایک خوش، صحت منداور خوشحال قوم (کوشل بھارت) کی راہ پر گامزن کرے گا۔جو اس نعرے کے عین مطابق ہوگا: "کشل بھارت۔کوشل بھارت۔"

☆☆☆

ارون مائرا/ مدن پدا کی

ملازمت، روزگار، تکنالوجی اور ہنرمندی

ہندستان کو دنیا کے کسی دیگر ملک کے بجائے اس بات کو زیادہ یقینی بنانا ہوگا کہ نوجوانوں کے لئے ملازمت کے خاطر خواہ مواقع موجود ہوں ۔ماہرین اقتصادیات اس بات کی طرف اشارہ کررہے ہیں کہ دنیا بھر میں آبادی کا جو رجحان ہے اس نے ایک ایسی صورت حال پیدا کردی ہے جس میں دنیا کے دولت مند ممالک (بشمول چین) کو بھی اپنی معیشتوں کو آگے بڑھانے میں کام کرنے کی عمر والے افراد کی قلت کا سامنا کرنا پڑے گا۔دوسری طرف ہندستان کے پاس کام کرنے کی عمر والے افراد کی بہت بڑی تعداد تیاری کے مرحلے میں ہے۔ ہندستان میں 18 برس سے کم عمر کے لوگوں کی تعداد 470 ملین ہے۔حکومت کے اقتصادی سروے 2014 میں کہا گیا ہے کہ ہندستان میں کام کرنے کی عمر والے افراد کی تعداد میں ہر سال 63 ملین نئے افراد کا اضافہ ہورہا ہے۔

ہندستان میں نوجوانوں کی اس آبادی اور اس سے ممکنہ فوائد کا ذکر اکثر کیا جاتا ہے، لیکن اس کے ساتھ جو شرائط وابستہ ہیں ان کی بات نہیں کی جاتی ہے۔وہ یہ ہیں کہ ہندستان اپنی آبادی سے اس وقت تک فائدہ نہیں اٹھاسکے گا جب تک کہ اس کے نوجوان آمدنی حاصل کرنے کے لائق نہ ہوجائیں، جس آمدنی میں سے وہ کچھ خرچ کریں اور کچھ بچا پائیں، جس سے ملک کی معیشت کی ترقی ہوگی۔حقیقت یہ ہے کہ اگر نوجوانوں کو کمانے اور خرچ کرنے اور جس طرح کی زندگی گذارنے کے وہ خواہش مند ہیں اس کے لئے خاطر خواہ مواقع فراہم نہیں کئے گئے تو ان میں بڑے پیمانے پر ناراضگی پیدا ہوسکتی ہے۔نوجوانوں میں بڑھتی ہوئی ناراضگی کی علامتیں بڑی تیزی سے دکھائی دینے لگی ہیں ۔ ملازمتوں میں ریزرویشن کا مطالبہ، نوجوانوں کی بڑھتی ہوئی نقل مکانی اور شہروں میں ان کی آمد اور شہروں میں نوجوانوں کے ذریعہ تشدد کے واقعات اس کی مثالیں ہیں۔

حکومت ہند نے اپنے اسکل ڈیولپمنٹ پروگراموں کے ذریعہ 500 ملین افراد کو اور میک ان انڈیا کے ذریعہ نوجوانوں کے لئے ملازمت کے بڑے مواقع پیدا کرنے کا عزم کیا ہے۔چین کی فیکٹریوں میں دنیا بھر کی کمپنیوں کی مینوفیکچرنگ میں دھیرے دھیرے کمی، چین میں بڑھتی ہوئی اجرتوں اور چینی کرنسی یوان کے قدر میں کمی نیز نوجوان آبادی کی تعداد میں گراوٹ کے چیلنج کے مدنظر ہندستان کے سامنے یہ موقع ہے کہ وہ خود کو دنیا کے لئے مینوفیکچرنگ کے ایک بہتر فیکٹری کے طور پر پیش کرے۔لیکن یہاں خدشہ یہ ہے کہ ایسا اس وقت تک نہیں کرپائے گا جب تک کہ وہ اپنے اقتصادی ترقی کے پیٹرن میں تبدیلی نہ کرے اور اپنے بہترین پروگراموں کو نافذ کرنے کے لئے مناسب اپروچ نہ اختیار کرے ۔خدشہ یہ ہے کہ ہندستان اگر اپنے اپروچ میں تبدیلی نہیں کرتا ہے تو، گوکہ جی ڈی پی میں ہندستان کی ترقی متاثر کن ہے تاہم وہ موجودہ جی ڈی پی میں اضافہ کے باوجود دیگر ترقی پذیر ملکوں کے مقابلے ملازمت کے بہت کم مواقع پیدا کرسکے گا۔ یہ نتیجہ بوسٹن کنسلٹنگ گروپ کی طرف سے 'پائیدار اقتصادی ترقیاتی جائزہ' کی بنیاد پر اخذ کیا گیا ہے اور دیگر تجزیے بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔اس مضمون میں ہم ان ذہنی اور ادارہ جاتی تبدیلیوں کی وضاحت کریں گے جو ہندستان میں تیز رفتاری سے ملازمتوں کے مواقع پیدا کرنے کے لئے ضروری ہیں۔ہم سب سے پہلے ان طاقتوں کا ذکر کریں گے جو ملازمتوں اور ہنرمندیوں کی تخلیق کے لئے عالمی (اور ہندستانی) ماحول کی صورت گری کررہی ہیں اور یہ وضاحت کریں گے کہ ٹکنالوجی اس ماحول کو کس طرح تبدیل اور پرانے پیٹرن کو متاثر کررہی ہے۔اس کے بعد ہم یہ بتانے کی کوشش کریں گے کہ ہندستان کے لئے کس طرح کی ذہنی اور ادارہ جاتی تبدیلیوں کی ضرورت ہے ۔آخر میں ہم ایک مثال کے ذریعہ یہ وضاحت کریں گے کہ ذہنی اور اسکل ڈیولپمنٹ کے عمل کو تبدیل کرنے کیلئے کن چیزوں کی ضرورت ہوگی۔

ہندستان کے ملازمت، انٹرپرائز، ٹکنالوجی اسکل (جیٹس) کے نظام کی صورت گری کرنے والی قوتیں

ملازمتوں میں ہنرمندی کے نظام پر ایک طاقت بڑی شدت سے یہ دباو ڈال رہی ہے کہ ہر کام حتی الامکان کافی تیزی سے ہوجانا چاہئے، کیوں کہ انہیں خدشہ ہے کہ اگر ایسا نہیں ہوا تو ہندستان کو اپنی آبادی سے جو فائدہ ہوسکتا ہے وہ نقصان میں بدل سکتا ہے۔جب بھی کام کو بہت زیادہ اور تیزی سے کرنے پر بہت زیادہ زور دیا جاتا ہے تو بالعموم اس کے لئے زیادہ وسائل خرچ کئے جاتے ہیں اور زیادہ اختیارات کا استعمال کیا جاتا ہے۔اس اپروچ میں تبدیلی نہیں آئی ہے۔صرف زیادہ وسائل اور

مصنفین بالترتیب سابق ممبر، منصوبہ بندی کمیشن اور شریک بانی اور سی ای او، ہیڈ ہیلڈ ہائی سروسز ہیں۔

اختیارات کا اطلاق کیا جا رہا ہے اور یہ توقع کی جا رہی ہے کہ مسائل دور ہو جائیں گے۔ تاہم جیسا کہ البرٹ آئنسٹائن نے کہا تھا ''کوئی شخص اسی طریقہ کار کو استعمال کر کے ان مسائل کو حل نہیں کرسکتا ہے جن طریقہ کار کی وجہ سے وہ مسائل پیدا ہوئے تھے۔''

جیٹس کے نظام کو متاثر کرنے والی دوسری بڑی چیز ہے دنیا بھر میں پائی جانے والی غیر یقینی کی کیفیت۔ نئی ٹکنالوجی کے آنے سے انٹرپرائز ز اور ملازمتوں کی صورت ہی تبدیل ہو کر رہ گئی ہے۔ صنعتیں حتی کہ ریٹیلنگ، پبلشنگ، پبلک ٹرانسپورٹیشن، ٹیلی کمیونیکیشن اور دیگر میں انقلابی تبدیلیاں آئی ہیں۔ حتی کہ ڈیجیٹل ٹکنالوجی اور آٹومیشن کے استعمال کی وجہ سے مینوفیکچرنگ بھی تبدیل ہو رہی ہے۔ مثال کے طور پر اب چھوٹی یونٹیں بھی تھری ڈی پرنٹرس استعمال کر کے خصوصی مشینیں رکھنے والی بڑی کمپنیوں کا مقابلہ کرسکتی ہیں۔ ٹکنالوجی میں تیزی سے ترقی ہو رہی ہے اور ان کا اختراعی انداز میں استعمال بھی ہو رہا ہے۔ یہ بتانا نہایت مشکل ہو گیا ہے کہ اگلے دس برس میں فیکٹریوں اور سروس انڈسٹری کی صورت کیا بنے گی، اور ان میں ملازمتوں کی شکل کیا ہوگی اور ان کے لئے کس طرح کے ہنر کی ضرورت پڑے گی۔ غیر یقینی کی یہ کیفیت ایک بڑا مسئلہ ہے کہ آخر کس طرح کے اضافی ہندستانی ورک فورس تیار کئے جائیں، جو ترقی یافتہ ملکوں کی ضرورتوں کو پورا کرسکیں گے، جہاں ٹکنالوجی کے اثرات سب سے زیادہ پڑیں گے۔ ٹکنالوجی کی یہ تبدیلی ہندستانی انٹرپرائز ز کو بھی تبدیل کر دے گی، ایسا ہونا ناگزیر ہے، اس لئے یہ اندازہ لگانا ابھی نقصان دہ ہو سکتا ہے کہ ہندستان میں بھی ملازمتوں کے لئے آخر کس طرح کے اسکل کی ضرورت ہوگی اور اس طرح کے ہر ایک روزگار میں ملازمتوں کی تعداد کتنی ہوگی۔

تیسری طاقت، جو پہلے سے ہی ہندستان میں کافی مضبوط ہے، وہ ہے دیہی ہندستان میں ملازمتوں کے مواقع پیدا کرنے کی ضرورت۔

اگر پیداواریت بڑھے گی، جس سے آمدنی بھی بہتر ہوگی، تو زراعت کے لئے کم تعداد میں لوگوں کی ضرورت پڑے گی۔ زرعی پیداوار تو ضرور بڑھے گی لیکن اس سے ملازمت کی تعداد میں اضافہ نہیں ہوگا۔ اس لئے نوجوان اپنے ذریعہ معاش کے لئے تیزی سے بڑھتی ہوئی شہرکاری کی طرف جانے کے لئے مجبور ہوں گے۔ لہذا ہندستان کے شہروں کو بڑی تعداد میں ایسے آنے والے افراد کو باعزت رہائش، پینے کا پانی، صفائی ستھرائی، ٹرانسپورٹیشن اور سیکورٹی فراہم کرنے لئے تیار رہنا ہوگا تا کہ وہ اس مسئلے کو بہتر طور پر حل کرسکیں۔ شہری سہولیات کی کمی پہلے سے ہی بہت زیادہ ہے۔ حکومت ہند کے اسمارٹ سٹی اور امرت پروگرام ان ضرورتوں کی تکمیل کے لئے تیار کئے گئے ہیں۔ تاہم یہ کہنا زیادہ درست ہوگا کہ اگلی دہائی بلکہ اس سے آگے تک ہندستانی شہر نوکری کے متلاشی بڑی تعداد میں ہندستانی نوجوانوں کو ذریعہ معاش اور بہتر سہولیات فراہم کرنے کے پوزیشن میں نہیں ہوں گے۔ لہذا 'جدید' ملازمت کے خواہش مند دیہی نوجوانوں کی امنگوں کو پورا کرنے کے لئے، نیز پائیدار اور باوقار ذریعہ معاش فراہم کرنے کے لئے دیہی ہندستان کے ایکو سسٹم کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔

ہندستان کو گاؤں بمقابلہ اور دیہی بمقابلہ شہری کے نظریاتی بحث سے نکلنا ہوگا۔ ہندستان کے دیہی اور شہری دونوں ہی علاقوں میں بہتر ذریعہ معاش کے لئے ایکو سسٹم کی ضرورت ہوگی۔ اور چونکہ شہری حالات میں ملازمت اور کیریئر کے مواقع پوری دنیا میں ہی تقریباً بہتر ہوتے ہیں اس لئے ہندستان کو دیہی ہندستان میں جدید ذریعہ معاش کے لئے اختراعی حل ڈیولپ کرنا چاہئے۔

جیٹس ایکو سسٹم کا نیا ڈھانچہ

بڑے پیمانے پر کسی چیز کو تیار کرنے کے سلسلے میں ایک تسلیم شدہ نظریہ یہ ہے کہ اوپر سے مضبوط کنٹرول والا مربوط سسٹم تیار کیا جائے۔ کسی اسمبلی لائن کا ماڈل یہی ہوتا ہے۔ یہ طریقہ اس وقت کام کرتا ہے جب پہلے سے ہی یہ طے ہو کہ اسمبلی لائن کے آخری حصے پر کتنے آؤٹ پٹ کی ضرورت ہے۔ ہنری فورڈ نے کہا تھا کہ جب تک آپ کے پاس سیاہ رنگ کی کار موجود ہے آپ جس رنگ کا بھی چاہیں' کار حاصل کرسکتے ہیں۔ ہنری فورڈ کے دور کے بعد سے اب تک فیکٹریاں بہت زیادہ تبدیل ہو چکی ہیں۔

موبائل فون تیار کرنے والی کوئی فیکٹری مختلف طرح کے موبائل فون تیار کرسکتی ہے لیکن وہ پوشاک یا کاریں تیار نہیں کرسکتی۔ اکیسویں صدی میں اسکل ڈیولپمنٹ کے لئے پالیسی تیار کرنے والوں اور ادارے بنانے والوں کے سامنے سب سے بڑا چیلنج یہی ہوگا، جیسا کہ پہلے بھی ذکر کیا جا چکا ہے، کہ کس طرح کا کام کرنے کی ضرورت ہوگی اور کس طرح کے ہنر کی ضرورت ہوگی اور کس طرح کا ہنر بغیر مہارت کے سود مند نہیں ہوگا۔ اسمبلی لائن، یا لینیئر سپلائی چین کا ماڈل اسکل ڈیولپمنٹ کے لئے کارآمد ثابت نہیں ہوسکتا ہے۔

مختلف صنعتوں کے متعلق قیاس کی بنیاد پر کہ آنے والے برسوں میں اس صنعت میں اتنے ہنرمند افراد کی ضرورت ہوگی، اگر اس کے لئے ہنرمند افراد تیار کئے جائیں تو یہ حقیقی ضرورت کو پورا کرنے میں ناکام ثابت ہوگا۔ لینیئر اسکل ڈیولپمنٹ سپلائی چین میں کافی وقت لگے گا اور اس میں کئی برس لگ سکتے ہیں۔ دراصل فیکٹریوں کو ایسے ٹیکنیکل ٹریننگ اداروں کی ضرورت ہوگی جو ان کی ضرورت کے مطابق ضروری تعداد اور ہنر سے آراستہ افراد تیار کرسکیں۔ ٹیکنکل اداروں کو ان پٹ فراہم کرنے کے لئے ہمارے اسکولوں اور کالجوں کو چاہئے کہ وہ طلبہ کو بنیادی ووکیشنل اسکل فراہم کریں۔ اس طرح ہم ایک ایسا سپلائی چین تیار کرسکیں گے جو متعدد برسوں تک چلتا رہے گا۔ ایسے طلبہ اپنی ابتدائی زندگی میں اپنی پسند کی ملازمت کی طرف جائیں گے اور اس چین کے اختتام پر وہ ایک ماہر کے طور پر سامنے آئیں گے۔ لیکن اگر کسی نوجوان کو تعلیم اور تربیت میں کئی برس گذارنے کے بعد یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس کے لائق تو کوئی کام ہی دستیاب نہیں ہے تو وہ بھی مایوس، تعلیم یافتہ اور بے روزگار نوجوانوں کی اسی قطار میں شامل ہو جائے گا، جو سماجی کشیدگی کے لئے ایندھن کا کام کرتے ہیں' لہٰذا ہمیں ایک مختلف ڈھانچہ والے ایکو سسٹم کی ضرورت ہے۔ اس سسٹم کو سات بنیادی اصولوں پر قائم کیا جانا چاہئے۔

1۔ اسے کسی سپلائی چین یا اسمبلی لائن کے طرز پر نہیں تیار کا جانا چاہئے۔ یہ سسٹم ایسا بھی نہیں ہونا چاہئے جس میں پیچھے سے آگے کی طرف بڑھا جائے۔ بلکہ یہ ایسا

ہونا چاہئے جس میں نوجوان جیسے جیسے آگے بڑھیں انہیں نئے نئے مواقع اور ملازمتیں ملتی جائیں اور حسب ضرورت ہنر کو فوراً سیکھ سکیں۔2۔طلبہ کو بہترین سیکھنے والا بنانے پر زیادہ سے زیادہ زور دینے کی ضرورت ہے۔یونیورسٹیوں، ٹیکنیکل اداروں اور اسکولوں میں محض بہتر ورکر بنانے پر زور دینے کے بجائے زیادہ بہتر سیکھنے والا بنانے پر توجہ دی جانی چاہئے۔3۔آجرین کو اسکل ڈیولپمنٹ کے عمل کا صرف کسٹمر نہیں بلکہ ایک لازمی حصہ بھی ہونا چاہئے۔ایک تیز رفتار مسابقتی دور میں باقی رہنے کے لئے آجروں کو اپنے کاروبار کو صنعتوں کی بدلتی ہوئی ضرورتوں کے مطابق نئی شکل دینے کے لئے تیار رہنا چاہئے، آنے والے دنوں میں یہ تبدیلی کہیں زیادہ تیز رفتاری سے ہوگی۔لہذا انٹرپرائز کو چاہئے کہ وہ اپنے ملازمین میں جس اسکل کی توقع رکھتے ہیں ان میں مسلسل تبدیلیاں کرتے رہیں۔ چوں کہ یہ تبدیلیاں کافی تیز رفتار سے ہوں گی اس لئے ملازمین جس جگہ کام کررہے ہوں اگر وہاں نئے طریقے اور نئی ٹکنالوجی کا مسلسل استعمال ہورہا ہو تو وہ زیادہ بہتر اور آسانی سے نئے ہنر سیکھ سکیں گے۔

4۔مسابقت میں عالمی سطح پر اضافہ ہوگا۔یعنی اب مسابقت صرف دیگر ملکوں سے ہی نہیں کرنی ہوگی بلکہ ان انٹرپرائزز سے بھی مقابلہ درپیش ہوگا جن کا موجودہ صنعتوں سے براہ راست تعلق نہیں ہے۔صرف وہی انٹرپرائزز اور آجر کامیاب ہوپائیں گے جن کے اندر سیکھنے کی صلاحیت ہوگی اور وہ دوسرے انٹرپرائز کے مقابلے خود کو زیادہ تیزی سے تبدیل کرسکیں۔لہذا انٹرپرائزز اب زیادہ تیز رفتار اور بہتر سیکھنے والے انٹرپرائزز بن جائیں گے۔

5۔کسی انٹرپرائز کے پاس واحد ذریعہ جس میں سیکھنے کی صلاحیت اور صلاحیتوں کو بہتر کرنے کی اہلیت ہے وہ ہے انسان۔کسی انٹرپرائز میں انسان ہی وہ واحد ذریعہ ہے جس کی قدر، اس کی صلاحیتوں میں اضافہ ہونے کے ساتھ ساتھ بڑھتی ہے۔جب کہ کسی انٹرپرائز کے دیگر تمام ذرائع خواہ اس کی مشنریاں ہوں، میٹریلس ہوں اور عمارتیں ہوں، وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ ان کی قدر گھٹتی جاتی ہے' لہٰذا ایک تیز رفتار تبدیل ہوتی دنیا میں آجرین کو اپنے انٹرپرائزز کو زیادہ 'انسانی' بنانا ہوگا، وہ صرف ٹکنالوجی کے ساتھ انہیں 'ڈیجیٹائز' کرکے کامیاب نہیں ہوسکتے ہیں۔6۔جیٹس ایکوسسٹم کا ڈھانچہ کوئی سخت سپلائی چین نہیں بلکہ ایک ڈائنامک نیٹ ورک ہوگا۔یہ نیٹ ورک مختلف سرگرمیوں میں اسپیشلائزیشن رکھنے والے انٹرپرائزز کے ذریعہ تیار کیا جائے گا تاکہ نئی ضرورتوں کے مطابق لوگوں کو سکھانے اور انہیں ضرورت کے مطابق تیار کرنے میں مدد کرسکے۔انٹرپرینیورس کی سرپرستی کے لئے کنٹینٹ ڈیولپمنٹ، ٹریننگ سپورٹ، ٹیچر ڈیولپمنٹ کے ماہرین ہوں گے۔وہ اسی طرح کی خدمات فراہم کرنے والوں سے مسابقت کریں گے، ان میں سے جو زیادہ بہتر خدمات فراہم کرے گا وہی ترقی کرے گا۔جیٹس ایکوسسٹم میں اختراعات کو پھلنے پھولنے کا بھرپور موقع ملنا چاہئے۔

7۔حکومت کا بنیادی رول صارفین کے مفادات کا تحفظ کرنا ہوگا۔ وہ جن معیارات کو طے کریں گے، انٹرپرائزز کو ان پر عمل کرنا ہوگا۔حکومت مسابقت کو ریگولیٹ کرے گی۔حکومت کو اسکل ڈیولپمنٹ کے لئے چھوٹے انٹرپرائزز کو بھی وہ مشترکہ سہولیات فراہم کرنی ہوگی، جسے خود حاصل کرنا ان کے لئے مشکل ہے۔یہاں بھی اس اصول کو نافذ کرنا ہوگا کہ آجرین کو اسکل ڈیولپمنٹ کے معیار کی ذمہ داری لینی ہوگی، لہٰذا ان مشترکہ سہولیات کو، آجرین کے ذریعہ کوآپریٹیو سوسائٹی کی طرح استعمال کرنی ہوگی، ظاہر ہے کہ حکومت کی مدد اسے حاصل رہے گی۔

جیٹس میں اختراعات

ہم نے اب تک جاب۔انٹرپرائز۔ٹکنالوجی اسکل (جیٹس) کے ایکوسسٹم کا اوپری سطح سے جائزہ لیا ہے، اسے یوں کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے چاند پر سے زمین پر ہونے والی موسمیاتی تبدیلیوں کو دیکھا ہے۔اب ہم نیچے آکر دیکھیں گے کہ یہ ڈھانچہ جاتی اصول اختراعی کوششوں کی کس طرح صورت گری کررہے ہیں اور نوجوانوں کو نئے ہنر سیکھنے اور نئے انٹرپرائزز شروع کرنے کے لئے کس طرح مائل کررہے ہیں۔ہم یہاں واضح کردینا چاہتے ہیں کہ جو کیس ہم یہاں پیش کررہے ہیں وہ صرف بطور مثال ہے۔حالاں کہ یہ اچھی مثال ہے اور اس کے علاوہ بھی بہت ساری مثالیں ہیں، مثلاً مشہور بیرفوٹ اکیڈمی اور دیگر کی مثالیں۔بہت سے پرانی مثالیں ہیں، جہاں ٹکنالوجی کا استعمال بڑے متحرک کے طور پر نہیں ہوتا جب کہ جو حال ہی میں قائم کئے گئے ہیں، جن میں سے ایک کا ذکر ہم یہاں کریں گے، وہ ٹکنالوجی کا بڑے پیمانے پر استعمال کررہے ہیں۔

اسکل ڈیولپمنٹ کا نیا نظریہ: ملازمت کے خواہش مند کے بجائے ملازمت دینے والے

ذریعہ معاش کی تشریح 'مدد کا ذریعہ یا گذارے کے لئے آمدنی' کے طور پر کی جاتی ہے۔آج ہمارے نوجوان کی امنگیں صرف گذارے کی آمدنی تک محدود نہیں ہیں بلکہ وہ ایک ایسا کیریئر بنانا چاہتے ہیں جس میں آمدنی میں اضافہ بھی ہوتا رہے اور سماج کا احترام بھی ملے۔چوں کہ دیہی ہندستان میں شاذ ونادر ہی کوئی 'کیریئر' یا 'جدید' کام پایا جاتا ہے، وہاں ذریعہ معاش کا بیشتر ذریعہ روایتی ہے، اس لئے دیہی نوجوان شہری کچی بستیوں کی طرف نقل مکانی کرنے کیلئے خود کو مجبور پاتے ہیں۔جہاں انہیں ملازمت اور کیریئر کے وہ مواقع ملنے کے امکانات رہتے ہیں جو ایک بڑا شہر دے سکتا ہے۔

میک کینسی کی ایک تازہ رپورٹ کے مطابق ہندستان کو اگلے 10 برسوں میں اپنے ورک فورس میں 115 ملین نوجوانوں کو شامل کرنا ہوگا۔ بڑی اور رسمی تنظیمیں، جو انہیں کیریئر فراہم کرسکتی ہیں، اتنی بڑی تعداد کو ملازمت کبھی نہیں دے سکتی ہیں۔

اس لئے سوال یہ ہے کہ آخر ہم 'کیریئر' کے ان توقعات کو کیسے پورا کرسکیں گے؟ جواب یہ ہے کہ انٹرپرینیورشپ کو ایک قابل عمل کیریر متبادل کے طور پر فروغ دے کر۔ہیڈ ہیلڈ ہائی (ایچ ایچ ایچ) اس کی ایک کامیاب مثال ہے اور وہ بھی دیہی ہندستان میں جہاں 'جدید' ذریعہ معاش کے لئے بہت سارے مواقع کافی تیزی سے پیدا کرنے پڑتے ہیں۔ایچ ایچ ایچ کے سروے سے انکشاف ہوا ہے کہ ایسے نوجوانوں کی بہت بڑی تعداد ہے جنہیں اگر مناسب کام مل جائے تو وہ اپنے اضلاع کے اطراف میں ہی رہنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ ہندستان میں ملازمت کے چیلنج کا حل یہ ہے کہ زیادہ سے

زیادہ نوجوانوں کو ملازمت کا متلاشی بنانے کے بجائے انہیں انٹرپرینیور بننے کی ترغیب دی جائے کیوں کہ اس سے وہ خود بھی اپنے اضلاع میں دیگر متعدد نوجوانوں کے لئے 'کیریئر' کے مواقع پیدا کرسکیں گے۔

دیہی ہندستان کے بارے میں ایک عام غلط فہمی یہ ہے کہ بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ دیہی ہندستان میں جدید ملازمتوں / کیریئر کی صلاحیتیں محدود ہیں، کیوں کہ ان میں کمپیوٹر خواندگی ، کمیونی کیشن اسکل، لوجیکل ریزننگ، فیصلہ کرنے کی صلاحیت وغیرہ نہیں ہوتی۔لیکن اگر آپ قریب جاکر دیکھیں گے تو پتہ چلے گا کہ دیہی ہندستان کا ڈی این اے تیزی سے بدل رہا ہے۔دیہی نوجوانوں کی ابھرتی ہوئی نسل بھی شہروں میں رہنے والوں کی طرح ہی اطلاعات تک رسائی رکھتی ہے اور ان میں سیکھنے کی بھوک شہروں میں رہنے والوں کے مقابلے کہیں زیادہ ہے، انکے اندر انٹرپرینیوریل جذبہ اور دنیا پر چھاجانے کی خواہش کہیں زیادہ ہے۔

ایک عام خیال یہ ہے کہ دیہی ہندستان ٹکنالوجی میں پیچھے ہے لیکن ایچ ایچ نے شمالی کرناٹک کے جن چار اضلاع میں سروے کیا وہاں پایا کہ 53فی صد افراد اسمارٹ فون استعمال کرتے ہیں اور ان میں سے 73فی صد اپنے موبائل فون پر انٹرنیٹ استعمال کرتے ہیں۔ایک دیگر ای کامرس سروے، جو ہم نے 100 افراد میں کیا، تو پایا کہ ان میں سے 90فی صد کو آن لائن شاپنگ کا علم تھا اور 47فی صد نے تو آن لائن آرڈر دینے کی کوشش بھی کی تھی۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ ٹکنالوجی کہاں تک پہنچ چکی ہے اور دیہی نوجوان انہیں کتنی آسانی سے استعمال کررہے ہیں۔دیہی سطح پر اب ٹکنالوجی کو ملازمت/ کیریئر کے مواقع کا پتہ لگانے ، ہنرمندی کی سطح کو بڑھانے اور انٹرپرینیوریل کیریئر کا راستہ تلاش کرنے کے لئے استعمال کیا جارہا ہے۔ٹکنالوجی کو دیہی نوجوانوں کو کیریئر کا انتخاب کرنے میں کاونسلنگ کے لئے بھی استعمال کیا جارہا ہے۔اس کا استعمال مقامی تعلیم یافتہ نوجوانوں کو کیریئر ٹریز بنانے میں بھی کیا جارہا ہے۔ٹکنالوجی ایک پلیٹ فارم ہے جہاں خواہش مند افراد کو اپنی پسند کا کیریئر اپنانے میں مدد کی جاتی ہے اور انہیں محض ملازمت کے بجائے ایک طویل کیریئر تعمیر کرنے کے سلسلے میں رہنمائی کی جاتی ہے۔

ہیڈ ہیلڈ ہائی نے ٹکنالوجی کا استعمال کرکے چار ماہ میں ہی کم خواندہ نوجوانوں کو انگلش اسپیکنگ ، کمپیوٹر خواندہ، پروفیشنل ورکر بنانے میں کامیابی حاصل کی ہے۔

آمدنی بڑھانے کے لئے ہنر میں اضافہ

کیریئر اور انٹرپرینیورشپ کے پھلتے پھولتے رہنے کے لئے ضروری ہے کہ ہمیں نئے نئے مارکیٹ بنائیں۔دیہی ہندستان میں ٹکنالوجی پر مبنی گیٹ وے اور پلیٹ فارم بنانے کے مواقع موجود ہیں، جو دیہی نوجوانوں کو کارپوریٹ کو مارکیٹ رسائی اور بزنس سپورٹ سروسز فراہم کرنے میں مدد کرسکتے ہیں۔یہ کارپوریٹ مختلف سیکٹروں مثلاً زراعت، ہیلتھ کیئر، تعلیم، مالیاتی خدمات، ریٹیل اور ضروریات (بجلی، پانی، ٹیلی کوم) کے ہوسکتے ہیں۔

ہیڈ ہیلڈ ہائی نے Ruban Bridge کے نام سے اسی طرح کا پلیٹ فارم بنایا ہے، جو دیہی ہندستان میں آخری سرے تک کنکٹی ویٹی فراہم کرتا ہے اور صحت اور تعلیم جیسی ضروری خدمات کے علاوہ انٹرٹینمنٹ ، ای کامرس پروڈکٹس اور سروسز کو دیہی صارفین کے دروازے تک پہنچاتا ہے۔اس پروگرام کے آغاز کے صرف چند مہینوں میں ہی ایچ ایچ نے دیکھا کہ نئی مارکیٹ کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے نئی ملازمتوں اور انٹرپرینیورشپ کے مواقع پیدا ہورہے ہیں اور ایک سو سے زیادہ بے روزگار دیہی نوجوانوں کو کام مل گیا۔

ایچ ایچ کی ایک اور کامیابی مارکیٹ پلیس بنانے میں ملی ہے جو حکومت کے ڈیجیٹل انڈیا کے ویژن کو فروغ دیتا ہے۔انٹرنیٹ ساتھے (کنڑ میں ساتھے کا مطلب ہے میلہ)، تعلقہ سطح پر مخصوص دیہی یوزر گروپوں کو ٹکنالوجی کے استعمال کی تعلیم اور اسے فروغ دینے کی ایک پہل ہے۔کرناٹک کے چھ اضلاع بشمول سیرا، نارگنڈ اور ٹوارا گڑے کے دس تعلقوں میں انٹرنیٹ ساتھے کا انعقاد کیا گیا۔8000 سے زائد افراد کو انٹرنیٹ ساتھے کے ذریعہ جوڑا گیا اور ان میں سے بہت سارے اپنی ضرورت کے لحاظ سے انٹرنیٹ پر مبنی ایپس اور ٹولس کا استعمال کررہے ہیں، تاکہ معلومات کے نئے افق اور آمدنی کے نئے ذرائع تلاش کرسکیں۔

خلاصہ

عالمی جاب۔انٹرپرائزز۔ٹکنالوجی۔اسکل (جیٹس) ایکوسسٹم اب انتہائی متحرک ہوچکا ہے اور کم از کم اس وقت تو پورے یقین کے ساتھ یہ پیشین گوئی کرنا ناممکن ہے کہ صنعتیں، فیکٹریاں، مینوفیکچرنگ پروسیس اور انٹرپرائزز کیا صورت اختیار کریں گے۔

بغیر ہنر والے بے روزگار افراد کا ملک بننے کے بجائے ایس ہنرمند افراد کا ملک بننا زیادہ بدتر ہوگا، جنہوں نے ہنر حاصل کرنے میں اپنی زندگی کے برسوں لگادئے ہوں اور اس کے باوجود انہیں ملازمت نہیں مل سکی ہو۔لہٰذا جیٹس کو پوری صورت حال پر غور کرنا چاہئے۔محض زیادہ ہنرمند تیار کرنے کا قومی ہدف کو حاصل کرنے پر توجہ دینے کے بجائے زیادہ سے زیادہ انٹرپرائزز بنانے کا ہدف حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔انٹرپرائزیز کے ڈیولپمنٹ کے ساتھ ساتھ مطلوبہ ہنر بھی ڈیولپ کئے جائیں۔مزید براں اسکل ڈیولپمنٹ کا سب سے اہم پہلو خود انٹرپرائزز کے اندر اسکل ڈیولپمنٹ کو فروغ دینا ہے۔

ٹکنالوجی کبھی بھی واحد سب سے بہتر حل نہیں ہوسکتا ہے۔جیٹس کے ایکوسسٹم کے اندر ٹکنالوجی جہاں انٹرپرائزز اور ملازمتوں کو نقصان پہنچانے کا سبب بنتا ہے وہیں یہ انٹرپرائزز اور اسکل کو بہتر بنانے کا موجب بھی ثابت ہوتا ہے۔جیٹس کے ایکوسسٹم کے ڈھانچہ کو تبدیل کرنا ہوگا ، اسے لینیئر سپلائی چین ماڈل سے نیٹ ورکڈ انٹرپرائزز کا ماڈل بنانا ہوگا، اس کے بعد ٹکنالوجی کا اطلاق کرنا ہوگا۔تاکہ ہندستان اپنے نوجوانوں کے لئے زیادہ انٹرپرائزز اور باوقار ملازمتوں کے مواقع پیدا کرسکے اور جامع اور سیاسی لحاظ سے پائیدار ترقی اور نئے ماڈلوں کا موجد بننے کے اپنے خواب کی حقیقی تعبیر حاصل کرسکے۔

☆☆☆

ڈاکٹر سواتی مجمدار

ہنر مندی کی ترقی اور پیشہ ورانہ تعلیم

موجودہ پیشہ ورانہ پروگراموں کو زیادہ ووکیشنل بنانا چاہئے جس کے لئے صنعت کی ضروریات کو دھیان میں رکھتے ہوئے نصاب تیار کرنا چاہئے‘ ہنر مندی کی تربیت کے لئے بنیادی ڈھانچہ دستیاب کرانا چاہئے‘ ہر طرح کے نصاب کی تیاری میں منصوبوں کو شامل کار رکھنا چاہئے‘ تربیت کی مناسب فراہمی ہو‘ طلبا کی مناسب طریقے پر جانچ پرکھ ہو اورایسے ماڈل تیار کرنے چاہئیں جہاں طلبہ ہنر بھی حاصل کرسکیں اور ڈگریاں بھی۔

ہندستان کا شمار آجکل دنیا کی ممتاز ترین اقتصادی قوتوں میں ہوتا ہے۔ ہندستان کو آبادی کے لحاظ سے بھی فوقیت حاصل ہے۔ اس کو ترقی یافتہ ملک بنانے کے لئے ہمیں اس کی افرادی قوت کو باہنر بنانا ہوگا‘ خاص طور پر اس کے نوجوانوں کو۔ اگر ہم ہندستان کا موازنہ دیگر ممالک سے کریں تو معلوم ہوگا کہ ہمارے یہاں مختلف صنعتوں کے لئے مطلوبہ باقاعدہ تربیت یافتہ افرادی قوت کا فقدان ہے۔ مثال کے طور پر کوریا میں 93 فی صد سے زائد افرادی قوت باہنر ہے جب کہ ہندستان میں محض 10 فی صد ہی نے کسی مفید ہنر کی تربیت حاصل کی ہے۔ حکومت ہند کو اس حقیقت کا احساس ہے اور اسی لئے اس نے اس مقصد کے لئے ایک علاحدہ وزارت قائم کرنے کے ساتھ نیشنل اسکل ڈیولپمنٹ کارپوریشن جیسے دیگر ادارے قائم کئے ہیں تاکہ ملک میں ہنر مندی کو فروغ دیا جاسکے۔ ہمارے وزیراعظم کے ’میک ان انڈیا‘ نظریے نے ہنر مندی کی ترقی کے لئے پچھلے ایک سال میں خاطر خواہ کامیابی حاصل کی ہے۔ حکومت کا منصوبہ ہے کہ 2022 تک 15 کروڑ سے زیادہ نوجوانوں کو ہنر مند بنایا جائے جس کا مطلب ہے کہ اگلے دس برس تک ہر سال 45000 نوجوانوں کو ہنر مند بنایا جائے گا۔ (ذریعہ این ایس ڈی سی ویب سائٹ)۔ یہ ایک بڑا ہدف ہے جس کو پورا کرنے کے لئے صنعت‘ تعلیمی اداروں اور حکومت کو مل کر کام کرنا ہوگا۔

ہنر مندی کی کہاں کہاں کمی ہے اور صنعت کے کیا مطالبات ہیں‘ اس کا اندازہ کرنے کے لئے نیشنل اسکل ڈیولپمنٹ کارپوریشن (این ایس ڈی سی) نے اہم کردار ادا کیا ہے اور صنعتوں و دیگر متعلقہ اداروں سے ماہرین کو جمع کر کے مختلف سیکٹر اسکل کاؤنسلیں تشکیل دی ہیں۔

مجھے بھی مہاراشٹر حکومت کی طرف سے تشکیل کردہ 11 رکنی کمیٹی کی سربراہی کا اعزاز حاصل ہے جو ریاست میں ہنر مندی کی ترقی اور پیشہ ورانہ تعلیم کو درپیش مختلف مسائل کی نشاندہی کرنے اور اس کے لئے مناسب پالیسی وضع کرنے کے لئے بنائی گئی تھی۔

ہم نے اپنی چار سالہ تحقیق کے دوران ہزاروں طلبا‘ اساتذہ اور تربیت دہندگان کے انٹرویو کے لئے۔ ان میں سے کچھ جن پر ہماری توجہ مرکوز ہوئی‘ درج ذیل ہیں:

مصنفہ سمبوائسس فاؤنڈیشن کی وائس پریسیڈنٹ ہیں۔ انہوں نے پیشہ ورانہ تعلیم کے موضوع پر پی ایچ ڈی کی ہے اور متعدد سال اس کی تحقیق پر صرف کئے ہیں۔ ان کی سربراہی میں سمبوائسس فاؤنڈیشن ہندستان کی پہلی اسکل ڈیولپمنٹ یونیورسٹی کے قیام کی کوشش میں مصروف عمل ہے۔ مدھیہ پردیش کے اندور میں قائم کی جانے والی اس یونیورسٹی کے لئے متعدد اعلی صنعتی اداروں اور بیرون ملک یونیورسٹیوں سے تعاون حاصل کیا گیا ہے تاکہ عالمی معیار کی مہارت کی تعلیم دی جاسکے۔

1۔ پیشہ وارانہ کورسوں کی نوعیت اختتامی ہے۔ پیشہ ورانہ کورسوں میں فروغِ فردا کا فقدان ہے یعنی سرٹی فیکٹ ہے ڈپلومہ اور ڈپلومہ سے ڈگری تک کی تعلیم کا نظام دستیاب نہیں ہے۔ اس کی وجہ سے والدین یہ جانتے ہوئے بھی کہ ان کے بیٹے/ بیٹی میں ہنر کے موروثی اثرات ہیں' ان پر پیشہ ورانہ تعلیم کے حصول کے لئے زور نہیں ڈالتے۔ اسی لئے پیشہ ورانہ کورسوں میں اپنی پسند سے داخلہ نہیں لیا جاتا' اس لئے ہنر مند افرادی قوت کی طلب کے باوجود اس میں داخلے کی تعداد بہت کم ہے۔

2۔ **سماجی مقبولیت**: پیشہ ورانہ ہنر مندی کی ترقی سے منسلک کورسوں کو معیوب سمجھا جاتا ہے اور اس کے طلبا کو سماج میں اس نظر سے نہیں دیکھا جاتا جس سے دیگر کورسوں کے طلبا کو دیکھا جاتا ہے۔ ہمیں تحقیق کے دوران معلوم ہوا کہ متعدد طلبا کو اس ہنر میں گریجویشن کرنے کی سہولیات دستیاب نہیں ہیں جن میں انہوں نے تعلیم/ تربیت حاصل کی ہے۔ گریجویشن کی سہولت دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے کچھ طلبا مایوس ہوکر پڑھائی ترک کردیتے ہیں۔

3۔ **بہتر بنیادی ڈھانچے کا فقدان اور کورسوں کی ابتر کوالٹی**: بیشتر ہنر کی تربیت دہندہ اداروں/تنظیموں میں بنیادی ڈھانچے کا فقدان ہے یا ان کو اپ گریڈ نہیں کیا گیا ہے' اس لئے صنعت کے مطالبات اور تربیت کے لئے استعمال کی جانے والی معیشتوں کے درمیان خلیج گہری ہوتی جارہی ہے۔

4۔ **تربیت دہندگان کی نامناسب کوالٹی**: تربیت دینے والے افراد صنعت کو مطلوب ہنر کی ضرورت سے نابلد ہوتے ہیں' اس لئے اس تربیت کا مطلوبہ نتیجہ نہیں نکلتا' اسی لئے تربیت یافتہ طلبہ کو صنعتوں میں روزگار آسانی سے نہیں حاصل ہو پاتا۔

5۔ **صنعتی کی دلچسپی کا فقدان**: صنعتیں خصوصی چھوٹے ادارے اور اوسط درجے کے کاروباری ادارے پیشہ ورانہ افراد سرٹی فیکٹ یا باقاعدہ تربیت پر زور نہیں دیتے کیوں کہ اس سے افرادی قوت کی قیمت میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ چھوٹے اور اوسط درجے کے کاروباری ادارے غیر ہنر مند یا نیم ہنر مند افراد کو ملازمت پر رکھتے ہیں کیوں کہ یہ ہنر مند یا تربیت افراد کے مقابلے سستے ہوتے ہیں۔

6۔ **طے شدہ معیاری فقدان**: مختلف وزارتوں نے ہنر مندی کے کورس شروع کئے ہوئے ہیں جن سے کنفیوژن پیدا ہوتا ہے اور طے شدہ معیار کے فقدان کا احساس ہوتا ہے۔ ایسا محسوس کیا گیا ہے کہ اس شعبے کے فروغ اور اس سلسلے میں کئے جارہے متعدد اقدامات کے لئے ان عوامل اور اس شعبے کو درپیش دیگر مسائل کو مدنظر نہیں رکھا جاتا۔ اس کے لئے علاوہ ایسا واحد اور مربوط ماڈل دستیاب نہیں ہے جو اس شعبہ کو درپیش تمام مسائل کا ازالہ کرسکے۔

سفارشات

1۔ پیشہ ورانہ تعلیم کے شعبے میں فروغ فردا کا التزام ہونا چاہئے جن سے طلبا سرٹی فیکیٹ کورس سے ڈپلومہ اور ڈپلومہ سے ڈگری کورس کی پڑھائی کرسکیں۔ یہ سہولت اسکول کی سطح سے شروع ہوکر پوسٹ گریجویشن سطح تک ہونی چاہئے۔ ہنر مندی کی ترقی کے لئے خصوصی یونیورسٹی قائم کی جانی چاہئے جس میں ڈگری کی سطح کے پروگرام دستیاب ہوں اور جو بہتر ہنر کی تربیت فراہم کرسکے۔ بیشتر طلبا اعلی تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں' اس لئے یہ یونیورسٹی ایسے زیادہ سے زیادہ طلبا کو پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دے گی۔

2۔ پیشہ ورانہ طلبا کو خاص طور پر 2+ کی سطح کے طلبا کو مساوی حیثیت عطا کرکے ان کو فروغ کے مناسب مواقع فراہم کرانے چاہئیں تاکہ وہ انڈر گریجویٹ پروگراموں میں داخلہ لے کر پڑھائی جاری رکھ سکیں۔

3۔ پیشہ ورانہ تربیت کے تمام مراحل میں صنعتوں کے کردار کا فروغ: حکمرانی و تربیت کے لئے جدید مشینیں فراہم کرنا' صنعتوں سے تربیت دہندہ فراہم کرنا اور ہر مرحلے پر جانچ پرکھ کرنا تاکہ ہر سطح پر کوالٹی کو یقینی بنایا جاسکے۔

4۔ صنعتوں کو ملازمت فراہم کرتے وقت باقاعدہ پیشہ ورانہ تربیت اور سرٹی فیکیٹ پر زور دینا چاہئے تاکہ ان کے کیریئرس کی ترقی ہوسکے۔

5۔ پیشہ ورانہ کورس کی سہولت فراہم کرنے والے مختلف اداروں کو ایک ہی معیاری نصاب اور جانچنے کا طریقہ اپنانا چاہئے۔

6۔ تربیت فراہم کرنے والے پیشہ ورانہ اساتذہ کے لئے باقاعدہ تربیتی پروگرام وضع کئے جائیں تاکہ ان کو اس شعبے کی تعلیم کے بارے میں مکمل جانکاری ہو۔

مذکورہ بالا سفارشات سے والدین اپنے بچوں کو پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کرنے کے لئے ترغیب دے سکیں گے اور سماج میں بھی ان طلبا کی مقبولیت میں اضافہ ہوگا۔ صنعتوں کو باہنر اور تربیت یافتہ افرادی قوت دستیاب ہوگی نیز ہنر کی کوالٹی میں بھی بہتری آئے گی۔

این ایس ڈی سی نے اس سمیت میں متعدد اقدامات کئے ہیں اور اس میں درپیش مسائل کے حل کے لئے پیش رفت کررہی ہے۔ ریاستوں میں موجود ہنر مندی سے متعلق مشن بھی ان مسائل کو حل کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں جس سے موجودہ صورت حال میں خاطر خواہ بہتر نظر آرہی ہے۔

میرا ذاتی خیال ہے کہ مذکورہ بالا سفارشات پر عمل کرنے کے علاوہ ہمیں اپنے موجودہ تعلیمی نظام کو زیادہ پیشہ ورانہ بنانا چاہئے۔ موجودہ پیشہ ورانہ پروگراموں کو زیادہ ووکیشنل بنانا چاہئے جس کے لئے صنعت کی ضروریات کو دھیان میں رکھتے ہوئے نصاب تیار کرنا چاہئے' ہنر مندی کی تربیت کے لئے بنیادی ڈھانچہ دستیاب کرانا چاہئے' ہر طرح کے نصاب کی تیاری میں منصوبوں کو شامل کار رکھنا چاہئے' تربیت کی مناسب فراہمی ہو' طلبا کی مناسب طریقے پر جانچ پرکھ ہو اور ایسے ماڈل تیار کرنے چاہئیں جہاں طلبہ ہنر بھی حاصل کرسکیں اور ڈگریاں بھی۔

☆☆☆

سنیتا سنگھی

محروم لوگوں کے قابل روزگار ہونے کی صلاحیت کو بہتر بنانے کے لئے

ہنرمندی کا فروغ

آبـــادی سے متعلق یہ فائدہ ہے کہ ہندستان کام کرنے کی عمر کے گروپ میں اپنی 65 فی صد سے زیادہ آبادی سے استفادہ کرتا ہے' آبادی کی نقل مکانی کے دوران ایک وقتی وقوع ہے۔ آبادی سے متعلق اقوام متحدہ کی تازہ ترین رپورٹ 2015 سے پتہ چلتا ہے کہ 2020 تک ہندستان میں اوسط عمر چین میں 37 سال اور یوروپ میں 45 سال کے مقابلے میں 29 سال ہوگی۔ آبادی سے متعلق یہ فائدہ دنیا میں انسانی وسائل کی فیکٹری ہونے نیز دنیا کی عمر رسیدہ ہوتی ہوئی معیشتوں کی ضرورتوں کو پوری کرنے کے سلسلے میں ہندستان کے لئے ایک موقع ہے۔ اس کے لئے ملکی و غیر ملکی دونوں کی مارکیٹ کی ضروریات کے مطابق موجودہ لیبر فورس نیز لیبر فورس میں شامل ہونے والے نئے لوگوں کی مناسب ہنرمندی/ ازسرنو ہنرمندی/ ہنرمندی کو بہتر بنانا ضروری ہے لیکن اس بات کے پیش نظر یہ معاملہ ایک بڑا چیلنج پیش کرتا ہے کہ پیشہ ورانہ تعلیم کے لئے آرزو کا فقدان ہے' تعلیم اور کام کی دنیا کے درمیان کمزور رابطہ ہے یا کوئی رابطہ نہیں ہے' معیاری تربیت دہندگان کی کمی ہے اور مختلف علاقوں/گروپوں میں ہنرمندی کی مختلف ضرورت ہے۔

2001 میں آئی ایل او یوتھ امپلائمنٹ نیٹ ورک نے چار چیزوں کی نشاندہی کی تھی: قابل روزگار ہونے کی صلاحیت نیز روزگار کے مواقع پیدا کرنا۔ ان چاروں چیزوں کی نشاندہی اس نے نوجوانوں کے روزگار کے لئے ترجیحی شعبوں کے طور پر کی تھی۔ 2000 میں آئی ایل سی قرارداد میں کہا گیا تھا کہ افراد اس صورت میں سب سے زیادہ قابل روزگار ہوتے ہیں جب وہ وسیع بنیاد پر تعلیم اور تربیت' ٹیم ورک سمیت بنیادی اور نقل پذیر ہنرمندیوں' مسئلہ حل کرنے' آئی سی ٹی' خواندگی وغیرہ کے حامل ہوں۔ ان ہنرمندیوں سے قابل روزگار ہونے کی صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہنرمند افرادی طاقت کی دستیابی کو بہتر بنانے کے لئے گزشتہ سات برسوں میں متعدد پالیسی اقدامات' پروگرام پر مبنی اور منظم مداخلتیں کی گئی ہیں تاکہ سماج کے تمام طبقوں کے لئے اجرتی روزگار نیز صنعت کاری اور کاروبار شروع کیا جائے۔ اس کے علاوہ محروم گروپوں کے لئے نشانہ شدہ مداخلتیں بھی کی گئی ہیں۔

اس مضمون میں محروم گروپوں کی ہنرمندیوں کو بہتر بنانے کے لئے لیبر مارکیٹ کی خصوصیات' کلیدی پالیسی چیلنجوں اور پالیسی لوازمات پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔

محروم گروپ' لیبر مارکیٹ اور ہنرمندی کا فروغ

اہم سوال یہ ہے کہ محروم لوگ کون ہیں؟ ایک شخص آمدنی' غریبی جیسے اقتصادی عناصر اور صنفی' نسلی' جغرافیائی علاحدگی جیسے سماجی عناصر کی بنیاد پر محروم ہوسکتا ہے جس میں معیاری تعلیم/ روزگار کے مواقع تک خراب رسائی' درمیان میں ہی اسکولی تعلیم کا سلسلہ چھوڑ دینے والے لوگ اور معذور لوگ بھی شامل ہیں۔ چناں چہ محروم لوگ کثیر عناصر کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں نیز گروپ باہمی طور سے مخصوص نہیں ہیں۔ اس بات کے پیش نظر کہ تعلیم اور تربیت نوجوان لوگوں کی اہم ہنرمندیوں میں اضافہ کرکے مناسب کام کرنے کے لئے ان کو بااختیار بناتی ہیں' ناخواندہ' درمیان میں اسکولی تعلیم کا سلسلہ چھوڑ دینے والے لوگ اور کم تعلیم یافتہ نوجوان لوگ سب سے زیادہ محروم لوگ ہیں کیوں کہ تعلیم اور تربیت سے اخراج کی وجہ سے وہ ابتدائی عمر میں ہی لیبر مارکیٹ' کم ادائیگی والے اور خراب معیاری روزگاروں میں داخل ہوسکے ہیں جس کے نتیجے میں بین نسلی غریبی اور سماجی اخراج کا خراب سلسلہ شروع ہوسکتا ہے۔ چناں چہ یہ بات ضروری ہے کہ ہنرمندی کے فروغ کے لئے مضمرات کو سمجھنے کی غرض سے لیبر مارکیٹ کی صورت حال کو سمجھا جائے۔

ہندستان میں لیبر مارکیٹ غیر رسمی شعبے میں 92.9 فی صد (435.66 ملین) اور رسمی شعبے میں تقریباً 8.1 فی صد (38.56 ملین) ہے۔ مزید برآں اس روزگار کی کثیر تعداد غیر منظم شعبے میں دیہی علاقوں میں ہے جہاں 68 فی صد آبادی رہتی ہے۔ لیبر مارکیٹ میں خاص طور سے دیہی علاقوں میں خواتین کی شرکت میں کمی آرہی ہے' جہاں تمام عمر کے گروپوں کے لئے (+o) یہ تقریباً 22.5 فی صد ہے۔

مصنفہ نیتی آیوگ' نئی دہلی میں ایڈوائزر (پی سی) ہیں۔
sunitasanghi1960@gmail.com

تعلیمی محرومی کے لحاظ سے لیبر مارکیٹ میں داخل ہونے والے 30 فی صد لوگ ناخواندہ ہیں اور 24 فی صد لوگ ابتدائی تعلیم کے حامل ہیں۔ بنیادی تعلیم کے ساتھ لیبر فورس کے فی صد کے لحاظ سے تقریباً 30 فی صد لوگ ثانوی تعلیم اور اس سے زیادہ کی تعلیم کے حامل ہیں۔ درمیانہ اور ثانوی سطح پر لڑکیوں اور لڑکوں دونوں ہی کے تیزی سے درمیان میں ہی اسکولی تعلیم کا سلسلہ چھوڑ دینے سے یہ معاملہ پیچیدہ ہوجاتا ہے۔ یوڈی آئی ایس ای اعداد وشمار (14-2013) کے پانچویں کلاس مکمل کرنے سے پہلے 20 فی صد بچے اور ثانوی تعلیم مکمل کرنے سے پہلے 47.4 فی صد بچے اسکولی تعلیم کا سلسلہ چھوڑ دیتے ہیں۔ تعلیم کی اس کم سطح کی وجہ سے ہنرمندیوں کی کم سطح رہتی ہے۔ رسمی ہنرمندیوں کے ساتھ لیبر فورس میں داخل ہونے والے لوگوں کی تعداد 3 فی صد ہے اور لیبر مارکیٹ میں سات فی صد لوگوں نے غیر رسمی طور سے ہنرمندی حاصل کی ہے (ای یو ایس 12-2011)۔ دیگر الفاظ میں 90 فی صد لیبر فورس ہنرمند پر مبنی پیشوں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے کسی بھی ہنرمندیوں کی حامل نہیں ہے۔ اس تعداد میں رسمی تربیت حاصل کرنے والی خواتین (2.79 ملین) کافی صد مردوں (8.63 فی صد ملین) کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ یہی معاملہ غیر رسمی تربیت کے سلسلے میں بھی ہے۔۔

شعبہ جاتی تقسیم کے لحاظ سے 48 فی صد لوگ زرعی شعبے میں کام کررہے ہیں، جو جی ڈی پی کے صرف تقریبا 16 فی صد کا تعاون کرتے ہیں، جس کی وجہ سے پیداواریت کی کم سطح اور کم روزگار یا بے روزگاری ہے۔ زرعی شعبے میں ان میں سے بیشتر لوگ خود روزگار شدہ ہیں۔ اس کے علاوہ ایک بڑا حصہ کم ادائیگی والے غیر اشیا سازی کے شعبے یعنی تعمیرات میں ہے۔

یہ بات بھی دیکھنے میں آئی ہے کہ 2011 کی مردم شماری کے مطابق معذور لوگوں کی تعداد 2.68 کروڑ ہے، جس میں سے 1.57 کروڑ لوگ کام کرنے کی عمر کے گروپ میں ہیں۔ معذور افراد سے متعلق قانون 1995 کے نفاذ کے باوجود بامعنی روزگار کے لئے ان کی ضرورت زیادہ تر پوری نہیں کی گئی ہے۔ معذور افراد کافی صد دیہی علاقوں میں زیادہ ہے جس میں میں صحتی خدمات تک خراب رسائی اور غریبی کے عام ملحوظات کی وجہ سے اضافہ ہوا ہے۔ دیہی معذور افرا ہنرمندیوں اور لیبر مارکیٹ سے نمایاں طور سے جڑے ہوئے نہیں ہیں۔

نوجوان لوگوں کو بہت کمزور پایا گیا ہے۔ این ایس ایس او، ای یو ایس 12-2011 کے مطابق تمام عمر کے گروپوں کے سلسلے میں بے روزگاری کی شرح مردوں کے لئے 2.4 فی صد اور خواتین کے لئے 3.7 فی صد تھی جب کہ نوجوانوں (29 سے 15 سال) کے لئے یہ مختلف زمروں میں 6.1 فی صد سے 15.6 فی صد کے درمیان تھی۔ 15.6 فی صد پر وشہری خواتین میں بے روزگاری کی شرح سب سے زیادہ تھی۔ اس کی وجہ مناسب مواقع یا سماجی پابندیوں کی وجہ سے بے روزگار رہنے کے لئے کنبے کی تائید ہوسکتی ہے۔ 15 سے 19 سال کی عمر کے گروپ کے اندر یہ شاید دستیاب روزگار اور توقعات میں جوڑ نہ ہونے کی وجہ سے 15 تا 19 سال کی عمر کے گروپ کے لئے بہت خراب تھی۔ دیہی علاقوں میں زیادہ سے زیادہ نوجوان لوگ زراعت کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ رسمی طور سے تعلیم یافتہ اور پیشہ ورانہ طور سے تربیت یافتہ لوگوں میں بھی بے روزگاری کی شرح بہت زیادہ پائی گئی تھی جس کی وجہ شاید ہنرمندی کا بے جوڑ اور مناسب روزگار کی عدم دستیابی ہے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ زمرے کے لئے لحاظ کے بغیر محروم لوگوں کو الگ تھلگ ہوجانے اور سماجی اخراج کا زیادہ خطرہ لاحق ہے۔ دستیاب این ایس او اعداد وشمار سے پتہ چلتا ہے کہ پندرہ سے 24 سال کی عمر کے گروپ غریبی کے زیادہ خطرے سے دوچار ہیں کیوں کہ وہ کم ادائیگی والا روزگار اختیار کرتے ہوئے لیبر مارکیٹ میں داخل ہوتے ہیں اور مارکیٹ سے اس وقت ہٹ جاتے ہیں جب وہ مناسب روزگار حاصل کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ بے روزگاری کی اس زیادہ سطح کی وجہ سے روزگار پانے میں ناکامی یا صلاحیت کی کمی یا تربیت کے موقع کا فقدان یا حاصل کردہ ہنرمندیوں کے لئے کم مانگ ہوسکتی ہے۔

نوجوان لوگوں کی زیادہ بے روزگاری کی وجہ سے پیداوار کا نقصان، ہنرمندیوں کی کمی، سرگرمی کی کم سطحیں اور زیادہ سماجی تقسیم ہوتی ہے۔ لیکن صرف ہنرمندی کا فروغ بے روزگاری کے مسئلے سے نمٹنے کے لئے کافی نہیں ہے۔ ان ہنرمندیوں کے لئے روزگار کے مواقع کی دستیابی کی ضرورت ہے۔ محروم گروپوں کی زمرہ بندیوں کے اس تجزیہ سے وہ مسائل اور چیلنج سامنے آتے ہیں جن سے ہنرمندی کے فروغ کے ذریعہ قابل روزگار ہونے کی صلاحیت کو بہت بنانے کی غرض سے نمٹنے کی ضرورت ہے۔ اس بات کے پیش نظر کہ ہندستان میں تقریباً 70 فی صد آبادی اب بھی دیہی علاقوں میں رہتی ہے جو کھیتی باڑی میں کنبوں کی مدد کرتی ہے، ساز وسامان، مالیے اور لیبر مارکیٹ سے مناسب رابطوں کے ساتھ زراعت اور متعلقہ سرگرمیوں میں انہیں ہنرمند بنانے کی ضرورت ہے۔ اس سے خواتین کی شرکت میں اضافہ کرنے میں سہولت مہیا ہوگی اور کم ادائیگی والے روزگاروں کے لئے دیہی علاقوں سے شہری علاقوں کے لئے نقل مکانی کی روک تمام ہوگی۔ تعلیم کے خراب معیار اور ہنرمندیوں کی کم سطح کی وجہ سے اسکول نہ جانے والے بچے اور مزدور غیر رسمی شعبے میں کم ادائیگی والے روزگار کرنے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔ چیلنج یہ ہے کہ اچھے روزگار حاصل کرنے کے سلسلے میں تعلیم اور تربیت کے فائدے کے بارے میں بچوں کو اور والدین کو معیاری تعلیم اور صلاح مشورہ فراہم کیا جائے۔

غیر رسمی شعبے کی ہنرمندی کی ضرورت پوری نہ کرنے کے سلسلے میں بہت کم پروگرام ہیں جو کہ مختلف جغرافیائی مقامات میں پھیلا ہوا ہے۔ کارکنان کم ادائیگی والے روزگار اختیار کرتے ہیں اور صرف وہیں کام سیکھ سکتے ہیں۔ چیلنج یہ ہے کہ اپرنٹس شپ کی تربیت کو رسمی اسکولی تعلیم سے مربوط کیا جائے تاکہ نوجوان لوگوں کو کام کی لئے درکار اہم ہنرمندیاں سیکھنے کے لئے اسکول میں برقرار رہنے کی ترغیب ملے۔ لڑکوں کے مقابلے میں اسکولی تعلیم کا سلسلہ درمیان میں ہی چھوڑ دینے والی لڑکیوں کی تعداد کافی زیادہ ہے جس کی وجہ خاتون اساتذہ، ہوسٹل اور ٹرانسپورٹ کی سہولت کی عدم دستیابی وغیرہ ہے۔ ہنرمندی سے متعلق پروگراموں کا میلان ایسے پیشوں اور کاروباروں کی طرف ہوتا ہے، مردوں کے لئے زیادہ سازگار ہیں جس کی وجہ سے لڑکیوں کے اخراج کو تقویت ملتی ہے۔ لڑکیوں کے لئے اس طرح کی سہولیات فراہم

کرنے نیز بہتر شرکت کے لئے وقت کے لحاظ سے لچکدار کورس شروع کرنے کا بھی چیلنج درپیش ہے۔

15 سال سے 24 سال کی عمر کے گروپوں میں کام کاج کی لائق خواندگی کے مسئلے سے نمٹنے کے لئے پائیدار مداخلت کرنے کی ضرورت ہے۔ محروم بچوں کے روزگار کے امکانات میں اس صورت میں اضافہ کیا جا سکتا ہے اگر کام کاج کے لحاظ سے خواندگی اور گنتی جاننے والا بننے کے لئے انہیں اسکولوں میں برقرار رکھا جائے۔ اس کے لئے سبسڈیوں، خصوصی قبل از اسکول پروگرام اور اسکولی تعلیم کے معیار پر توجہ کی شکل میں مداخلتیں کرنے کی ضرورت ہے۔

معذور لوگوں کو لیبر مارکیٹ میں داخل ہونے کے لئے متعدد رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے مثلاً تعلیم اور تربیت کی کمی، مالی وسائل کا فقدان، کام کرنے کی جگہ اور پیشے کی نوعیت اور معذور لوگوں کے بارے میں آجر کے نظریات اور احساسات۔ خود معذور افراد، حکومت، آجرین کے نظریات اور این جی اوز چیلنجوں اور پابندیوں کا سامنا کرتے ہیں جو ہندستان میں معذور افراد کے روزگار کی راہ میں رکاوٹ بنتی ہیں۔ سب کے لئے اور خاص طور سے محروم گروپ کے لئے تربیت کے بعد کا سلسلہ جاری رکھنے، نوجوانوں کو خود روزگار کے لئے تیار کرنے کی غرض سے صنعت کارانہ اور کاروبارانہ تربیت کو تکنیکی تربیت سے مربوط کرنے، ساز و سامان مالیہ اور روزگار کی منڈی کے رابطوں کے لحاظ سے امدادی ڈھانچہ فراہم کرنے، لیبر مارکیٹ سے متعلق معلومات اور قومی کیریئر سروس تیار کرنے کے سلسلے میں تکنیکی تربیت کا چیلنج کا درپیش ہے۔

مذکورہ بالا باتوں سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مقامات، جغرافیہ، صنف، سماجی اور مذہبی گروپوں، تعلیم اور ہنرمندی کی کم سطحوں کے لحاظ سے نشانے کی گونا گونی کے پیش نظر ہنر سکھانے کا چیلنج پیچیدہ ہے۔

تیز رفتار اقتصادی ترقی اور بدلتی ہوئی ٹکنالوجی کے پیش نظر نوجوانوں کو مناسب روزگار تک رسائی حاصل کرنے کے لئے اپنی صلاحیتوں میں اضافہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے تعلیم، تربیت اور روزگار کے مواقع تک رسائی بھی ضروری ہے جس کا تعین سماجی، اقتصادی، صنفی، جغرافیائی مقامات، بنیادی ڈھانچے کی سہولیات وغیرہ کے ذریعے کیا جا رہا ہے۔

تعلیم اور ہنرمندیوں کو بہتر بنانے کے لئے مداخلتیں

اس بات کے پیش نظر کہ لیبر مارکیٹ میں موجود لوگوں یا لیبر مارکیٹ میں داخل ہونے والے لوگوں کا ایک بڑا حصہ بنیادی تعلیم کا حامل نہیں ہے اور اس کے پاس قابل روزگار ہنرمندیوں کی کمی ہے، تعلیم اور تربیت کے سلسلے میں مناسب اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔ تعلیم کے حق سے متعلق قانون 2009 اور راشٹریہ ششکشا مدھیا مک ابھیان جیسے اقدامات کا مقصد اسکول نہ جانے والے بچوں کی تعداد میں کمی لانا اور ثانوی سطح تک بنیادی تعلیم کو بہتر بنانا ہے۔ کستوربا گاندھی بالیکا ودھیالیہ رہائشی پروگرام کا مقصد اسکولوں میں لڑکیوں کی برقراری کو بہتر بنانا ہے، اقتصادی طور سے، سماجی طور سے محروم، اقلیتی اور معذور گروپوں کے لئے وظیفے کے پروگراموں کا مقصد اسکولوں میں ان گروپوں کے طلبا کی شرکت اور برقراری کو بہتر بنانا اور بنیادی تعلیم مکمل کرنا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف گروپوں کے لئے اعلی تعلیم جاری رکھنے کے سلسلے میں سہولت بہم پہنچانے کے لئے وظائف/ فیلوشپ فراہم کی جاتی ہیں۔ سوچھ بھارت مشن کے تحت بیت الخلاؤں کی تعمیر، کمیونٹی کی شمولیت کو بہتر بنانے اور خاتون اساتذہ کی تعداد میں اضافہ کرنے کی کوششیں تعلیم اور تربیت کے عمل میں خواتین کی شرکت کو بہتر بنانے کے کچھ اقدامات ہیں لیکن صنفی بنیاد پر پیشہ ورانہ علاحدگی سے گریز کرنے کے لئے وسیع بنیاد پر پیشوں نیز کمیونٹی اور اساتذہ کو حساس بنانے کے لحاظ سے اور زیادہ اقدامات کئے جانے کی ضرورت ہے۔ قومی خواندگی مشن (این ایل ایم) مقررہ مدتی انداز میں 15 سے 35 سال کی عمر کے گروپ میں ناخواندہ لوگوں کو کام کاج کے لائق خواندگی فراہم کرتا ہے۔

ہنرمندی کے فروغ کے شعبے میں پروگرام اب تک ریاست پر مبنی رہے ہیں نیز کچھ معاملات میں صنعت ملازمین کو روزگار کے لائق بنانے کے لئے انہیں اپنے پاس برقرار رکھتی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ مانگ پر مبنی ایسی ہنرمندی کو فروغ دیا جائے جو صنعت کی ضرورت پوری کرے۔ ہنرمندی کے فروغ اور اینٹرپرینئر شپ سے متعلق قومی پالیسی 2015 میں ایس سی، ایس ٹی، او بی سی، اقلیتوں، خواتین، درمیان میں ہی اسکولی تعلیم کا سلسلہ چھوڑ دینے والے لوگوں، معذور لوگوں اور مشکل جغرافیائی مقامات میں رہنے والے لوگوں جیسے نظر انداز کردہ گروپوں کے ذریعے ہنرمندیوں تک مساوی رسائی کے ذریعے کسی بھی قسم کے لحاظ سے بغیر شمولیت کا اہتمام کیا گیا ہے تا کہ ان کی قابل روزگار ہونے کی صلاحیت، صنعت کارانہ انداز اور کاروبارانہ صلاحیت نیز روزگار کے مناسب مواقع تک رسائی میں اضافہ کیا جائے۔ مرکز اور ریاستوں دونوں میں حکومتوں کے ذریعے مختلف نشانہ شدہ اقدامات کئے گئے ہیں تا کہ قابل روزگار ہونے کی صلاحیت، سب کے لئے مساوی، ان محروم گروپوں کی ہنرمندی کی ضرورت پوری کرنے اینٹرپرینئر شپ اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے چیلنجوں سے نمٹا جائے جیسا کہ منسلکہ 1 ایک میں دیا گیا ہے۔ ان اقدامات کے مطالعے سے صلاحیت کی توسیع کی ضرورت، ترسیل کی اختراعی طریقوں اور نجی شعبے کی سرگرم شرکت کا پتہ چلتا ہے۔ یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ تربیت پانے والے لوگوں کی صرف تعداد کے لحاظ سے پروگرام کے نتیجے پر توجہ مرکوز کرنے اور بہتر نتیجے کے لئے مختلف پروگراموں کو ضم کرنے کی ضرورت ہے۔ تعلیم اور تربیت کے سلسلے میں زیادہ سرمایہ کاری سے کارکنوں کے قابل روزگار ہونے کی صلاحیت پر اثر پڑے گا، صنعتوں اور کاروباری اداروں کی پیداواریت میں اضافہ ہوگا نیز شمولیت پر مبنی اقتصادی ترقی ہوگی اور سماجی وابستگی پیدا ہوگی۔

مزید کیا

☆**اسکول میں برقراری کو یقینی بنانا**: اس بات کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے کہ طلبا ثانوی سطح تک اچھی معیاری تعلیم مکمل کریں۔ مرکز اور ریاستوں دونوں میں حکومتیں وظائف کے فائدے براہ راست منتقلیوں، ہوسٹل کی سہولیات، ہندستان میں دوپہر کے

کھانے کے لحاظ سے مختلف ترغیبات فراہم کر رہی ہیں جن سے اسکولوں میں حاضری میں بہتری آئی ہے۔ آمدنی کے تحفظ' خوراک کے تحفظ کے لئے ایم جی این آر ای جی اے' اٹل پنشن یوجنا' پی ایم سرکشا بیمہ یوجنا' جیسے حفاظتی اقدامات کے لحاظ سے والدین کے لئے بھی ترغیبات فراہم کی جارہی ہیں۔ یہ توقع ہے کہ ان اقدامات سے اسکول میں بچوں کو برقرار رکھنے اور انہیں روزی روٹی کمانے کے لئے نہ بھیجنے کے سلسلے میں والدین کو ترغیب ملے گی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان پروگراموں پر عمل درآمد کرنے کے کام کی نگرانی کی جائے اور اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ بچے کلاسوں میں شرکت کر رہے ہیں۔ اس کے لئے ان بچوں پر نظر رکھنے اور انہیں مناسب صلاح مشورہ دینے کی ضرورت ہے جو درمیان میں ہی اسکولی تعلیم کا سلسلہ چھوڑ دینے کی تاک میں رہ سکتے ہیں۔ ان بچوں تک پہنچنے کے لئے جو دشوار گزار علاقوں میں رہتے ہیں' یہ ضروری ہے کہ کم سے کم بنیادی تعلیم فراہم کرنے کے لئے فاصلاتی تعلیم یا ای تعلیم کے طریقے اپنائے جائیں اور ان میں اضافہ کیا جائے۔ اوپن اسکولنگ کے لئے قومی ادارہ اس سمت میں ایک قدم ہے۔ اسکول میں رہنے کا دوسرا موقع فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔ پرتھم نے اس سلسلے میں ایک پہل کی ہے۔ پرتھم اوپن اسکول آف ایجوکیشن (پی او ایس ای) پروگرام ان لڑکیوں اور عورتوں کی مدد کرتا ہے' جنہوں نے درمیان میں ہی اسکولی تعلیم کا سلسلہ چھوڑ دیا تھا تاکہ وہ زندگی کے ہنر حاصل کرتے ہوئے اپنی ثانوی تعلیم کامیابی سے مکمل کرسکیں نیز انہیں زیادہ قابل روزگار بنایا جائے۔ یہ پروگرام درمیان میں ہی اسکولی تعلیمی سلسلہ چھوڑ دینے کے رجحان کی روک تھام کرنے کے لئے مداخلتیں کرتا ہے۔ اس طرح کی کوششوں میں اضافہ کرنے کی ضرورت ہے۔

☆**اسکولی بنیادی ڈھانچے کو بہتر بنانا**: اسکول میں برقرار رہنے کے معاملے کو ہیئتی بنیادی ڈھانچے نیز خاتون اساتذہ سمیت انسانی وسائل کی دستیابی دونوں کے لحاظ سے کافی اور مناسب اسکولی بنیادی ڈھانچے کی دستیابی سے بھی جوڑا جاتا ہے۔ بہت سے سماجی اور نسلی گروپ خاتون اساتذہ نہ ہونے کی وجہ سے اپنی لڑکیوں کو اسکول نہیں بھیجتے ہیں۔ اساتذہ کی کافی کمی ہے اور یہ صورت حال آبادی کے لحاظ سے فائدے والی سے فائدے والی ریاستوں میں اور زیادہ ہے۔ تعلیم کا ایک اچھا ماحول پیدا کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اچھے معیاری اساتذہ کو بھرتی کیا جائے۔ ہندستان میں 11 فی صد ابتدائی اسکول واحد استاد والے اسکول ہیں نیز اساتذہ کی 40 فی صد اسامیاں خالی ہیں۔ تمام علاقوں میں مساوی طور سے اساتذہ کو تعینات کئے جانے کی بھی ضرورت ہے۔

اوپن اسکولنگ کے لئے قومی ادارہ اس سمت میں ایک قدم ہے۔ اسکول میں رہنے کا دوسرا موقع فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔ پرتھم نے اس سلسلے میں ایک پہل کی ہے۔ پرتھم اوپن اسکول آف ایجوکیشن (پی او ایس ای) پروگرام ان لڑکیوں اور عورتوں کی مدد کرتا ہے' جنہوں نے درمیان میں ہی اسکولی تعلیم کا سلسلہ چھوڑ دیا تھا تاکہ وہ زندگی کے ہنر حاصل کرتے ہوئے اپنی ثانوی تعلیم کامیابی سے مکمل کرسکیں نیز انہیں زیادہ قابل روزگار بنایا جائے۔

☆**کام کی دنیا کے ساتھ تعلیم' تربیت مربوط کرنا**: تعلیم' تربیت کے نظام اور کام کی دنیا کے درمیان رابطہ قائم کرنے کی ضرورت کو واجب طور سے تسلیم کیا جاچکا ہے۔ نویں کلاس سے پیشہ ورانہ تعلیم شروع کرنے سے بچوں کو اسکول میں برقرار رہنے نیز کام کے لئے درکار اہم ہنرمندیاں سیکھنے کے سلسلے میں ترغیب ملے گی۔ اس سے ای اپرینٹس شپ کو رسمی اسکولی تعلیم سے مربوط کرنے میں سہولت مہیا ہوگی۔ چھوٹے کاروباروں کے زیادہ اہم ہونے اور اس حقیقت کے پیش نظر کہ آبادی سے متعلق فائدہ دیہی علاقوں میں موجود ہے' حال ہی میں شروع کردہ اپرینٹس شپ پروتساہن یوجنا سے آگے چل کر تعلیم کام کی دنیا سے مربوط ہوگی۔ چوں کہ تربیت کی ضروریات ملک بھر میں مختلف ہوتی ہیں اور تعلیم حاصل کرنے کی سطحیں بھی مختلف ہیں' اس لئے ایک ایسا نظام وضع کرنے کی ضرورت ہے' جس میں نشانہ شدہ گروپ کی ضرورت اور مقامی معیشت پر توجہ دی جائے۔ پیشہ ورانہ تربیتی نصابات کے سلسلے میں تال میل کرنے اور انہیں باضابطہ بنانے کی ضرورت ہے تاکہ ایک طرف مختلف جغرافیائی علاقے' صنف اور اقتصادی گوناگونی کی ضرورت اور دوسری طرف صنعت کی ضرورت پر توجہ دی جائے۔ مقامی صنعت کا کردار خاص طور سے دشوار گزار علاقے یا شمال مشرقی خطے میں بہت اہم ہے' جہاں سے لوگ باہر نہیں جانا چاہتے ہیں۔ 2013 میں شروع کردہ نیشنل اسکلس کوالی فیکیشن فریم ورک کے لحاظ سے منظّم اصلاح کا مقصد عام اکیڈمک تعلیم' پیشہ ورانہ تعلیم' پیشہ ورانہ تربیت اور اعلی تعلیم کو ایک جامع نظام کے طور پر مربوط کرنا ہے۔

☆**پیشگی تعلیم کا اعتراف**: غیر منظّم شعبے کے لئے کچھ ہی نشانہ شدہ مداخلتیں کی گئی ہیں۔ اس بات کے پیش نظر کہ 84 فی صد لوگ غیر منظّم شعبے میں روزگار کرتے ہیں اور باقی لوگ رسمی شعبے میں منظّم شعبے میں ہیں' غیر رسمی تربیت کو از سر نو تشکیل دینے کی ضرورت ہے تاکہ اس شعبے میں کارکنوں کی ہنرمندیوں کی سطحوں کی تصدیق کی جائے۔ حالاں کہ وہ نسلوں سے منتقل کردہ مطلوبہ ہنرمندیوں کے حامل ہوسکتے ہیں' تاہم کسی سرٹی فیکیٹ کی عدم موجودگی میں وہ اچھا روزگار حاصل نہیں کرپاتے ہیں یا کوئی کاروبار شروع نہیں کرپاتے ہیں۔ بنارس' چکن کاری' چنڈی گڑھ میں اور شمال مشرق میں دھات کے کاموں کے دست کار اور کاریگر ہنرمندیوں کے حامل ہوسکتے ہیں' لیکن تصدیق کرنے کے لئے انہیں غیر ہنرمند کے طور پر زمرہ بند کیا جاتا ہے۔ آر پی ایل اسکیم کے پیمانے میں اضافے کرنے کی ضرورت ہے۔ اقلیتوں کی ہنرمندیوں کے فروغ' روزگار کے مواقع اور زیادہ پیداواریت کو بہتر بنانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کی شرکت کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کیا جائے۔ کاروباری انجمنوں' مزدور تنظیموں اور خاص طور سے غیر رسمی شعبے میں کام کرنے والی آجرین کی تنظیموں کو شامل کرنے کی ضرورت ہے۔

☆**نشانہ شدہ مداخلتوں کے ذریعے دشوار گزار علاقوں کی ضروریات پر توجہ دینا**: اڑان' حمایت' پرواس' نئی روشنی' اسٹیپ اپ وغیرہ جیسی نشانہ شدہ

مداخلتوں نے نوجوانوں کے قابل روزگار ہونے کی صلاحیت پر اثر ڈالا ہے۔ اس طرح کی نشانہ شدہ مداخلتوں میں اضافہ کرنے کی ضرورت ہے۔ تربیت کو روزگار اور آمدنی پیدا کرنے والے مواقع سے ملا دینے کی ضرورت ہے کیوں کہ صرف تربیت کافی نہیں ہوتی ہے۔ ان پروگراموں میں اضافہ کرنے سے دشوار گزار علاقوں (ایل ڈبلیو ای متاثرہ، پہاڑی علاقے، دہشت گردوں سے متاثرہ علاقے) میں رسائی بہتر ہوگی۔ اس میں تمام تربیتی مواقع اور بنیادی ڈھانچے مثلاً سرکاری ملکیت

نمبر شمار	اسکیم کا نام	اسکیم کے مقاصد
		درمیان میں ہی اسکولی تعلیم کا سلسلہ چھوڑ دینے والوں کے لئے
1	دستکاری کی تربیت	اس اسکیم کے اہم مقاصد ہیں: i: اسکول چھوڑ دینے والوں کو منظم تربیت دے کر صنعت کو نیم ہنرمند/ ہنرمند کارکنان فراہم کرنا اور ii: صنعتی روزگار کے لئے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو مناسب ہنرمندیوں سے لیس کر کے ان میں بے روزگاری کم کرنا۔ اس اسکیم پر حکومت کے زیر انتظام آئی ٹی آئی اور نجی آئی سی کے ذریعے عمل درآمد کیا جاتا ہے۔
2	اپرینٹس شپ کی تربیتی اسکیم	اپرینٹس کی تربیت کے مقاصد ہیں: i: پروگرام کو منضبط کرنا تا کہ نصاب تعلیم تربیت کی مدت وغیرہ اس نمونے کے مطابق رہے، جو کہ مرکزی اپرینٹس شپ کونسل کے ذریعے وضع کیا گیا۔ ii: صنعت کے لئے ہنرمند افرادی طاقت کی ضروریات پوری کرنے کی غرض سے عملی تربیت دینے کے لئے صنعت میں دستیاب سہولیات کو پورے طور پر استعمال کرنا۔ اپرینٹس پروتساہن یوجنا (اے پی وائی) اپرینٹسز سے متعلق قانون 1961 کے تحت اداروں کے ذریعے ملازم رکھے جانے والے 100,000 اپرینٹسز کے لئے اپرنٹس شپ کی تربیت کے پہلے دو برسوں کے لئے حکومت ہند کے ذریعے مقررہ وظیفے کے 50 فی صد حصے کی ساجھے داری کے مقصد سے شروع کی گئی ہے۔
3	ٹرائی۔ دستکاریوں/ ہتھ کرگھوں کے لئے ہنرمندی کا فروغ/ بہتری اور صلاحیت سازی	ٹرائی فیڈ جو کہ حکومت ہند کی وزارت قبائلی امور کے تحت قومی سطح کا ایک امداد باہمی ادارہ ہے، ہتھ کرگھا مصنوعات، دست کاریاں، قبائلی مصوریاں وغیرہ بنانے میں مصروف قبائلی دستکاریوں کے دستکاروں کی تربیت اور چھوٹی جنگلاتی پیداوار اکٹھا کرنے والے لوگوں کی صلاحیت سازی کی تربیت اور ہنرمندی کے فروغ میں قبائلی دست کاریوں کے دست کاروں اور قبائلی مصنوعات کی مارکیٹنگ کے فروغ اور ہنرمندی کے فروغ/ بہتری کا کام انجام دے رہی ہے۔
		خواتین اور نو عمر لڑکیاں
4	تربیت اور روزگار کے پروگرام کے لئے مدد (اسٹیپ)	اس اسکیم کا دوہرا مقصد ہے یعنی i: وہ ہنرمندیاں فراہم کرنا جن سے خواتین میں قابل روزگار ہونے کی صلاحیت پیدا ہو۔ ii: ایسی صلاحیتیں/ اور ہنرمندیاں فراہم کرنا، جن سے خواتین خود روزگار رشدہ/ خود کاروبار کرنے والی بن سکیں۔
5	خواتین کو اپنی مدد آپ کرنے والے موثر گروپوں میں منظم کرنے کے لئے پریہ درشنی اسکیم	''وسطی گنگائی میدانی علاقوں کی خواتین کو با اختیار بنانے اور ان کی روزی روٹی کے پروگرام'' میں جو پریہ درشنی پروگرام بھی کہلاتا ہے، 7200 ایس ایچ جی کی تشکیل کے ذریعے 108000 غریب خواتین اور نوعمر لڑکیوں کو کلی طور سے با اختیار بنانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس پروگرام پر ابتدا میں اتر پردیش کے چار اضلاع سمیت چھ اضلاع میں عمل درآمد کیا جارہا ہے۔
6	سودھیر گریہہ/ مختصر قیام کا گھر (باز آبادکاری کے لئے ہنرمندی	اس اسکیم کے تحت نئے سودھر گریہہ مندرجہ ذیل مقاصد کے ساتھ 30 خواتین کے صلاحیت کے ساتھ ہر ایک ضلع میں قائم کیا جائے گا۔ i۔ مصیبت زدہ خواتین کسی سماجی اور اقتصادی مدد کی نہ حامل خواتین کے مسکن، خوراک، کپڑے، طبی علاج اور دیکھ بھال کی بنیادی ضرورت پوری کرنا۔ ii۔ ان کو اپنی جذباتی طاقت دوبارہ سے حاصل کرنے کے قابل بنانا جو بدبختانہ حالات کی وجہ سے ان کے کے مقابلہ کرنے کی وجہ سے ختم ہو جاتی ہے۔ iii۔ انہیں قانونی مدد اور رہنمائی فراہم کرنا، تا کہ وہ کنبے/ سماج میں اپنی از سر نو ہم آہنگی کے لئے اقدامات کر سکیں۔
7	ہنرمندی کی بہتری 200 سرحدی/ قبائلی/ پسماندہ خواتین کے لئے تربیتی پروگرام	اس پروگرام کا مقصد سرحدی یا قبائلی یا پسماندہ اضلاع میں خواتین کی پیشہ ورانہ ہنرمندیوں میں اضافہ کرنا نیز خود روزگار حاصل کرنے کے سلسلے میں ان کی مدد کرنا بھی ہے۔ یہ پروگرام خاتون شرکا کو موجودہ پیشے میں اپنی آمدنی میں اضافہ کرنے، پیداواری صلاحیت کو بہتر بنانے اور نئی ہنرمندیاں سیکھنے کے قابل بناتا ہے جن کے لئے مارکیٹ میں اچھی مانگ ہے۔

والے تربیتی ادارے، نجی ادارے، این جی اوز، سول سوسائٹی وغیرہ شامل ہوسکتے ہیں۔

☆ متعلقین کی سرگرم شمولیت: ہنر مندی کا چیلنج بڑا ہے اور اس کے لئے تمام متعلقین، خاص طور سے آجرین کی شرکت کی ضرورت ہے تاکہ قابل روزگار ہونے کی صلاحیت کے معاملے پر توجہ دی جائے۔ انہیں تربیتی پروگراموں وغیرہ کا نصاب تعلیم کرنے، ان پر عمل درآمد کرنے اور ان کی نگرانی کرنے کے کام میں شامل کئے جانے کی ضرورت ہے۔ حالاں کہ

8	سبلا-نوعمر لڑکیوں کو بااختیار بنانے کے لئے راجیو گاندھی اسکیم	11 سے 18 سال کی عمر کے گروپ میں نوعمر لڑکیوں کی غذائی اور صحتی صورت حال کو بہتر بنانے نیز زندگی کی ہنر مندیوں، صحت اور تغذیہ کے سلسلے میں تعلیم فراہم کرکے انہیں بااختیار بنانے کی غرض سے حکومت ہند نے نومبر 2010 میں سبلا نامی اسکیم شروع کی تھی۔ اس اسکیم کا مقصد کنبے کی بہبود، صحت، حفظان صحت، موجودہ سرکاری خدمات وغیرہ کے بارے میں معلومات سے لڑکیوں کو لیس کرنا نیز اسکول نہ جانے والی لڑکیوں کو رسمی یا غیر رسمی تعلیم کے نظاموں میں لانا بھی ہے۔
	دیہی غریب لوگ	
9	پنڈت دین دیال اپادھیائے گرامین کوشلیہ یوجنا (اس سے پہلے آجیویکا کے نام سے جانی جاتی تھی۔	اس کا مقصد 2017 تک روزگار کے لئے 10 لاکھ (ایک ملین) دیہی نوجوانوں کو تربیت دینا ہے۔ اس اسکیم کے تحت سکھائی گئیں ہنرمندیاں اب بین اقوامی معیارات کے خلاف بنچ مارک کی جائیں گی نیز وزیراعظم کی ہندستان میں بناؤ مہم کی تکمیل کریں گی۔ کوشلیہ یوجنا معذور افراد کو تربیت دینے کی ضرورت پر بھی توجہ دے گی نیز دیہی نوجوانوں کو ہنرمندیاں سکھانے کے لئے بین اقوامی اداروں سمیت نجی اداروں میں مخل بھی ہوگی۔
10	دیہی خود روزگار اور تربیت کی اسکیم (آر ایس ای ٹی آئی)	ملک کے نوجوانوں میں بے روزگاری اور کم روزگاری کو کم کرنے کے ادارے کے طور پر خود روزگار تربیتی ادارے (آر ایس ای ٹی آئی)۔ یہ ادارے غیر منافع والے ادارے ہیں۔ جو ریاستی اور مرکزی حکومتوں کی مدد سے قائم کئے گئے تھے۔ اس ادارے کا مقصد صلاحیت سازی کی تربیت دے کر اور کاروبار شروع کرنے کے سلسلے میں سہولت بہم پہنچا کر دیہی علاقوں میں خود روزگار کے مواقع پیدا کرنا ہے۔ آر ایس ای ٹی آئی دیہی نوجوانوں کو شخصیت سازی اور ہنر مندی کے فروغ کے شعبوں میں جامع معیاری تربیت دیتے ہیں نیز وہ کاروبار شروع کرنے کے سلسلے میں انہیں سہولت بہم پہنچاتے ہیں۔ تربیت یافتہ امیدواروں کو یا تو مالی اداروں سے قرضہ جاری رابطے کے ساتھ یا اس کے بغیر منافع بخش چھوٹے کاروبار شروع کرنے کے قابل بنا کر کاروبار شروع کرنے کے سلسلے میں سہولت بہم پہنچائی جاتی ہے۔
	شہری غریب لوگ	
11	قومی شہری روزی روٹی مشن (این یو ایل ایم)۔ ہنرمندی اور پلیسمنٹ کے ذریعے روزگار (ای ایس ٹی اینڈ پی)	ہنرمندی کی تربیت اجرتی روزگار اور کاروبار کے فروغ دونوں کے لئے فراہم کی جاتی ہے۔ i۔ صنعت، تکنیکی یونیورسٹیوں/تعلیمی اداروں، ہنرمدی کی تربیت کے نجی فراہم کنندگان کے ساتھ رابطے اور تال میل کے ذریعے پی پی پی طریقے میں عمل درآمد۔ ii۔ شہر کی سطح پر ہنرمندی کے فرق کے تجزیے پر مبنی تربیتی ضروریات کی نشاندہی۔ iii۔ آسان ہنرمندیاں، پیشہ ورانہ آداب وغیرہ سکھانا اور تربیت سے پہلے صلاح مشورہ دینا۔
	اقلیتی نوجوان لوگ	
12	کثیر شعبہ جاتی ترقی وفروغ پروگرام **(ایم ایس ڈی پی)**	اس پروگرام کا مقصد اقلیتوں کے سماجی واقتصادی حالات بہتر بنانا اور انہیں بنیادی سہولیات فراہم کرنا ہے تاکہ لوگوں کے معیار زندگی کو بہتر بنایا جائے اور اقلیتی اجتماع والے نشاندہی کردہ علاقوں میں عدم توازن کو کم کیا جائے۔
13	سیکھو اور کماؤ	i۔ اقلیتوں کی بے روزگاری کی شرح میں کمی لانا۔ ii۔ اقلیتوں کی روایتی ہنرمندیوں کا تحفظ کرنا اور مارکیٹ کے ساتھ ان کے رابطے قائم کرنا۔ iii۔ موجودہ کارکنوں، اسکول ڈراپ آؤٹس وغیرہ کے قابل روزگار ہونے کی صلاحیت کو بہتر بنانا اور ان کے پلیسمنٹ کو یقینی بنانا۔ iv۔ نظر انداز کردہ اقلیتوں کے لئے بہتر روزی روٹی کے ذرائع پیدا کرنا اور انہیں اصل دھارے میں لانا۔ v۔ ملک کے لئے امکانی انسانی وسائل کو فروغ دینا۔
14	پرواز	اس پروگرام کا اہم مقصد ملک کے اقلیتی بی پی ایل نوجوانوں کو تعلیم، ہنرمندیوں اور روزگار سے بااختیار بنا کر انہیں اصل دھارے میں لانا ہے۔ یہ پروگرام قابل روزگار رہونے کی صلاحیت کے لئے درکار کم سے کم تعلیم حاصل کرنے نیز ایک نئی دنیا میں قدم رکھنے کے لئے درکار ضروری ہنرمندیوں کو بہتر بنانے اور اس کی بدولت اپنی زندگیوں کے اگلے مرحلے میں داخل ہونے کے لئے

شعبہ جاتی ہنرمندی سے متعلق کونسلیں صنعت کے زیر انتظام ادارے ہیں اور ہنرمندی کے فروغ کے مختلف پہلوؤں کے سلسلے میں مدد کررہی ہیں تاہم وہ بنیادی طور سے منظّم شعبے کی ضرورت پوری کررہی ہیں۔ مزدور تنظیمیں اور آجرین کی تنظیم تعلیم اور کام کی دنیا کو مربوط کرنے کے سلسلے میں اشتراک عمل کرسکتی ہیں۔ مثلاً تربیت کی شکلوں کی نشاندہی کرنا، اسکول اور صنعت کے رابطے (رسمی/غیر رسمی) کو فروغ دینا، تربیت کی نگرانی اور معیار پر کنٹرول کرنا وغیرہ۔ اس کے پیش نظر کہ ہنرمندی آرزوئی نہیں ہے،

		طالب علموں کی مدد کرنے کے سلسلے میں چلایا جاتا ہے۔
	جموں و کشمیر کے نوجوان لوگ	
15	حمایت	حمایت جموں وکشمیر کے نوجوان لوگوں کے لئے پلیسمنٹ سے وابستہ ہنرمندی کے فروغ کی اسکیم ہے جس کا نشانہ آئندہ پانچ سال میں ایک لاکھ نوجوان لوگوں کا احاطہ کرنے کا ہے۔ اس پر نجی شعبے اور غیر منافع والی تنظیموں کے لائق تربیت فراہم کنندگان کے ذریعے عمل درآمد کیا جاتا ہے۔
16	اڑان	''اڑان'' کے نام سے جانے جانے والے خصوصی صنعتی اقدام کا نشانہ جموں وکشمیر کے نوجوان ہیں جن میں خاص طور گریجویٹس اور پوسٹ گریجویٹس شامل ہیں جو عالمی اور مقامی مواقع تلاش کررہے ہیں۔ اس کا مقصد کارپوریٹ ہندستان کو ریاست میں دستیاب استعداد کے مالا مال خزانے سے واقف کرانا ہے۔
	ایل ڈبلیو ای سے متاثرہ علاقے	
17	روشنی	علاحدہ رہنما خطوط کے ساتھ روشنی کے نام سے ایک خصوصی اسکیم شروع کی گئی ہے جو بائیں بازوں کے انتہاپسندوں سے متاثرہ 27 پرخطر اضلاع میں غیر معمولی صورت حال کو اہمیت دیتی ہے۔ خاص طور سے یہ مختلف مدتوں کے تربیتی پروگراموں کا اہتمام کرتی ہے۔ اس وقت یہ پروگرام 3، 6، 9 اور 12 مہینوں کے لئے ہیں۔
18	بائیں بازو کی انتہاپسندی سے متاثرہ 340 اضلاع میں ہنرمندی کا فروغ	اس اسکیم کا مقصد ایک آئی ٹی آئی اور ہنرمندی کے فروغ کے دو مراکز قائم کرکے لوگوں کے قریب تران اضلاع میں ہنرمندی کا فروغ کا بنیادی ڈھانچہ قائم کرنا نیز مانگ پر مبنی پیشہ ورانہ تربیتی کورسز چلانا ہے۔
	شمال مشرقی خطہ	
19	صلاحیت سازی اور تکنیکی امداد کی اسکیم (سی بی ٹی اے)	اس اسکیم پر شمال مشرقی خطے کے محکمے کی وزارت کے ذریعے عمل درآمد کیا جاتا ہے جس کا مقصد ہنرمندی کے فروغ کے لئے رقم فراہم کرنا، قابل روزگار ہونے کی صلاحیت اور استعداد میں اضافہ کرنا نیز نوجوانوں میں خود روزگار اور انٹرپرینرشپ کو فروغ دینا ہے۔ سرکاری شعبے کیلئے اس کا مقصد اچھی حکمرانی کے لئے درمیانہ سطح کے عہدیداروں کی معلومات اور ہنرمندیوں میں اضافہ کرنا ہے
20	شمال مشرقی ریاستوں اور سکم میں ہنرمندی کے فروغ کے بنیادی ڈھانچے میں اضافہ کرنا	اس اسکیم کا مقصد شمال مشرقی ریاستوں اور سکم میں 20 آئی ٹی آئی کو بہتر بنانا، شمال مشرقی ریاستوں اور سکم میں 28 آئی ٹی آئی کے بنیادی ڈھانچے میں کمیوں کو دور کرنا نیز مرکزی اور ریاستی سطح پر نگرانی کے شعبوں کے لئے رقم فراہم کرنا ہے۔
	ایس سی/ایس ٹی سے تعلق رکھنے والے نوجوان لوگ	
21	درج فہرست ذاتوں کے ضمنی منصوبے کے لئے خصوصی مرکزی امداد (ایس سی ایس پی کے لئے ایس سی اے)	اس کا اہم مقصد اہم فرق کو پر کرنے کے لئے نیز غائب ضروری ساز وسامان فراہم کرنے کے لئے وسائل فراہم کرکے، غریبی کی سطح سے نیچے زندگی گزارنے والی درج فہرست ذاتوں کی اقتصادی ترقی کی کنبے پر مبنی اسکیموں پر زور دینا ہے تاکہ یہ اسکیمیں زیادہ بامعنی بن سکیں۔ چوں کہ درج فہرست ذاتوں کے لئے اسکیموں/ پروگراموں کا انحصار مقامی پیشہ ورانہ طریقے اور دستیاب اقتصادی سرگرمیوں پر ہوسکتا ہے، اس لئے ریاستوں/ مرکز کے زیرانتظام علاقوں کو صرف ایک شرط کے ساتھ ایس سی اے کا استعمال کے سلسلے میں پوری لچک داری دی گئی ہے کہ اس کا استعمال ایس سی پی نیز دیگر ذرائع مثل مختلف کارپوریشنوں، مالی اداروں وغیرہ سے دستیاب وسائل کے ساتھ ہم آہنگی میں کیا جانا چاہئے۔
22	درج فہرست قبیلوں سے متعلق قومی مالیاتی اور ترقیاتی کارپوریشن	مجاز درج فہرست قبیلوں کو ہنرمندیاں سکھانے اور کاروبارانہ فروغ کی تربیت دینے کے لئے وسائلی ایجنسیوں کے ذریعے گرانٹ کی شکل میں مالی امداد فراہم کی جاتی ہے تاکہ روزگار/خود روزگار کے لئے مواقع پیدا کئے جائیں۔
	معذور افراد	
23	معذور افراد کے لئے پیشہ ورانہ	معذور افراد کی پیشہ ورانہ بازآبادکاری کا خیال رکھنا، تاکہ انہیں ہم آہنگانہ تربیت اور ہنرمندی کی تربیت کے ذریعے مناسب روزگار

مقامی کمیونٹی نیز مقامی دیہی اور شہری اداروں اور سول سوسائٹی کی تنظیموں کو پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کرنے کے لئے نوجوانوں کو ترغیب دینے کے کام میں شامل کرنے کی ضرورت ہے۔

دیگر مداخلتیں: محروم گروپوں کی تعداد بہت زیادہ ہے: مرکز اور ریاستوں دونوں میں بڑی تعداد میں سرکاری محکمے اپنے نشانہ شدہ گروپ کے مخصوص پروگراموں پر عمل درآمد کررہے ہیں۔ تعلیم اور ہنرمندی کے فروغ نیز نشانہ شدہ پروگرام چلانے والی دیگر وزارتوں کے درمیان بین وزارتی تال میل کی ضرورت ہے۔ تیزی سے بڑے پیمانے پر ہنرمندی کو فروغ دینے کے لئے سرکاری نجی ساجھے داری سے استفادہ کئے جانے کی ضرورت ہے۔ زیادہ سے زیادہ انتخابات اور تکمیل کے ذریعے تعلیم کے نتائج اور مجموعی کارکردگی کو بہتر بنانے اور اس کی توسیع کرنے کے لئے ابتدائی تعلیم کے بعد کے نظام میں پی پی پی مدد کرسکتی ہے جب کہ حکومت تمام سطحوں پر تعلیم اور تربیت میں اضافہ کرنے کی غرض سے سرمایہ کاری کررہی ہے اور سازگار ماحول پیدا کررہی ہے صنعتیں اور کاروباری ادارے اپنے ملازمین کو کام کرنے کی جگہ پر تربیت فراہم کرسکتے ہیں۔

مختصر یہ کہ ہنرمندی کا فروغ اخراج پر قابو پانے کا ایک موثر ذریعہ ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ قابل روزگار ہونے کی صلاحیت میں بہتری کے لحاظ سے تربیت اور تعلیم کی سطحوں کے لحاظ سے تعلیم کے نتیجے کی نگرانی کی جائے جس سے نہ صرف لیبر مارکیٹ میں داخلے بلکہ سماجی شمولیت میں بھی سہولیت مہیا ہوگی۔

☆☆☆

	بازآبادکاری مرکز (وی آر سی)	حاصل کرنے کے لئے قابل بنایا جائے نیز انہیں اقتصادی اصل دھارے میں شامل کیا جائے اور انہیں ملک کے پیداواری شہری بنایا جائے۔ ملک کے مختلف حصوں میں تقریباً 20 وی آر سی کام کررہے ہیں۔ معذور افراد کی تیزی سے بازآبادکاری کے کام میں میں سہولت بہم پہنچانے کی غرض سے ہنرمندی کی تربیت کے سات ورکشاپ (ایس ٹی ڈبلیو) بھی سات وی آر سی سے وابستہ کردیئے گئے ہیں۔
24	معذوری کے بارے میں تربیتی اداروں کے ذریعے ہنرمندی کے فروغ کے پروگرام	سماعت سے معذور افراد کے لئے علی یاور جنگ نیشنل انسٹی ٹیوٹ، جسمانی طور سے معذور افراد کے لئے پنڈت دین دیال اپادھیائے انسٹی ٹیوٹ، ذہنی طور سے معذور افراد کا قومی ادارہ، بینائی سے معذور افراد کا قومی ادارہ، کثیر معذوریوں والے افراد کو بااختیار بنانے کے لئے قومی ادارہ، جسمانی نقائص والے افراد کے لئے قومی ادارہ، بازآبادکاری، تربیت اور تحقیق کا سوامی وویکانند قومی ادارہ، سماجی دفاع کا قومی ادارہ مختلف تربیتی پروگراموں اور ڈگری کورسز کا اہتمام کرتے ہیں۔
	اینٹرپرینئرس	
25	خود روزگار کا پروگرام	تین سے سات دنوں کے اینٹرپرینئر شپ ڈیولپمنٹ پروگرام (ای ڈی پی) کے ذریعے اینٹرپرینئرس کی صلاحیت سازی۔ ای ڈی پی ای ڈی پی تربیت کا اہتمام آر ایس ای ٹی آئی اور مشہور اداروں کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔
26	اینٹرپرینئر شپ کے فروغ کے پروگراموں (آئی ایم سی/ ای ڈی پی/ ای ایس ڈی پی/ ایم ڈی پی) کی اسکیم	اینٹرپرینئر شپ کے فروغ کے پروگراموں کا اہتمام باقاعدگی سے کیا جارہا ہے تاکہ ایم ایس ای قائم کرنے کے لئے درکار صنعتیں سرگرمی کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں نوجوانوں کو معلومات فراہم کرکے ان کی صلاحیت میں اضافہ کیا جائے۔ ان ای ڈی پی کا اہتمام عام طور سے آئی ٹی آئی، پولی ٹیکنک اور دیگر تکنیکی اداروں میں کیا جاتا ہے جہاں خود روزگار کے سلسلے میں انہیں ترغیب دینے کے لئے ہنرمندی دستیاب ہے۔
	جنسی۔ سماجی و اقتصادی طور سے پسماندہ اور تعلیمی طور پر محروم لوگ	
27	تعلیم بالغاں اور ہنرمندی کے فروغ کے سلسلے میں ایجنسیوں کے لئے امداد کی اسکیم کے ایک جزو کے طور پر جن شکشن سنستھان (جے ایس ایس)	جن شکشن سنستھان (جے ایس ایس) ایسی ہنرمندیوں کی نشاندہی کرکے جن کے قیام کے علاقے میں ان کی ایک مارکیٹ ہوگی، ناخواندہ، نوخواندہ لوگوں نیز درمیان میں ہی اسکولی تعلیم کا سلسلہ چھوڑ دینے والے لوگوں کو پیشہ ورانہ تربیت فراہم کرنے کے لئے قائم کئے جاتے ہیں۔ جن شکشن سنستھانوں کے دائرہ کار میں مندرجہ ذیل امور شامل ہوں گے: i۔ پیشہ ورانہ عناصر، عام بیداری اور زندگی نہال کردینے پر مشتمل مناسب نصاب تعلیم اور تربیتی موڈیول تیار کرنا۔ ii۔ جہاں کہیں ممکن ہے، جے ایس ایس کی حوصلہ افزائی تعلیم بالغاں کے ڈائریکٹوریٹ، اوپن اسکولنگ کے قومی ادارے نیز روزگار اور تربیت کے ڈائریکٹر کے جنرل کے ذریعہ وضع کردہ کورسز کے مساوی تربیت دینے کے لئے کی جاتی ہے۔ iii۔ تربیت دینے نیز بنیادی ڈھانچے اور تربیت کے لئے مخصوص ساز وسامان کی دستیابی کے لئے وسائل افراد اور ماہر تربیت دہندگان کو تربیت فراہم کرنا۔ iv۔ آسان سا امتحان لینا اور سرٹی فیکیٹ دینا۔ v۔ مناسب پلیسمنٹ حاصل کرنے کے سلسلے میں تربیت پانے والے لوگوں کے لئے آجرین اور صنعتوں کے ساتھ نیٹ ورک۔

دیوناتھن

خواتین کے اسکل ڈیولپمنٹ کیلئے ضروری عناصر

خواتین میں ہنرمندی کے فروغ کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس راہ میں حائل تین اڑچنوں کو دور کرنا ضروری ہے۔ سرکاری طور پر فراہم کئے جانے والے چائلڈ کیئر کی کمی، جس کی وجہ سے بچوں کی پیدائش کے بعد خواتین کو مینوفیکچرنگ سیکٹر میں کام کرنا مشکل ہوتا ہے، خواتین کو ملازمت دینے پر آجر پر آنے والا اضافی مالی بوجھ اور عوامی مقامات میں بالخصوص رات کے وقت سفر کرنے والی خواتین کے تحفظ کا مسئلہ۔

مصنف انسٹی ٹیوٹ فار ہیومن ڈیولپمنٹ، نئی دہلی میں وزیٹنگ پروفیسر اور ڈیوک یونیورسٹی، امریکہ وزیٹنگ ریسرچ فیلو ہیں۔

'**ہندستان** کو ہنر مند بنانے' کے سوال پر جس طرح توجہ دی جا رہی ہے وہ حق بجانب ہے۔ لیکن خواتین کے لئے اسکل ڈیولپمنٹ کے مسئلے پر غور کرتے ہوئے ان امور پر بھی توجہ دینا ضروری ہے جو ان میں اسکل ڈیولپمنٹ کی راہ میں اڑچن بنتے ہیں یا دوسرے لفظوں میں ان عناصر کو فروغ دیا جانا چاہئے جو خواتین کے اسکل ڈیولپمنٹ کے لئے ضروری ہیں۔ یہاں بنیادی نکتہ یہ ہے کہ یہ بات زیادہ اہم نہیں ہے کہ اسکل ٹریننگ حاصل کرنے والی خواتین کی تعداد میں اضافہ کر دیا جائے۔ اقتصادی زندگی میں ہنر مند خواتین کی تعداد میں اضافہ کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ (۱) ان عناصر کا مقابلہ کیا جائے جو خواتین کو اسکل ٹریننگ حاصل کرنے کی راہ میں اڑچن بنتے ہیں اور اگر وہ تربیت حاصل کر لیتی ہیں تو (۲) ہنر مند خواتین کو روزگار حاصل کرنے کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرتے ہیں۔

آخر کیا وجہ ہے کہ لڑکیوں یا نوجوان خواتین کی بڑی تعداد آئی ٹی آئی یا اسی طرح کے دیگر تربیتی اداروں میں تربیت حاصل کرنے کیلئے آگے نہیں آتی ہے۔ جب کہ اس کے مقابلے کمپیوٹر (آئی ٹی) ٹریننگ حاصل کرنے والی نوجوان خواتین کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ ٹریننگ حاصل کرنے پر آنے والے خرچ کو درست ٹھہرانے کے لئے ضروری ہے کہ تربیت یافتہ فرد کو غیر ہنر مند کے مقابلے زیادہ تنخواہ ملے۔ مزید یہ کہ نوجوان خواتین مذکورہ ملازمت میں کام کرنے یا اس میں اپنا کیریئر آگے بڑھانے کی اہل ہوں۔

ہم مینوفیکچرنگ اور آئی ٹی سیکٹر میں کام کرنے والی خواتین کے درمیان فرق کو دیکھ سکتے ہیں۔ نوزائیدہ بچوں کی پرورش کے دوران بھی کام کرتے رہنے کے لئے خاتون (اور اس کے خاندان) کے لئے یہ اہم ہے کہ بچوں کا خیال رکھا جائے۔ ہندستان میں سرکاری طور پر بچوں کی دیکھ بھال کا کوئی نظم نہیں ہے۔ اس کے علاوہ مردوں کے غلبے والے ہندستانی سماج میں بچوں کی دیکھ بھال عورتوں کی ہی ذمہ داری سمجھی جاتی ہے۔ اس طرح بچے کی دیکھ بھال کی پوری ذمہ داری عورتوں پر آ جاتی ہے۔

آئی ٹی سیکٹر میں (یا قانون اور میڈیکل پروفیشن جیسے سیکٹروں میں) جہاں خواتین پروفیشنلس کے طور پر کام کرتی ہیں، ان کی آمدنی اتنی ہوتی ہے کہ وہ اپنے بچے کی دیکھ بھال پر مناسب رقم خرچ کر سکیں۔ اس کے علاوہ متعدد آئی ٹی کمپنیاں اپنے تربیت یافتہ خواتین ملازمین کو اپنے یہاں کام کرتے رہنے کے لئے، کام کے اوقات میں لچک فراہم کرتی ہیں اور کبھی کبھی گھر سے بھی کام کرنے کی اجازت دے دیتی ہیں۔ لہٰذا ایسی خواتین پروفیشنلس کے لئے بچے کی پیدائش اور دیکھ بھال کا ان کے پیشہ ورانہ کیریئر پر کوئی خاص اثر نہیں پڑتا ہے۔

دوسری طرف مینوفیکچرنگ سیکٹر میں کام کرنے والی خواتین کی آمدنی اتنی نہیں ہوتی کہ وہ بچوں کی دیکھ بھال پر مناسب رقم خرچ کر سکیں۔ اسی کے ساتھ شاذ و نادر فیکٹریوں میں ہی کریچ کی سہولت ہوتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خواہ کسی گارمنٹ انڈسٹری میں درزی کے طور پر کام کر رہی ہوں یا الیکٹرانک انڈسٹری میں اسمبلرس کے طور

پر،خواتین کو بچہ کی پیدائش کی صورت میں فیکٹری چھوڑنا پڑتا ہے۔ان میں سے چند ایک ، مثال کے طور پر گارمینٹ فیکٹری میں کام کرنے والی خواتین بہت کم اجرت پر اور پارٹ ٹائم گھر سے کام کر پاتی ہیں۔وہ کم آمدنی کے ساتھ ساتھ اپنے بچے کی دیکھ بھال کی ذمہ داری بھی نبھاتی ہیں۔

چونکہ سرکاری طور پر یا فیکٹری کی طرف سے بچوں کی دیکھ بھال کے انتظام کا فقدان ہے اس لئے خواتین مینوفیکچرنگ سیکٹر میں اسکلڈ ورکر کے طور پر کیریئر بنانے سے گریز کرتی ہیں۔ملازمت پیشہ افراد میں خواتین کی گھٹتی ہوئی تعداد کے متعلق جب گفتگو ہوتی ہے تو خواتین کی گھریلو ذمہ داریوں بالخصوص بچوں کی دیکھ بھال کی ذمہ داریوں جیسے اہم عنصر پر بہت کم غور کیا جاتا ہے، جب کہ بالخصوص مینوفیکچرنگ میں مزدور کے طور پر خواتین کی کم تعداد کی ایک بڑی وجہ یہی ہے۔

آیئے اب ہم مانگ کے پہلو پر غور کرتے ہیں۔ ہنر مند خواتین کی دستیابی کے باوجود آخر آجرین انہیں ملازمت کیوں نہیں دیتے؟ آج جب کسی خاتون کو ملازمت پر رکھا جاتا ہے تو زچگی اور بچے کی دیکھ بھال (کریچ) پر آنے والا خرچ آجر کو ادا کرنا پڑتا ہے۔اس خرچ کو دیکھتے ہوئے کوئی بھی آجر عورت کے بجائے مرد کو ملازمت دینا پسند کرے گا، کیوں کہ اسے مردوں پر اس طرح کا کوئی خرچ نہیں کرنا پڑتا ہے۔

چونکہ خواتین کو زچگی اور بچے کی دیکھ بھال پر آنے والے خرچ کی ذمہ داری آجر کو اٹھانی پڑتی ہے تو کیا اسے دیکھتے ہوئے ایسا کوئی راستہ ہوسکتا ہے کہ اسکلڈ ورکر کے طور پر کسی خاتون کو ملازمت دینے والے آجر کو اس طرح کے نقصان سے دوچار نہ ہونا پڑے؟ اس کا ایک طریقہ یہ ہوسکتا ہے کہ خواتین کو ملازمت دینے کی صورت میں آنے والے اضافی خرچ کو کسی مخصوص آجر یا کمپنی پر نہ ڈالا جائے۔اس کا ایک طریقہ یہ ہوسکتا ہے کہ حکومت اس خرچ کو برداشت کرے، جسے ٹیکس سسٹم کے ذریعہ حاصل کیا جائے گا۔اس طرح یہ خرچ کسی آجر پر پڑنے کے بجائے مجموعی طور پر ٹیکس دہندگان پر پڑے گا۔

لیکن یہاں یہ دلیل دی جاسکتی ہے کہ آخر ٹیکس دہندگان بشمول مڈل کلاس کے ٹیکس دہندگان اور بالواسطہ طور پر پوری آبادی پر یہ اضافی بوجھ ڈالنے کا کیا جواز ہے، جس سے خواتین کو روزگار دینے والے آجرین کو سبسڈی ملے۔لہٰذا مناسب ہوگا کہ آجرین پر محصول عائد کرنے کا ایک سسٹم طے کیا جائے اور یہ انڈسٹری کے لحاظ سے عائد کیا جائے تاکہ اس سے ہونے والی آمدنی کو خواتین ملازمین کی زچگی اور بچے کی دیکھ بھال پر آنے والے خرچ کیا جاسکے۔گوکہ اس طرح کے کسی محصول کا بوجھ مجموعی طور پر آجرین پر (یا مخصوص صنعت پر) پڑے گا لیکن یہ بوجھ خواتین کو ملازمت دینے والے کسی ایک آجر پر نہیں پڑے گا۔منافع پر اس طرح کے محصول کو قانونی قرار دیا جائے ،جس طرح منافع پر دوفی صدسی ایس آر خرچ کو قانون کے ذریعہ ضروری قرار دیا گیا ہے۔ہنر مند خواتین کو ملازمت دینے پر آنے والے اضافی خرچ کو ادا کرنے کے لئے محصول کے استعمال کا مقصد کسی آجر کو ہونے والے نقصان کو کم کرنا ہے۔

ایک تیسرا عنصر بھی ہے جو مینوفیکچرنگ میں ہنر مند خواتین کو روزگار فراہم کرنے کی راہ میں اڑچن پیدا کرتا ہے۔مشینوں کا پورا پورا استعمال کرنے اور پروڈکٹ کی مانگ کو وقت پر پورا کرنے کے لئے فیکٹریوں کو تین شفٹ میں کام کرنے کی ضرورت پڑتی ہے، جس میں نائٹ شفٹ بھی شامل ہے۔تاہم یہاں یہ بتانے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے کہ ہندستان میں رات کے وقت کسی خاتون کا سفر کرنا کس قدر مشکل ترین کام ہے۔دسمبر 2012 میں دہلی میں ایک نوجوان فارماسسٹ خاتون کے ساتھ بہیمانہ عصمت دری اور قتل کا واقعہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ قومی دارالحکومت میں بھی رات کے وقت خواتین محفوظ نہیں ہیں۔کال سینٹروں اور آئی ٹی دفاتر نے اس صورت حال پر کسی طرح قابو پالی ہے، وہ اپنے ملازمین کو گھر سے لانے اور واپس گھر تک پہنچانے کے لئے کار یا منی بس کا استعمال کرتے ہیں۔لیکن مینوفیکچرنگ کرنے والے ایسے کارخانے اس طرح کے اخراجات برداشت نہیں کرسکتے جن کا منافع بہت کم ہوتا ہے۔

کال سینٹروں کی طرف سے ٹرانسپورٹ فراہم کرنے کے باوجود، دسمبر 2012 کے عصمت دری اور قتل واقعہ کے بعد، ایسوچیم کی ایک رپورٹ کے مطابق، دہلی اور اس کے اطراف کے کال سینٹروں میں خواتین کی تعداد بڑی تیزی سے کم ہوگئی۔لہٰذا اگر ہم ہنر مند خواتین کو کام دینا چاہتے ہیں تو اس کے لئے یہ بات بھی ضروری ہے کہ انہیں عوامی مقامات میں بالخصوص رات کے وقت تحفظ فراہم کریں۔

یہاں یہ ذکر کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا، جس کی طرف ایسٹر بوسیرپ نے اپنی کتاب Women's Role in Ecnomic Development میں اشارہ کیا ہے کہ ’’اس دلیل میں کوئی زیادہ وزن نہیں ہے کہ زچگی کی چھٹیاں اور کریچ کی فراہمی خواتین کو ملازمت دینے کی راہ میں اڑچن ہیں، کیوں کہ ان مخصوص مراعات پر آنے والی مالی بوجھ کو خواتین کو روزگار دینے والوں پر ڈالنے کے بجائے تمام آجرین پر ڈالنا زیادہ آسان ہے، خواہ وہ اپنے یہاں خواتین کو ملازمت دیتے ہوں یا نہ دیتے ہوں۔‘‘ وہ مزید کہتی ہیں ’’عورتوں کو ملازمت دینے کے منفی اثرات کے متعلق شکایت کے باوجود اگر اس طرح کے مالی مساوات پر عمل نہیں کیا جاتا ہے تو یہ سمجھا جائے گا کہ صنعت میں خواتین کی تعداد بڑھانے میں کسی کو کوئی دلچسپی نہیں ہیں۔‘‘ دہلی میں دسمبر 2012 کے ہولناک عصمت دری اور قتل معاملے کے بعد بہت سے لوگ یہ مشورہ دے رہے ہیں کہ عورتوں کو رات کے وقت گھر سے باہر نہیں نکلنا چاہئے۔یہ لوگ عوامی مقامات پر خواتین کو تحفظ فراہم کرنے کے بجائے یہ کہتے ہیں کہ رات کے وقت عورتوں کو گھر سے باہر نہیں نکلنا چاہئے یا نکلنے نہیں دینا چاہئے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ خواتین کو اسکلڈ ملازمتوں اور پروفیشن میں آنے سے روک دیا جائے۔

خلاصہ کے طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ خواتین میں ہنرمندی کے فروغ کیلئے یہ ضروری ہے کہ اس راہ میں حائل تین اڑچنوں کو دور کرنا ضروری ہے۔سرکاری طور پر فراہم کئے جانے والے چائلڈ کیئر کی کمی، جس کی وجہ سے بچوں کی پیدائش کے بعد خواتین کو مینوفیکچرنگ سیکٹر میں کام کرنا مشکل ہوتا ہے، خواتین کو ملازمت دینے پر آجر پر آنے والا اضافی مالی بوجھ اور عوامی مقامات میں بالخصوص رات کے وقت سفر کرنے والی خواتین کے تحفظ کا مسئلہ۔

☆☆☆

ایس ایس منتھا

ہندستان کی ترقی کے لئے

ہنرمندی کا فروغ

آبادی کے فوائد کو بروئے کار لانے کے لئے انتظار کرنے کے بجائے ایک ایسی راہ یا ایک ایسا ذریعہ بنایا جائے جو تیز تر محفوظ اور مائل بہ رجحان ہو۔ اس سب سے بڑھ کر موجودہ نظاموں کی طاقت کو ذہن میں رکھا جائے نیز تازہ اختراعات کرنے کے لئے دیسی اختراعات کی جائیں۔ ہنرمندیاں اور ہنرمندی پیدا کرنا ترقی کرتے ہوئے ایک عظیم ملک کے لئے یقیناً اس طرح کا ایک اقدام ہے۔

مصنف اے آئی سی ٹی ای کے چیرمین رہ چکے ہیں۔
ssmatha@vjti.org.in

ہندستان کا غیر رسمی شعبہ 90 فی صد بڑا ہے، گو کچھ ماہرین اسے اس سے بھی بڑا کہتے ہیں۔ یہ معیشت کے لئے ایک نعمت اور ایک لعنت دونوں ہے۔ نعمت اس لئے کہ یہ آبادی کی توقعات اور آرزوئیں پوری کرتا ہے جہاں امیر وغریب کے درمیان عدم مساوات بہت زیادہ ہے اور لعنت اس لئے یہ رسمی معیشت کو بے حد متاثر کرتا ہے

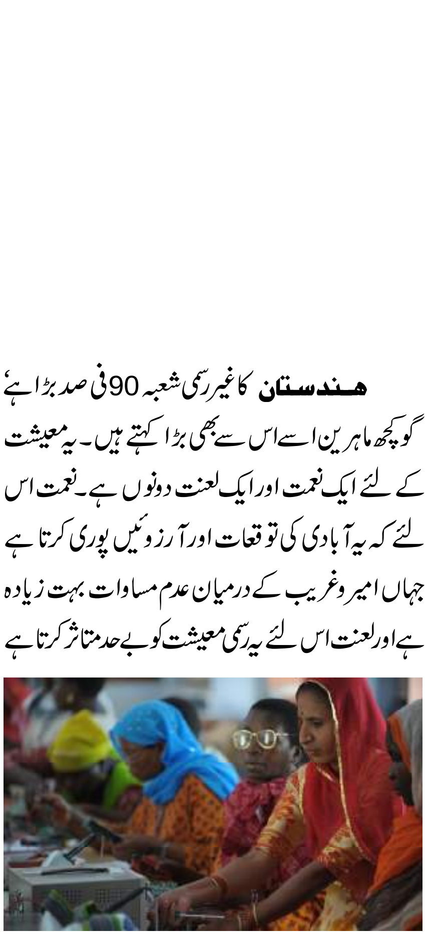

جہاں یہ سب سے زیادہ نقصان پہنچاتی ہے۔ کیا ہر سطح پر روزگار کے کافی مواقع موجود ہیں؟ یہ ایک بڑا سوال ہے۔

تعلیم اور ہنرمندیوں کا فقدان ایک وبا ہے۔ جس پر ہمیں اپنے موجودہ نظام میں قابو پانے کی ضرورت ہے۔ جتنی تیزی سے ہم یہ کام کریں گے، تمام متعلقین کے لئے اتنا ہی بہتر ہوگا۔ تعلیم سے یقیناً آزادی کی ایک زندگی گزارنے کے لئے دروازے کھلتے ہیں لیکن ہنرمندیاں اس آزادی کو بامعنی بنا دیتی ہیں۔

ہمیں مختلف النوع سطحوں پر مختلف شعبوں میں روزگار کے دستیاب مواقع کی نقشہ سازی کرنے اور روزگار کی تینوں منڈیوں میں روزگار کی منڈیوں کو بہتر بنانے کے سلسلے میں ایک شعوری کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سے معیشت نیز جی ڈی پی میں اضافے میں بہتری آتی ہے نیز روزگار کے مواقع پر اس کا آبشاری اثر ہوتا ہے، کے تعلیم کے ساتھ ہنرمندیوں اور تربیت کو الٹی ارتباط کے ذریعے اور پیداواریت کی مانگوں کے بین اقوامی معیارات کے ہمسر ایک ہنرمند اور پیداواری ورک فورس قائم کرکے ہندستان کو "دنیا میں ہنرمندیوں کے خزانے کے طور پر دیکھنا چاہوں گا۔ اس میں میک ان انڈیا مہم چلانے کی صلاحیت ہے جس سے صنعت کاری اور کاروبار کو فروغ ملے گا نیز نئے اداروں اور روزگار کی نئی منڈیوں کو مدد ملے گی۔ آئی او ٹی (انٹرنیٹ آف تھنگس) پر مرکوز نئی ٹکنالوجیوں کے ذریعے ہندستان کی ڈیجیٹل تبدیلی سے ایک وسیع پیمانے پر ترقی کے لئے ماحولیاتی نظام پیدا ہوگا۔

پیشہ ورانہ تعلیم اور تربیت (وی ای ٹی) ملک کے تمام اقدام کا ایک اہم عنصر ہے جہاں اہم عناصر کی از سر نو توضیح کرنے کی فوری ضرورت ہے تاکہ تربیت لچک دار، ہمعصر، متعلق، شمولیاتی اور تخلیقی رہے۔

2011-12 میں کئے گئے این ایس ایس او کے گزشتہ سروے کے مطابق ہندستان کی آبادی 1.267 ارب سے زیادہ ہے۔ اس کی ورک فورس 474.1 ملین ہے، جس میں سے 336.9 ملین کی ورک فورس دیہی کارکنان تھے اور 137.2 ملین کی ورک فورس شہر کارکنان تھے۔ بے روزگاری کے رجسٹر میں 2010 میں اندراج شدہ 40.17 ملین لوگ تھے۔ 8.8 فی صد کی بے روزگاری کی شرح کے ساتھ نیز ہر سال تقریباً 1.5 فی صد کی شرح سے بڑھتی ہوئی آبادی کو بامعنی روزگار فراہم کرنا بلاشبہ ایک کار عظیم ہے۔ آبادی

کے لحاظ سے تقریباً 35 فی صد ہندستانی لوگ ایسے نوجوان ہیں جن کی عمر 15 سال سے کم ہے اور تقریباً 50 فی صد ہندستانیوں کی عمر 25 سال سے کم ہے۔ ہندستان کی درمیانی عمر 24 سال ہے؛ جس کی وجہ سے یہ دنیا میں نوجوان ترین آبادیوں میں سے ایک بن جاتا ہے۔

بے روزگاری کے اعداد و شمار کا اضافہ کرکے، ڈراپ آؤٹ شرحیں بھی پہلے ہی سے دباؤ والے نظام پر بہت زیادہ دباؤ ڈالتی ہیں۔ تعلیم کی صورت حال سے متعلق سالانہ رپورٹ (اے ایس ای آر) 2013 کے

مطابق پہلی کلاس سے لے کے بارہویں کلاس تک مختلف اندراج شدہ شہری اور دیہی اسکولوں میں داخل کردہ 229 ملین طلبا تھے۔ تخمینوں کے مطابق 430 ملین بچوں کی عمر 18 سال سے کم ہے۔ تعلیم کے لئے پیسہ نہ ہونے کی وجہ سے اور دلچسپی کے عام فقدان کی وجہ سے ڈراپ آؤٹ ہوتا ہے۔ یہ بچے کام کرکے اور اپنے والدین کے کام میں مدد کرکے اپنے کنبوں کی مدد کرتے ہیں۔

ثانوی سطح پر اسکولی داخلے کے لئے قدر (فی صد مجموعی) 2010 میں 63.21 تھی اور تیسری تعلیمی سطح پر 2014 میں 20.0 تھی۔ اس کے علاوہ 2013-14 میں دسویں کلاس کے بورڈ کے امتحان میں 164.75 لاکھ طلبا شریک ہوئے تھے؛ 128.33 لاکھ طلبا پاس ہوئے تھے اور 36.42 لاکھ طلبا (34 فی صد) فیل ہوئے تھے جب کہ بارہویں کلاس کے بورڈ کے امتحان میں 119.234 طلبا شریک ہوئے تھے؛ 95 لاکھ طلبا پاس ہوئے تھے اور 24.33 لاکھ طلبا فیل (22 فی صد) ہوئے تھے۔

مختصر یہ کہ ہندستان کی 60 فی صد ورک فورس خود روزگار شدہ ہے جن میں بہت سے لوگ بہت غریب رہتے ہیں۔ تقریباً 30 فی صد ورک فورس اتفاقی کارکنان ہیں۔ صرف تقریباً 10 فی صد ورک فورس باقاعدہ ملازمین ہیں جن میں سے 2/5 ملازمین کو سرکاری شعبے کے ذریعے روزگار ملا ہوا ہے۔ 90 فی صد سے زیادہ لیبر فورس کو 'غیر منظم شعبے' میں دستیاب ہیں۔

ہندستان میں فی کس آمدنی اور پیداواریت کی سب سے کم سطحوں میں سے ایک سطح ہے۔ فی کس آمدنی جاپان میں 30000 ڈالر؛ سری لنکا میں 879 ڈالر ہے جب کہ ہندستان میں یہ صرف 433 ڈالر ہے۔ اس وقت ہندستان کی فی کس آمدنی ترقی یافتہ ملکوں میں فی کس آمدنی کا 7.5 فی صد ہے۔ ماہرین کے مطابق اسے نصف صدی میں بڑھا کر 80 فی صد کئے جانے کی ضرورت ہے۔

ہنرمندیوں کی کمی اور اس کے نتائج

ملک بھر میں گریجویٹ طلبا کے ایک سروے سے پتہ چلا ہے کہ ہندستان میں ہر سال 50 لاکھ گریجویٹس تیار ہوتے ہیں لیکن ہم قابل فروخت ہنرمندیاں پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ اس کے نتیجے میں وائیٹ کالر روزگار کے لئے بہت زیادہ مانگ سامنے آتی ہے۔ مانگ اور فراہمی کی غیر متوازن صورت حال کے نتیجے میں روزگار کے کم مواقع سامنے آتے ہیں۔ امکانی ورک فورس کے حساب سے روزگار میں اضافہ نہیں ہورہا ہے اور اس طرح بے روزگاری میں اضافہ ہورہا ہے جس کے نتیجے میں بے اطمینانی پیدا ہورہی ہے۔ اس سے پہلے کہ یہ مسائل بڑے پیمانے پر بے اطمینانی کی شکل اختیار کرلیں، ان پر تیزی سے اور موثر طور سے توجہ دیئے جانے کی ضرورت ہے۔

راہ میں رکاوٹیں

معیاری پیشہ ورانہ ہنرمندیوں کا فقدان جن سے پیداواریت میں مدد ملتی ہے؛ ہندستانی والدین اور طلبا کی یہ سوچ کہ بغیر ہنرمندی کے ڈگری حاصل کرلی جائے؛ یہ چیزیں شدید رکاوٹیں ہیں۔ ایک مسلسل ترقی برقرار رکھنے کے سلسلے میں روزگار کے ابتدائی اور ثانوی شعبوں کی عدم صلاحیت اور خدماتی شعبے کی معیشت میں ضرورت سے زیادہ رعایت سے ان مسائل میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔

موقع

ہنرمندیوں کی ضرورت ان لوگوں کو ہے؛ جو اس وقت کالجوں میں ہیں کیوں کہ انہیں بہتر روزگار مل سکے۔ یہ ان لوگوں کے مقابلے میں ایک چھوٹی سی تعداد یعنی 100 میں بیس ہے جو کالجوں سے ڈراپ آؤٹ کرتے ہیں، جنہیں بھی قابل روزگار ہونے کے لئے ہنرمندیوں کی ضرورت ہے۔ ورک پلیس ہنرمندیوں کو بہتر بنانے سے ایک بہت زیادہ مطلوبہ موقع فراہم ہوتا ہے۔ ایک بڑی تعداد میں بڑھتی ہوئی عمر والی آبادی والی بیشتر ترقی پذیر معیشتوں کے ساتھ ہمارے پاس ایک بڑا موقع ہے۔ ایک حالیہ اخباری رپورٹ کے مطابق آئندہ کچھ برسوں میں یہ تعداد جاپان میں آٹھ ملین، امریکہ میں سترہ ملین اور پوری یوروپی آبادی کا تقریباً چار فی صد ہوجائے گی۔ کیا ہندستان کو اس سے استفادہ کرنے پر غور نہیں کرنا چاہئے۔

کیا کئے جانے کی ضرورت ہے؟

اسکولوں اور کالجوں دونوں میں تعلیم میں ہنرمندیوں کو شامل کرنا آگے بڑھنے کا ایک طریقہ ہے۔ رسمی سے پیشہ ورانہ تعلیمی نظاموں کے لئے کثیر پوائنٹ داخلے اور نکاسی سے کچھ انتخابات فراہم ہوں گے۔

بے روزگاری کا مقابلہ کرنے اور ہندستان میں بناؤ، کا نشانہ حاصل کرنے کے لئے روزگار کے نئے مواقع

اور منڈیاں قائم کرنا ایک بڑا مطمح نظر ہے۔

آگے کا راستہ

ان مبینہ مقاصد کے ساتھ جو مرکزی حکومت کے تمام اسکل اقدامات کو ریاستوں کے اقدامات کے ساتھ مربوط کرتے ہیں، نیشنل اسکلس یونیورسٹی (این ایس یو) قائم کرنے کی ضرورت ہوگی۔ یہ بلاشبہ سرمایہ کاری سے زیادہ فائدے کے لئے عام معیارات کے سلسلے میں کام کرے گی۔

ان مصنوعات کے لئے ایک میک ان انڈیا مرکز قائم کرنا اس طرح کا ایک اور اقدام ہے، جو دفاع، ریلوے، بنیادی ڈھانچے اور زراعت جیسے مختلف شعبوں میں نئی مصنوعات کو بہت زیادہ فروغ دیتی ہیں۔ اس سے نئے روزگار کی کثرت اور ہنرمندی کی نئی ضروریات کے سلسلے میں سہولت مہیا ہوگی۔

ہنرمندی کے لئے معیارات اور پالیسیاں

ہنرمندیوں کی کامیابی کا انحصار اقتصادی ترقی کی عام سطح، ایف ڈی آئی کی حد، پیداواریت کے فروغ کی شرحوں وغیرہ پر ہوتا ہے۔ ہنرمندیوں کے عدم جوڑ کا اندازہ لگانا اہم ہے۔ معیارات قائم کرنا لازمی ہوگا۔

این ایس یو ہنرمندی کی تربیت اور تعلیم کے لئے پالیسی ہدایات اور معیارات مقرر کرے گی۔ ملک میں طلبا کو داخلہ دے گی، ہنرمندیاں اور تربیت فراہم کرے گی، مختلف سطحوں پر سرٹی فیکیٹ ڈپلوما اور ڈگری دے گی، ذیلی مراکز قائم کرے گی، ہنرمندی کے پروگراموں کا انعقاد کرنے کے لئے کسی بھی موجودہ کالج/آئی ٹی آئی/پولی ٹیکنک کو اجازت دے گی۔ تمام زبانوں میں ہنرمندیوں سے متعلق مواد اور فراہمی کے ماڈل تیار کرے گی، دیگر متعلقہ اداروں کے ساتھ بت چیت کرے گی، صنعت کارانہ صلاحیت پیدا کرنے کے شعبے قائم کرے گی۔ سی ایس آر اقدامات کے لئے مواقع پیدا کرے گی، ہنرمندیوں کے فرق کا اندازہ لگائے گی، ہنرمندیوں کے سلسلے میں تحقیق کرے گی، مقامی اور غیر ملکی اشتراک عمل کرے گی، ایک زبردست ایل ایم آئی ایس قائم کرے گی، ہنرمندیوں کے فرق کا اندازہ لگائے گی، ہنرمندیوں کی تربیت دینے والے لوگوں اور تربیت حاصل کرنے والے لوگوں کو تسلیم کرنے کی کارروائی کرے گی۔ نئے روزگار پیدا کرنے کے لئے ایم ایس ایم ای سے رابطہ کرے گی، میک ان انڈیا مہم چلائے گی، اگلے دس سال کے لئے ہنرمندیوں کے سلسلے میں رہنمایانہ خاکہ تیار کرے گی، کمیونٹی کالج نیٹ ورکس قائم کرے گی، کام سے مربوط تربیتی ماڈلوں کو فروغ دے گی، ہنرمندیوں سے مربوط وظائف قائم کرے گی، ادائیگی کے راستوں کے ساتھ ایک مکمل ای حکمرانی فریم ورک میں ان سب کو مستحکم کرے گی۔ یہ سب ایک معتبر نظام قائم کرنے کے سلسلے میں بہت اہم ہے۔

آٹوموبائلس، آئی ٹی، کمیونی کیشن، پیرامیڈیکل، تعمیرات، ریٹیل، حفظان صحت، سیاحت، وغیرہ کو فروغ دیئے جانے کی ضرورت ہے۔ یہ مختصر مدتی مرکوز، موڈیولر کریڈٹ پر مبنی کثیر زبانوں میں اور لچک دار ہوسکتی ہیں۔

ہندستان میں بناؤ، اور ہنرمندیاں

تحقیق اور ترقی کے سلسلے میں ہمارے اداروں میں کافی رقم فراہم کرائی جارہی ہے۔ گو وہ تعلیمی ادارے کے لئے بڑھتی ہوئی مدد کرتے ہیں، لیکن کیا وہ روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے سلسلے میں مدد کرتے ہیں اور کیا اس نظام پر نظر ثانی کئے جانے کی ضرورت ہے۔

سالانہ ہزاروں پی ایچ ڈیز کی ضرورت ہے لیکن لازمی تحقیق کے ساتھ جس سے صنعت کو فراہمی میں مدد ملے۔ اختراعات کو سی ایس آئی آر/ڈی آر ڈی او لیباریٹریوں کے لئے ایک واضح منشور ہونا چاہئے جن سے روزگار کے مواقع پیدا کرنے میں مدد ملے۔ مذکورہ بالا ہر ایک ادارے میں متعدد آئی پی آر۔ پیٹنٹ۔ انٹرپرینیورسیل قائم کئے جانے کی ضرورت ہے۔ اس سے تحقیقی صلاحیت میں مدد ملے گی اور قومی ایجنڈے سے جڑا جاسکے گا۔ تیل کی تلاش، کان کنی، زراعت، بجلی، آبی وسائل اور بنیادی ڈھانچے جیسے ٹکنالوجی کے اہم شعبوں کو اعلی ترجیح دی جانی چاہئے اور زیادہ سے زیادہ فنڈز فراہم کئے جانے چاہئیں۔

ماحولیات کے لئے پائیدار ترقی کو فروغ دینا، آب و ہوا میں تبدیلی، توانائی میں اختراع کے ذریعے تحفظ، حیاتیاتی سائنسز، حیاتیاتی انجینئرنگ اور جینیات ترجیح کی اگلی سطح ہونی چاہئے۔ اختراعات سے ہر ایک شمار کردہ شعبے میں متعدد نچلی سرگرمیاں انجام دی جانی چاہئیں۔ نئی حکومت کے ایک سو ماڈل شہر قائم کئے جائیں گے۔ یہ چیز بنیادی ڈھانچے کے شعبے کی ترقی کو بحال کرنے اور روزگار کی نئی نئی منڈیاں قائم ہونے کے سلسلے میں ایک اہم اقدام ہے۔ اس کے نتیجے میں ہنرمندیوں کی منڈی بحال ہوگی۔

دفاع سے متعلق ساز و سامان کی اندرون ملک تیاری نیز کمبائٹ ریکوری وہیکل (سی آر وی) وغیرہ ساز و سامان کی درآمدات کے متبادل کے لئے نظاموں کا نظریہ آگے کی سمت ایک راستہ ہے۔

سی آر وی جیسے نظام کو میکانیکی، الیکٹریکل، کنٹرول اور دیگر ضمنی نظاموں میں الگ الگ کیا جاسکتا ہے۔ ہر ایک ریاست میں واقع این ایس یو کے ضمنی مراکز اور ایک چھوٹی سی صنعت ہماری تصریحات کے لئے ضمنی نظام کی از سر نو تشکیل کرسکتی ہیں۔ این ایس یو ہمیں درکار متبادلات تیار کرنے کے لئے ضمنی نظاموں کو ملا کر مربوط کنندہ رہے گی۔ این ایس یو ٹکنالوجی کے فروغ کی پیشین گوئی کرنے کے سلسلے میں مطالعات کرسکتی ہیں۔ دنیا کے بہترین اداروں کے ساتھ بامقصد اشتراک عمل میں محفوظ کردہ شعبوں میں تحقیق کرسکتی ہے۔

ہندستان کے منتخبہ کچھ شہروں میں این ایس یو کے اطراف تحقیقی مراکز قائم کرنے کے سلسلے میں سنجیدہ کوشش کرنے کی ضرورت ہوگی۔ اس سے اس مرکوز تحقیق کو زبردست فروغ حاصل ہوگا، جس کا مقصد خود انحصاری پیدا کرنا، پیداوار کے لئے ساز و سامان فراہم کرنا نیز عمل میں بہتری لانا اور نتیجتاً روزگار کی تمام ابتدائی، ثانوی اور تیسری منڈیوں میں روزگار کے مواقع پیدا کرنا ہے۔

اس پورے عمل میں روزگار کے نئے نئے مواقع پیدا کرنے اور ہنرمندیوں کے نئے اقدامات کرنے کی زبردست صلاحیت موجود ہے۔ اس کے علاوہ اس سے مقامی صلاحیتوں اور خود انحصاری میں نئے اعتماد کے ساتھ غیر ملکی کرنسی کی کافی بچت ہوگی۔ اس وقت ہم دنیا کے اتحاد اور بہبود کے لئے زندہ اور متحرک رہ سکیں گے نیز دنیا کے سامنے ایک خود اعتماد اور ایک طاقت ور ملک کے طور پر کھڑے ہوسکیں گے۔

ایک ایسے سماج سے سب کے فائدے کی توقع کی جاتی ہے، جہاں سماجی اصلاح، دبے کچلے لوگوں کی اقتصادی ترقی اور ہندستان کے باشندوں کی ثقافتی گونا گونی کے تحفظ پر توجہ مرکوز کی جاتی ہے۔ یہ فی الواقع اسی وقت ممکن ہے جب اس ملک کا ہر ایک بچہ تعلیم یافتہ ہو اور اسے ایک بامعنی روزگار ملے۔ ہنرمندیوں سے متعلق قومی مشن اس بات کو حقیقت میں بدلے گا۔

ہمیں اس بات کو سمجھنے کی بھی ضرورت ہے کہ ہمارے نوعمر بچوں کو روزگار کے لئے ہنرمندیاں حاصل کرنے کے سلسلے میں کچھ مالی ترغیب کی ضرورت ہوگی۔ لہٰذا ہمیں ان بچوں کے لئے تعلیم کا سلسلہ برقرار رکھنے کی غرض سے قابل اعتماد مالی ماڈلوں کی ضرورت ہے۔ میں اپنے منصوبہ سازوں کے لئے ایک ماڈل تجویز کرتا ہوں۔ 11500 سے زیادہ اداروں میں سے جو ہمارے پاس تکنیکی تعلیم کے شعبے میں ہیں، اگر ہم وی ای ٹی پروگراموں کا اہتمام کرنے کے لئے این ایس کیو ایف کے ایک ضمنی سیٹ کے طور پر کمیونٹی کالج فریم ورک کے تحت 5000 اداروں کا انتخاب کرتے ہیں تو مواقع درحقیقت بہت زیادہ ہیں۔

اسکولوں میں اضافہ کردہ ایک نئے ڈویژن سے جو پیشہ ورانہ تعلیم کی وکالت کرتا ہے، جی ای آر میں ایک عظیم الشان اضافہ ہوگا نیز یہ سپلائی کے سلسلے میں ہمارے کالجوں کے لئے ایک فیڈر روٹ ثابت ہوگا۔ ابتدائی نمونے کی توسیع کرتے ہوئے اگر 100 طلبا کو پچاس پچاس کے بیچ میں، ایک سال میں 48 ہفتوں کے لئے روزانہ تین گھنٹے ایک ہفتے میں تین بار صلاحیت پر مبنی ہنرمندیوں کی تربیت دی جاتی ہے تو جی ای آر میں پانچ پوائنٹس کے اضافے کے ساتھ ہر سال کم سے کم نصف ملین طلبا کو تربیت دی جائے گی۔ اگر ان میں سے ہر ایک طالب علم کو غریب فرض کرتے ہوئے اس پروگرام کا اہتمام کرنے کی مدت کے لئے سفر اور خوراک کا خیال رکھنے کی غرض سے روزانہ 50 روپے دیئے جاتے ہیں تو اس سے سلسلے میں درکار گرانٹ کی رقم سالانہ 720 کروڑ روپے ہوگی۔ سالانہ گرانٹ سے جوان اداروں کو فراہم کی جاسکتی جو ان طلبا کو تربیت دیتے ہیں اور جو سالانہ 150 کروڑ روپے کے بقدر ہوتی ہے، کل پروجیکٹ اخراجات کا تخمینہ سالانہ 870 روپے ہوسکتا ہے جو کہ اس اسکیم کی روزگار دینے کی صلاحیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک چھوٹی سی رقم ہے۔

ہمیں اپنے نوجوانوں کو ترغیب دینے، ان کی خدمات حاصل کرنے اور انہیں مصروف کرنے، تخریبی طاقتوں سے انہیں دور رکھنے، معیشت کو اعلیٰ سطح تک لے جانے اور یقیناً ہر ایک کے لئے کامیابی کا ماحول پیدا کرنے کے لئے انہیں ایک ناقابل تسخیر طاقت بنانے کی ضرورت ہے۔

آبادی کے فوائد کو بروئے کار لانے کے لئے انتظار کرنے کے بجائے ایک ایسی راہ یا ایک ایسا ذریعہ بنایا جائے جو تیز تر محفوظ اور مائل بہ رجحان ہو۔ اس سب سے بڑھ کر موجودہ نظاموں کی طاقت کو ذہن میں رکھا جائے نیز تازہ اختراعات کرنے کے لئے دیسی اختراعات کی جائیں۔ ہنرمندیاں اور ہنرمندی پیدا کرنا ترقی کرتے ہوئے ایک عظیم ملک کے لئے یقیناً اس طرح کا ایک اقدام ہے۔

☆☆☆

پی ایم جے ڈی وائی کی توجہ اب کیش آؤٹ سہولت فراہم کرنے کی جانب

☆ پردھان منتری جن دھن یوجنا (پی ایم جے ڈی وائی) کے تحت کامیابیاں جاذبیت کی جانب رواں ہیں۔ بینک اکاؤنٹس کی شروعاتی مانگ کا امکان تقریباً 7.5 کروڑ (75 ملین) تھا۔ جب کہ اب تک 18 کروڑ (180 ملین) بینک کھاتے کھولے جاچکے ہیں اور 15.74 کروڑ روپے کے ڈیبٹ کارڈز جاری کیے جاچکے ہیں۔ ان بینک کھاتوں میں 22,000 کروڑ (220 بلین روپے) روپے سے زیادہ کی منتقلی ہوئی ہے۔ بینکوں کو پی ایم جے ڈی وائی کے تحت 5000 روپے تک کی اوور ڈرافٹ رقم ادا کرنے کی ہدایت دی گئی ہے رہنما خطوط کے مطابق اس سہولت کا فائدہ حاصل کرنے کے لیے آدھار کارڈ لازمی نہیں ہے۔ اس سلسلے میں، انڈین بینکس ایسوسی ایشن (آئی بی اے) نے تمام بینکوں سے رہنما خطوط پر نظر ثانی کرنے کو کہا ہے۔ یکم ستمبر 2015 تک 1,64,962 کھاتے دار اوور ڈرافٹ سہولت سے فائدہ حاصل کر چکے ہیں۔ پردھان منتری جن دھن یوجنا (پی ایم جے ڈی وائی) کا اعلان 15 / اگست 2014 کو وزیراعظم مسٹر نریندر مودی نے اپنی یوم آزادی کی تقریر کے دوران کیا تھا اور اسے ملک بھر میں 28 / اگست 2014 کو لانچ کیا گیا تھا۔ اب توجہ پی ایم جے ڈی وائی کے تحت کھاتے کھولنے سے ہٹ کر، مذکورہ یوجنا کا حقیقی فائدہ حاصل کرنے کے لیے قابل رسائی کیش آؤٹ سہولت کی جانب منتقل ہوگئی ہے۔ اس سہولت کو آسان بنانے کے لیے ملک بھر کے تمام نیٹ ورک درج ذیل پر مشتمل ہوں گے:۔ ☆ 31 / مارچ 2015 تک شیڈولڈ کمرشیل بینکوں کی 1,25,857 شاخوں کا جال، جن میں سے 48557 (38.58 فیصد) شاخیں دیہی علاقوں میں ہیں۔ ☆ 31 / مارچ 2015 تک شیڈولڈ کمرشیل بینکوں کے 1,84,221 اے ٹی ایم، جن میں سے 91486 اے ٹی ایم آن سائٹ ہیں۔ ☆ 15-2014 کے دوران مذکورہ نیٹ ورک میں 8227 شاخیں اور 21,197 اے ٹی ایم مزید جوڑے گئے ☆ 8 / اگست 2015 تک 1,26,062 بینک متروں کی تعیناتی۔ ☆ ٹائر III اور ٹائر IV میں پی او ایس پر نقد نکالنے کی حد 1000 روپے یومیہ سے بڑھا کر 2000 روپے یومیہ کر دی گئی ہے۔ ☆ مالی شمولیت کا بنیادی مقصد کم اور قابل استطاعت قیمت پر محروم اور کم آمدنی والے طبقوں کے بڑے حصے کو مالی سہولیات بہم پہنچانا ہے۔ اس مقصد کے تحت بینک پی ایم جے ڈی وائی کھاتوں پر اور بنیادی بحث بینک ڈپوزٹ کھاتوں (بی ایس بی ڈی) پر ایس ایم ایس میسج بھیجنے کے لیے کوئی کس رچارج وصول نہیں کرتے ہیں، ☆ صارفین کو ان کے نقد نکالنے کی سہولت قابل رسائی فاصلے سے حاصل کرنے کے لیے بینک شاخوں کا جال، اے ٹی ایم، بینک مترا، اے ٹی ایم (جو مائیکرو اے ٹی ایم سے لیس)، پی او ایس کاروبار کی دستیابی، ڈیبٹ کارڈ کو جاری کرنا وغیرہ صارفین کے لیے دستیاب سہولتیں ہیں۔

شہزاد علی

اسکل انڈیا:

فروغِ ہنرمندی اور روزگار کا انقلاب عظیم

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم ایک منفرد راستے پر چل پڑے ہیں لیکن اصلی مہارت رکاوٹوں کو دور کرکے آگے نکلنے میں ہے۔ ہندستان کو اس سلسلے میں مکمل طور پر قوت ارادی کا مظاہرہ کرنا ہے تبھی نوجوانوں کو برسرروزگار بنانے میں مدد ملے گی۔ حکومت کا مقصد 2022 تک 15 کروڑ ہندستانی نوجوانوں کو کام کا ہنر، موثر، کارکردگی یا اسکل سکھانا ہے۔

حکومت نے 'اسکل انڈیا' نامی انقلاب آفریں مہم شروع کی ہے۔ اس کا مقصد تیز رفتار سے کثیر تعداد میں لوگوں کو ہنرمندی فراہم کرانا ہے۔ سال 16-2015 کے دوران مرکزی حکومت کے ذریعہ ملک میں 120 لاکھ نوجوانوں کو ہنرمندی کی تربیت دینے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے جبکہ ہنرمندی کی 60 فی صد ٹریننگ ہنرمندی کے فروغ اور انٹرپریزشپ کی وزارت کے ذریعہ دی جائے گی اور باقی ماندہ افراد کو مرکزی حکومت کی 20 دوسری وزارتوں/محکموں کے ذریعہ ٹریننگ دی جائے گی۔ اس نشانہ میں پردھان منتری کوشل وکاس یوجنا (پی ایم کے وی وائی) کے تحت 24 لاکھ نوجوانوں کو تربیت بھی شامل ہے، یہ یوجنا شروع کی گئی ہے۔ حکومت نے حال ہی میں ہنرمندی کی تربیت کے لئے مشترکہ ضابطوں کو منظوری دی ہے جس کے تحت نئی ٹریننگ کے لئے ٹریننگ کی کم از کم مدت 200 گھنٹے اور اسکل اپ گریڈیشن کے لئے کم از کم 80 گھنٹے کی مدت کی ٹریننگ کورس کے طور پر وضاحت کی گئی ہے۔ وزیراعظم نریندر مودی نے نئی دہلی میں ہنرمندی کے فروغ کے قومی مشن کے موقع پر اسکل انڈیا کے لئے اپنی سوچ کی وضاحت کی۔ انہوں نے زور دیتے ہوئے کہا کہ ان کی حکومت نے غربت کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا ہے اور وہ اسے جیت کر رہے گی۔ وزیراعظم نے کہا کہ ہر غریب اور محروم نوجوان اس جنگ میں ایک سپاہی ہے۔ وزیراعظم نے کہا کہ ہندستان کے پاس اگلی دہائی میں 4 سے 5 کروڑ کی فاضل افرادی قوت ہوگی۔ وزیراعظم نے اس نوجوان افرادی قوت کو ہنرمند بنانے کی ضرورت پر زور دیا تاکہ وہ عالمی چیلنجوں سے نمٹ سکے۔ وزیراعظم نے خبردار کیا کہ آبادی میں اضافہ ایک چیلنج بن جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ بیسویں صدی میں ہندستان کے سب سے اہم تکنیکی ادارے آئی آئی ٹیز نے دنیا میں اپنا نام کمایا ہے اور اکیسویں صدی میں ہندستان کی آئی آئی ٹیز معیاری ہنرمند افرادی قوت تیار کرنے کے لئے دنیا بھر میں اپنی پہچان بنا لے گی۔ وزیراعظم نے کہا کہ ہندستان دنیا کا سب سے بڑا ہنرمند ورک فورس فراہم کرنے والا ملک بن سکتا ہے۔ اس کے لئے مسٹر نریندر مودی نے کہا کہ افرادی قوت کا خاکہ نہ صرف ہندستان میں بلکہ پوری دنیا میں تیار کرنے کی ضرورت ہے۔ وزیراعظم نے تربیت کے پروگراموں کو مسلسل جدید بنانے پر زور دیا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت اپرنٹس شپ اور انٹرپریزس کو فروغ دینے کے لئے کام کرے گی۔ وزیراعظم نے نیشنل اسکل ڈیولپمنٹ مشن کے آغاز کے موقع پر اسکل لوگو جاری کیا اور ہنرمندی کے فروغ کے لئے نیشنل پالیسی جاری کی۔

اسکل انڈیا حکومت کا ایک بڑا مشن ہے۔ اس سے روزگار کے حد سے زیادہ مواقع پیدا ہوں گے۔ وزیراعظم کی اسکل انڈیا ایک ساتھ 101 شہروں میں شروع ہو گیا ہے۔ ہندستان کے مستقبل کی ایک نئی تصویر رچنے کی یہ ایک کامیاب کوشش ہے۔ ہندستان میں ایک کروڑ 25 لاکھ نئے نوجوان ہر سال روزگار کی تلاش میں گھر سے نکلتے ہیں۔ یہ تعداد ہر سال بڑھ رہی ہے۔ ہندستان نوجوان ملک ہے اور نوجوان ملک ہونے کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ یہاں نوجوانوں کو روزگار کے مواقع فراہم ایک تشویش ہے۔ ایک پہلو اور بھی ہے۔ مان لیجئے کسی کسان یا کاریگر کے چار بیٹے ہیں اور کوئی دوسرا روزگار نہ مل پانے پر وہ بھی اپنے والد کے ہی کام میں شامل ہو جاتے ہیں۔ جو کام

47، نئی بستی، ریلوے روڈ، بھوپال، مدھیہ پردیش

ایک شخص کرتا تھا، وہی کام پانچ کرنے لگتے ہیں۔یعنی ان میں سے کم از کم چار کے پاس واقعی کوئی کام نہیں ہوتا ہے، وہ بے روزگار ہوتے ہیں لیکن روزگار شدہ نظر آتے ہیں۔صرف مزدوروں کے بچے نہیں، دکانوں پر، کمپنیوں اور دیگر مقامات پر بھی، ایسے لوگ روزگار میں لگے نظر آتے ہیں، جن کے کام سے پیداوار پر کوئی خاص اثر نہیں پڑتا۔ یہ خالص بے روزگاری کا مسئلہ ہے، جو 1 کروڑ 25 لاکھ کے اعداد وشمار کو مزید سنگین بنا دیتی ہے۔کیسے ملے گا نہیں روزگار؟ جواب صرف روزگار کے نئے اور پیداواری مواقع میں پنہاں ہیں اور روزگار کے مواقع فراہم کرنے کی ہماری صلاحیت کیسی ہے؟ منصوبہ بندی کمیشن کے اعداد و شمار کے مطابق، 2004-05 سے 2009-10 تک، پانچ برسوں میں ہندستان میں روزگار کے محض 27 لاکھ نئے مواقع پیدا ہوئے ہیں جبکہ ضرورت تقریباً 6 کروڑ مواقع کی تھی۔اتنا ہی نہیں 2009-10 میں 1 کروڑ 57 لاکھ افراد زراعت کے شعبہ میں بے روزگار ہوئے اور تقریبا 72 لاکھ لوگ مینوفیکچرنگ شعبے سے۔اس کا سیدھا سا مطلب یہ ہے کہ ہمیں روزگار کے نئے مواقع پیدا کرنے کی اپنی صلاحیت تیزی سے بڑھانی ہوگی۔

یہاں بے جا نہ ہوگا کہ وزیر اعظم جناب نریندر مودی کی اس سلسلے میں کی گئی تقریر کا ذکر کیا جائے۔اسکل انڈیا کے آغاز پر اپنی تقریر انہوں نے کہا کہ آج پوری دنیا نوجوانوں کی ہنرمندی کا عالمی دن منا رہی ہے، ہندستان بھی اس موقع پر ایک اہم قدم اٹھا رہا ہے۔اب سے کچھ عرصہ قبل پوری دنیا نے بین الاقوامی یوگا دوس منایا اور ہمارے ملک کے لوگوں کو تعجب ہوا کہ دنیا ہماری طرف بھی دیکھ رہی ہے؟ ہمیں کبھی یقین ہی نہیں تھا کہ دنیا کبھی ہماری طرف بھی فخر کے ساتھ دیکھے گی۔ بین الاقوامی یوگا دوس کے موقع پر ہم نے محسوس کیا کہ آج پوری دنیا ہندستان کے تئیں انتہائی عزت واحترام کے ساتھ دیکھتی ہے۔ہمارے یہاں تعلیم کے تعلق سے اکثر گفتگو ہوتی رہتی ہے جن میں کہا جاتا ہے کہ جتنے بچے شروع میں اسکول جاتے ہیں سیکنڈری کی سطح پر اس سے بھی کم اور کالج کی سطح کی تعلیم میں یہ گنتی اور بھی کم ہو جاتی ہے اور ٹاپ کی سطح تک تو بہت کم لوگ ہی پہنچ پاتے ہیں۔یہ سب جاتے کہاں ہیں اور جو جاتے ہیں ان کا کیا ہوتا ہے؟ جو اوپر جاتے ہیں' ان کی تو ہر طرح سے فکر کی جاتی ہے۔ان کی بھی تو دیکھ بھال کی جانی چاہئے جو نیچے رہ جاتے ہیں۔ہمارا یہ مشن ان ہی رہ جانے والے لوگوں کے لئے ہے۔رہ جانے والے لوگ کون ہوتے ہیں؟ دولت مند یا امیر

کنبے کا بچہ تو کبھی پیچھے نہیں رہتا، اس کو تو کچھ نہ کچھ وراثتی روایت سے مل جاتا ہے، جو پیچھے رہ جاتا ہے وہ غریب کا بچہ ہوتا ہے۔ہم نے غریبی کے غلاف انتہائی منصوبہ بند طریقے سے جد وجہد شروع کی ہے اور ہمیں یہ جنگ جیتنی ہے۔غریبی کے غلاف جنگ جیتنے کے لئے ہمیں غریبوں کی ہی فوج بنانی ہے۔ ہر غریب میرا فوجی ہے اور ہر غریب نوجوان میرا فوجی ہے۔ان ہی کی طاقت سے ان ہی کے بل بوتے پر ہمیں غریبی کے خلاف ہمیں یہ جنگ جیتنی ہے۔آج ملک کا کوئی بھی نوجوان ہاتھ پھیلا کر کچھ مانگنے کے لئے تیار نہیں ہے۔وہ قابل رحم زندگی نہیں جینا چاہتا۔وہ غیرت نفس کے ساتھ زندگی جینا چاہتا ہے۔اسکل، ہنرمندی اور طاقت سے جیب میں صرف پیسہ آتا ہو ایسا نہیں ہے۔اس سے زندگی میں خود اعتمادی پیدا ہو جاتی ہے۔زندگی میں ایک نئی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔اسے اعتماد ہوتا ہے کہ دنیا میں میں کہیں بھی جاؤں میرے پاس یہ طاقت ہے میں اپنا پیٹ بھر لوں گا، میں کبھی بھیک نہیں مانگوں گا۔اس کے اندر یہ طاقت ہنرمندی سے پیدا ہوتی ہے اس لئے ہنرمندی کے فروغ کا یہ پروگرام صرف پیٹ بھرنے یا جیب بھرنے کا پروگرام نہیں ہے بلکہ یہ غریب کنبوں میں ایک نئی خود اعتمادی اور ملک میں ایک نئی توانائی پیدا کرنے کی کوشش ہے۔ہم اپنے ملک میں صدیوں سے سنتے آ رہے ہیں امیر کنبوں میں کیا بات ہوتی ہے وہ تو میں نہیں جانتا لیکن ہم جس سماجی زندگی سے آتے ہیں وہاں اکثر سنا کرتے تھے ہمارے کنبے میں ہمارے والد صاحب، ہمارے نوجوان دوستوں کے والد محترم یہی کہا کرتے تھے ارے بھئی کچھ کام سیکھو تا کہ اپنے پیروں پر کھڑے ہو سکو۔ہمارے ملک میں متوسط زمرے، نچلے زمرے اور غریب کنبوں میں بڑی سادگی سے یہ بات کہی جاتی ہے کہ بچہ 12 سے 15 سال کا ہوا تو ماں باپ یہی کہتے ہیں کہ ارے بھئی کچھ کام سیکھو تا کہ اپنے پیروں پر کھڑے ہو سکو۔ یہ بات جو ہمارے ہر گھر میں گونجتی ہے آخر سرکار کے کانوں تک کیوں نہیں پہنچ پاتی۔ہم نے اس آواز کو سنا ہے، اس درد کو محسوس کیا ہے جو سبھی والدین کے دل میں ہوتا ہے کہ بیٹا یا بیٹی کچھ کام سیکھ کر اپنے پیروں پر کھڑے ہو سکیں۔ایک بار اولاد اپنے پیروں پر کھڑی ہو جائے تو غریب کنبے کے والدین کو لگتا ہے کہ چلیے زندگی مکمل ہو گئی، زندگی کامیاب ہو گئی۔اسکل مشن کے وسیلے سے ہماری کوشش ہے کہ ان سبھی خوابوں کو پورا کیا جائے۔اس کے لئے ہم ایک منظم طریقے سے بنیادی طور پر ریاستی سرکاروں کو اپنے ساتھ لیکر نئے سرے سے اس کام کو آگے بڑھائیں گے۔

گزشتہ صدی میں ہم نے آئی آئی ٹی کے وسیلے سے نام پیدا کیا ہے۔دنیا نے ہماری آئی آئی ٹی کو ایک اچھے ادارے کے طور پر قبول کیا ہے۔ہمیں اس بات پر فخر تو ضرور ہے لیکن موجودہ صدی میں ہمیں آئی ٹی آئی کی ضرورت ہے۔ اگر پچھلی صدی میں آئی آئی ٹی نے دنیا میں نام کمایا تو ہمارا خواب ہے کہ موجودہ صدی میں ہماری آئی ٹی آئی کی چھوٹی چھوٹی اکائیاں دنیا بھر میں نام کمائیں، عزت کمائیں۔دنیا کو جس ورک فورس کی ضرورت پڑنے والی ہے' اس سلسلے میں یہ

بات لکھ کے رکھ لی جائے کہ آنے والی دہائیوں میں دنیا کو سب سے زیادہ جس ورک فورس کی ضرورت ہوگی، کیا ہم اس سے واقف ہیں؟ کیا ہم نے اس کی تیاری کی ہے۔ ابھی تو ہماری زیادہ سے زیادہ توجہ نرسنگ اسٹاف کی طرف ہی جا پاتی ہے۔ ہمارے جو لوگ نرسنگ اسٹاف کے طور پر جاتے ہیں، وہ میسج کا کام کرنے والے لوگ ہیں۔ خلیجی ملکوں میں جانے والے ہمارے لوگ اسی کے ارد گرد گھومتے ہیں۔ ہمیں نہ صرف ہندستان بلکہ پوری دنیا کو انسانی وسائل کی جو ضرورت پڑنے والی ہے۔ اس کی نقشہ سازی کرکے ابھی سے تیاری کرنی چاہئے کہ آپ کو نرسنگ میں پیرامیڈیکل کے شعبے کے افراد درکار ہیں ۔ ہمارے ان پچیس تصدیق شدہ اداروں سے ہمارے نوجوانوں کو لے جائیے اور اپنا کام چلائیے۔ دنیا کی جو ضرورتیں ہیں جو ایک بہت بڑی جاب مارکیٹ ہے، ہمیں اس جاب مارکیٹ کا سائنسی طریقے سے مطالعہ کرکے اپنے نوجوانوں کو تیار کرنا چاہئے۔ آج ہمارے یہاں کیا حالت ہے، ہم میں سے بہت کم لوگ ایسے ہوں گے جن کو کبھی اس بات کا تجربہ ہوا ہوگا یہاں بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے کسی نے کبھی نہ کبھی اپنے دوستوں سے کہا ہوگا ''یار دیکھو تو تمہارے پاس کوئی اچھا ڈرائیور ہو تو میرے پاس بھیج دو، میرے پاس ڈرائیور نہیں ہے۔ اب ہمیں اس سوال کا جواب ڈھونڈنا ہے کہ ہمارے ملک میں نوجوان ہیں، بے روزگار ہیں اور ہمارے دوست ڈرائیور کے بغیر پریشان ہیں۔ کیا ہم اس کا کوئی حل نہیں تلاش نہیں کر سکتے؟ آج ہمارے یہاں کیا ہوتا ہے کہ ہمارے لوگ روایتی طریقے سے گاڑی صاف کرتے کرتے گیئر بدلنا سیکھ جاتے ہیں اور اسٹیئرنگ پکڑ کر تو ہم کبھی جوکھم بھی اٹھا لیتے ہیں۔ کبھی کبھار ہماری گاڑی کا ڈرائیور کسی ادارے سے تربیت لیکر نہیں آتا جس کے نتیجے میں جوکھم بھی درپیش رہتا ہے۔ کیا ہم ان لوگوں کی تصدیق کرنے کا انتظام کر سکتے ہیں۔ اگر کوئی نوجوان بغیر کسی ادارے میں گئے ہوئے اپنے طریقے سے کام سیکھتا ہے تو جو شخص اسے کام پر رکھتا ہے، اسے تو کم سے کم اس بات کا علم ہونا چاہئے کہ اس کے پاس کوئی سرٹیفکیٹ ہے یا اسے آزمایا جا چکا ہے خواہ آپ اپنے آپ سیکھیں۔ آج بھلے ہی عمر 35،40 برس کو پار کر چکی ہو لیکن اس سے یہی محسوس ہوتا ہے کہ میرے پاس کوئی اتھارٹی نہیں ہے، کوئی آئیڈنٹٹی نہیں ہے۔ سرکار اس کا انتظام کرنے جا رہی ہے کہ خواہ آپ نے اپنا کام روایتی طریقے سے ہی سیکھا ہو لیکن اگر آپ بنیادی اصولوں کی پابندی کرتے ہیں تو ہم آپ کو جو سرٹیفکیٹ دیں گے، وہ کسی انجینئر سے کم نہیں ہوگا۔ اب یہ بڑی مشکل کی بات ہے، سبروال صاحب بتا رہے تھے کہ سبھی یہ پوچھتے ہیں کہ ارے بھئی تجربہ کیا ہے۔ وہ کہہ رہا تھا کہ پہلے کام تو دو پھر میں تجربہ کے بارے میں بتاؤں۔ پہلے مرغی یا پہلے انڈا، یہی بحث جاری ہے۔ نوکری نہیں اس لئے تجربہ نہیں۔ اور تجربہ نہیں تو نوکری نہیں۔ یہی سب چلتا رہتا ہے۔ آج ہماری ری گینٹر پریزشپ کو مضبوط کیا جائے۔ کبھی کبھی صنعتی دنیا کے لوگ بھی انٹرپریزشپ سے ڈرتے ہیں۔ ان کو لگتا ہے کہ یار اگر اسے رکھ لیا جائے اور سرکار کا کوئی افسر آکر سروں کی گنتی کرے تو سمجھو زبردست مشکل پیدا ہوگئی۔ میرے کارخانے کو تالا لگ جائے گا۔ قانون کی گرفت بھی کچھ ایسی ہوتی ہے جس کی وجہ سے ہمارے نوجوانوں کو جگہ نہیں مل پاتی۔ ہم چاہتے ہیں کہ ملک میں روزگار کے مواقع میں اضافہ ہو۔ جو لوگ انٹرپریزشپ کے لئے جانا چاہتے ہیں ان کو موقع ملے اور جو لوگ اپرنٹس شپ کے لئے جانا چاہتے ہیں، ان کو بھی موقع ملے۔ جب تک انہیں یہ موقع نہیں ملے گا، انہیں یہ تجربہ کہاں سے ہو سکے گا۔ ہم سوچ رہے ہیں کہ اپرنٹس شپ کو کیسے بڑھاوا دیا جائے۔ ہم نے اس پورے مشن کو اسکل تک ہی محدود نہیں رکھا اس کے ساتھ اپرنٹس شپ کو بھی جوڑ دیا ہے کیوں کہ ہم نہیں چاہتے کہ اگر کوئی کچھ بن جائے تو جگہ جگہ نوکری تلاش کرتا رہے۔ ایک ڈرائیور بھی انٹرپریز بن سکتا ہے۔ وہ بھی کانٹریکٹ پر گاڑی لیکر سب کنٹریکٹر بن کر گاڑی چلا سکتا ہے۔ ہم اس کے اندر یہ ہنرمندی پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب تک آپ ویلیو ایڈیشن نہیں کرتے، اس وقت تک آپ کچھ نہیں کر پاتے۔ فرض کیجئے، آپ کو ڈرائیونگ آتی ہے اور آپ اپنے آجر کہ صاحب مجھے کمپیوٹر کی ٹائپنگ بھی آتی ہے تو وہ فوراً کہیں گے کہ اچھا اچھا بھائی یہ بھی آتا ہے تو چلو جب ڈرائیونگ کا کام پورا ہو جائے تو کمپیوٹر کرتے رہنا، اس لئے ایکسٹرا کوالٹی سے ویلیو بڑھ جاتی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اسکل میں ملٹیپل ایکٹیویٹی کی طاقت ہو۔ بہت پہلے مجھے کسی نے بتایا تھا کہ ایک نوجوان پلمبر تھا، اسے پلمبر کا کام ملتا تھا لیکن اس نے اپنے آپ کو دھیرے دھیرے یوگا ٹرینر کے طور پر تیار کیا اور مزے کی بات ہے کہ اب وہ صبح ایک دو گھنٹے یوگا ٹرینر کے طور پر کام کرکے زیادہ کما لیتا تھا جبکہ پلمبر کے کام سے اسے کم آمدنی ہوتی تھی۔ لیکن اب یوگا ٹرینر کے ساتھ پلمبر بھی جڑ گیا۔ تو جہاں وہ یوگا ٹرینر کا کام کرتا ہے وہیں لوگ اس سے کہے کہ یار دیکھو وہاں پلمبر کی ضرورت ہے وہاں چلے جاؤ۔ یہ دونوں ہنر ایسے ہیں جن کے لئے کسی کالج کی ڈگری کی ضرورت نہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ لوگ ہماری ان باتوں پر بھروسہ کریں۔ مستقبل میں دنیا کو کروڑوں کی تعداد میں ورک فورس کی ضرورت ہوگی۔ اگلی دہائی میں ہمارے پاس پانچ کروڑ کے قریب لوگ فالتو ہوں گے ان کی فورس ہمارے پاس ہوگی۔ اگر ہم اس عدم مطابقت کو دور کر لیتے ہیں تو ہم ضرورت کے مطابق اپنے نوجوانوں کو تیار کریں گے اور انہیں روزگار کے مواقع حاصل ہوں گے۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی علاقے میں کیمیکل کی انڈسٹری کام کر رہی ہے لیکن وہاں پڑھائی آٹوموبائل کی ہوتی ہے اور پڑھنے والوں کو وہاں جاب نہیں مل پاتا۔ ہمیں اس بات کی بڑھتے پیمانے پر نقشہ سازی یا میپنگ کرنی ہوگی کہ کہاں کیا کام ہوا ہے اور کس علاقے میں ہمارے پاس کیا صلاحیتیں دستیاب ہیں۔ وہاں کس طرح کی ضرورتیں ہیں۔ ہم اسی طرح کی ہیومن ریسورس ٹریننگ کریں گے تا کہ نوجوان کو نوجوان کو ورک فورس کے لئے تیار کیا جا سکے۔ اس کے اپنے گھر کے قریب ہی کام کاج مل جائے تو اس پر زیادہ اقتصادی بوجھ نہیں پڑے گا۔ بصورت دیگر ہمارا نوجوان جو کام سیکھتا ہے اسے سو کلومیٹر تک کے فاصلے پر وہ کام نہیں مل پاتا۔ مجھے یاد ہے کہ جب میں گجرات میں کام کرتا تھا تو میں نے دیکھا کہ آٹوموبائل میں جو چیزیں پڑھائی جاتی تھیں جن کی گاڑیاں بازاروں میں تھی ہی نہیں۔ خیر بعد میں تو سب کورس بدل دئے گئے، جو ٹرینر تھے ان کی بھی ٹریننگ کی

> ایک بار اولاد اپنے پیروں پر کھڑی ہو جائے تو غریب کنبے کے والدین کو لگتا ہے کہ چلیے زندگی مکمل ہوگئی، زندگی کامیاب ہوگئی۔ اسکل مشن کے وسیلے سے ہماری کوشش ہے کہ ان سبھی خوابوں کو پورا کیا جائے۔ اس کے لئے ہم ایک منظم طریقے سے بنیادی طور پر ریاستی سرکاروں کو اپنے ساتھ لیکر نئے سرے سے اس کام کو آگے بڑھائیں گے۔

گئی۔ کافی کچھ بدلاؤ لانے پڑے لیکن شاید آج بھی کہیں کہیں ایسا ہوتا ہو' اس لئے ضروری ہے کہ ہمارے سبھی ٹریننگ انسٹی ٹیوٹس کو ڈائنامک بنایا جائے۔ پرانے زمانے کے کک کو آج اوون چلانا نہیں آتا تو گھر میں وہ کک کام نہیں کرے گا۔ اسے اوون کا کام بھی آنا چاہئے۔ ہر چیز کے لئے ایڈیشنل ٹریننگ کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کے لئے ڈائنامک بہت ضروری ہے۔ صدیوں پہلے ہماری خصوصیات کو کس قدر تسلیم کیا جاتا تھا۔ ہماری ہنرمندی کی طاقت کو مانا جاتا تھا، ہمیں پھر سے اسے ایک بار ری گین کرنا ہے۔ اگر آج چین نے دنیا کی مینوفیکچرنگ فیکٹری کی حیثیت حاصل کر لی ہے تو ہندستان کو بھی ریکوائرڈ ہیومن ریسورس کے کیپٹل کی حیثیت حاصل ہو سکتی ہے۔ ہمیں اپنے پاس موجود طاقت پر زور دینا ہے۔ ہم اپنی طاقت پر جس قدر زور دیں گے' اتنی ہی چیزیں حاصل کر پائیں گے' اسی لئے ہماری کوشش ہے کہ میپنگ کرکے ہیومن ریسورس کی ریکوائرمنٹ کے مطابق ٹریننگ دی جائے۔ آج ہمارے ملک میں ٹرینڈ ڈرائیوروں کی تعداد زیادہ نہیں ہے۔ ملک کو جس قدر تربیت یافتہ ڈرائیور چاہئیں' اس کے لئے جس طرح کی پرفیکٹ ٹریننگ اور جو جدید نظام درکار ہے وہ دستیاب نہیں ہے۔ پھر تو وہ ڈرائیور چلتے چلتے سیکھتا رہتا ہے، مطلب یہ کہ بے روزگاری کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اگر ہم روزگار اور ترقی کے ماڈل کو ذہن میں رکھتے ہوئے ہیومن ریسورس ڈیولپمنٹ کے ڈیزائن تیار کریں، اگر ان تینوں چیزوں کو جوڑ کر کوشش کریں تو کام زیادہ دشوار گزار نہیں ہوگا۔

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دنیا کے کچھ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کو یہ علم نہیں ہوتا کہ دنیا کس طرح سے بدل رہی ہے' وہ اپنے پرانے ڈھرّے پر چلتے رہتے ہیں۔ یہاں روزگار دینے والے بھی بیٹھے ہیں اور روزگار لینے والے بھی موجود ہیں اور نوجوانوں کو روزگاری کے لائق بنانے والے بھی موجود ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ان ساری چیزوں کے لئے پالیسی کا تعین کرنے والے بھی موجود ہیں اس آڈی ٹوریم میں سبھی طرح کے لوگ ہیں' کیوں؟ ہمیں صنعتی دنیا کے لوگوں کے ساتھ ہمارے ٹیکنیکل ورلڈ کے ساتھ بیٹھنے کی عادت ڈالنی ہوگی۔ ان سے پوچھنا پڑے گا کہ کیا لگتا ہے کہ آپ کو اگلے دس برسوں میں کس طرح کی چیزوں کا اندازہ ہے؟ یہ چیزیں ہمارے ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کو علیحدہ سے تیار کرنی ہوں گی تاکہ وہاں سے تربیت مکمل کرکے نکلنے والے لوگ اگر نئی ٹیکنالوجی سیکھ جائیں تو انہیں فوراً ملازمت مل جائے۔ ہمیں فیچرسٹک ویژن کے ساتھ سوچنا ہوگا کہ ہمارا ہیومن ریسورس ڈیولپمنٹ اسی کے مطابق ہونا چاہئے۔ اگر ایسا ہو جائے تو میرا ماننا ہے کہ بے روزگاری کی کوئی وجہ نہیں۔ میں یہاں گجرات کے لوگوں کی مثال دے رہا ہوں، گجرات کے لوگ فوج میں بہت کم جاتے ہیں۔ ان کا ڈیولپمنٹ ہی الگ ہے لیکن اب ہم سوچ رہے ہیں کہ کیوں نہ ہمارے لوگ بھی فوج میں جائیں۔ میں نے پوچھ گچھ کی تو جواب ملا کہ گجرات کے لوگ فزیکل ایکسر سائز اور ایگزام میں فیل ہو جاتے ہیں۔ میں نے آرمی کے کچھ ریٹائرڈ افسروں کو بلایا۔ ان سے کہا کہ ہمارے قبائلی علاقوں کے نوجوانوں کو تربیت دو کہ وہ کس طرح ایگزام پاس کر سکتے ہیں۔ انہوں نے ٹریننگ کیمپ لگانے شروع کئے تو بعد میں ایسا ہوا کہ ہمارے لوگ 35، 40 فیصد تک فوج میں جانے لگے۔ میں نے بہت پہلے ہی سبروال جی کو اپنے یہاں تقریر کرنے کے لئے بلایا تھا۔ جب میں نے سنا کہ وہ جاب مارکیٹ میں کافی کام کر رہے ہیں تو میں نے کہا کہ بھائی بتاؤ آپ کے خیالات کیا کیا ہیں۔ ایک بار میں ایک قبائلی علاقے میں گیا تو وہاں مجھے ایک گلدستہ دیا اور میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس گلدستہ کے ہر پھول پر میری تصویر تھی۔ میرے لئے یہ انتہائی حیرت ناک بات تھی۔ میرا خیال تھا کہ ان پتیوں پر میری تصویر چسپاں کی گئی ہوگی، لیکن درحقیقت ایسا نہیں تھا۔ میں نے انہیں بلا کر پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ گلاب کی پتیوں پر لیزر ٹیکنیک سے آپ کی فوٹو چھاپی گئی ہے۔ اب آپ سوچئے کہ ایک قبائلی علاقے کی بچی کو بھی یہ سمجھ ہے کہ ٹیکنالوجی کو بھی کیسے استعمال کیا جاتا ہے مطلب یہ کہ ورک ڈائنیمکس بدل رہے ہیں۔ مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ کوئی یہ چلائے نہ کہ ایک گھنٹے کا ٹریننگ بورڈ لگا کر بیٹھ جائے، اس میں کوئی بتائے کہ موبائل فون کا استعمال کیسے کیا جائے۔ صاحب لوگ اس کے لئے لائن میں لگ کر کھڑے ہو جائیں گے۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو یہ ڈھونڈتے رہتے ہیں کہ نیا ماڈل کون سا آیا ہے لیکن ان کو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ گرین یا ریڈ بٹن کے علاوہ کوئی استعمال نہیں ہوتا۔ جہاں لوگ سیکھنے کے لئے جائیں گے وہیں لوگ اپنے علم کو استعمال بھی کریں گے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں یہ بات واضح کرنی ہے کہ ہمیں ہنرمندی کے ساتھ ساتھ زندگی جینے کی اہلیت، ہنر مندی کے ساتھ روزگار کے مواقع، ہنرمندی کے ساتھ دنیا میں بھارت کا ڈنکا بجانے کی کوشش چاہئے۔

وزیراعظم کی تقریر سے ظاہر ہے کہ ہنرمندی کو فروغ دینے کے سلسلے میں راہ ہموار کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں کئی مفاہمت نامے بھی ہوئے ہیں۔ وزیراعظم نریندر مودی کے ذریعے ڈیجیٹل انڈیا پر زور دیئے جانے کے بعد اب ملک میں مرکزی وزارتیں وزیراعظم کے ہنرمند ہندستان کے نظریئے کو حقیقت میں تبدیل کرنے کے لئے مل کر کام کر رہی ہیں۔ ملک میں ہنرمندی کے فروغ اور صنعت کاری کے اقدامات کو فروغ دینے کی خاطر ہنری مندی کے فروغ اور صنعت کاری کی وزارت (ایم ایس ڈی ای) نے کیمیکل اور فرٹیلائزر کی وزارت کے ساتھ ساجھیداری کی۔ دونوں وزارتوں نے کلیدی ساجھیداری

کیلئے تین مفاہمت ناموں پر دستخط کئے ہیں۔ ان مفاہمت ناموں پر کیمیکل اور فرٹیلائزر کی وزارت کے کیمیکل اور پیٹروکیمیکل کے محکمے، فرٹیلائزر کے محکمے اور ادویہ سازی کے محکمے نے دستخط کئے۔ یہ مفاہمت نامے پیٹروکیمیکل، فرٹیلائزر اور ادویہ سازی کی صنعت نے انسانی وسائل کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کئے گئے ہیں۔ این ایس ڈی ای ڈائریکٹوریٹ جنرل آف ٹریننگ اور ہنرمندی کے فروغ کی قومی کارپوریشن کے ذریعے اس ساجھے دارے کو نافذ کرے گی۔ این ایس ڈی سی کی انسانی وسائل کی بڑھتی ہوئی ضروریات سے متعلق رپورٹ کے مطابق صرف ادوایہ سازی کی صنعت میں موجودہ افرادی قوت جو ایک اعشاریہ آٹھ چھ ملین ہے، 2022 تک بڑھ کر تین اعشاریہ پانچ ملین تک پہنچنے کی امید ہے۔ صنعت میں تحقیق وترقی اور معیاری پیداوار میں اضافے کی خاطر تربیت یافتہ اور ہنرمند افرادی قوت کی ضروریات بہت بڑھ گئی ہیں۔

بہت سے نوجوان تعلیم یافتہ بھی ہیں لیکن انہوں نے جو کچھ پڑھا لکھا، سیکھا ہے، اس میں سے روزگار دلانے کے قابلیت کم ہی ہے اور جو برسر ملازمت ہیں، انہیں اپنی رسمی تعلیم سے کوئی فائدہ بہت کم ہی ہوتا ہے۔ اصل میں روزگار پانے والے لوگوں میں سے صرف 2.3 فی صد ایسے ہیں جنہیں اپنے کام کی مہارت کسی تعلیمی پروگرام سے رسمی طور پر ملی ہو۔ باقی سب چلتے کام میں ہاتھ بٹانے کی حالت میں ہیں۔ اس کے برعکس دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں 75 فی صد سے لے کر 96 فی صد تک لوگ اپنے کام کے بارے میں رسمی طور پر ہنرمند ہیں۔ پھر ہم دنیا کے سب سے نوجوان ملک بھی ہیں۔ آج ہندستان کی آبادی میں پایا جانے والا سب سے بڑا طبقہ 27 سال کی اوسط عمر کے لوگوں کا ہے جو چینیوں کی اوسط عمر میں 10 سال سے کم ہے۔ اقوام متحدہ آبادی فنڈ کے مطابق ہندستان میں تقریباً 36 کروڑ لوگ 10 سے 24 سال کے درمیان کی عمر کے ہیں جو امریکہ کی کل آبادی سے بھی زیادہ ہے۔ 2020 تک ہندستان کی آبادی کی اوسط عمر 29 سال ہوگی جبکہ صنعتی ممالک میں یہی عمر 40 سے 50 سال کے درمیان ہوگی۔

ایسا نہیں ہے کہ مارکیٹ میں روزگار نہیں ہے لیکن ضرورت سے کم ہے، اکثر غیر منظم شعبے میں، ان کی آمدنی بھی معمولی ہے اور پیداوری بھی معمولی ہے۔ کوئی ہونی انہونی ہو جائے، تو وہ کام کوئی دلاسہ دینے کی پوزیشن میں بھی نہیں ہوتی۔

وزیراعظم مسٹر نریندر مودی نے نوجوان ملک کے اس پہلو کا کئی بار ذکر کیا ہے۔ یہاں سوال صرف نوجوانوں کو کسی کام کی کارکردگی دینے کا نہیں ہے بلکہ انہیں ایسا روزگار دلانے کا ہے جو اصل میں آمدنی پیدا کرتا ہو۔ روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے لئے ایک طرف تو نئے صنعت، دھندے چاہئے، اور دوسری طرف ان کے کام کرنے کے خواہش مند نوجوانوں میں کام کرنے کی کارکردگی چاہئے۔ ایسے لوگ بھی چاہئیں جو صنعت شروع کرنے میں دلچسپی رکھتے ہوں، اس کی صلاحیت رکھتے ہوں، پھر روزگار کم سے کم اس قابل تو ہونا ہی چاہئے کہ وہ کسی غیر متوقع صورت حال میں اپنے کارکنوں کی، ان کے خاندان کے کچھ فکر کرسکتا ہو۔ لہٰذا اس مسئلہ سے ایک ساتھ کئی سطحوں پر نمٹا جارہا ہے۔ امید ہے کہ میک ان انڈیا کا عالمی گیر مہم ہندستان میں نئے صنعت-دھندوں کی ضرورت کو ایک حد تک مکمل کرنے میں کامیاب رہے گا۔ دوسرے اسکل انڈیا مہم ہندستان کے نوجوانوں کو یا ان کی مدد سے شروع ہونے والے دیگر صنعتوں میں روزگار دلانے میں کامیاب رہے گا۔ اسمارٹ سٹی کی مہم بالخصوص ان نئے صنعتوں اور ان میں کام کرنے والوں کی رہائش اور ان کی شہرکاری کی ضروریات پوری کرے گا۔ کسی غیر متوقع صورت حال سے نمٹنے میں وزیراعظم کی مختلف انشورنس اسکیم مددگار ہوں گی۔ جیسے جیسے میک ان انڈیا، اسکل انڈیا، ڈیجیٹل انڈیا اور اسمارٹ سٹی کی مہم تیز ہوتی جائیں گی، وزیراعظم کی انشورنس اور سوشل سیکورٹی کے دیگر منصوبوں میں کچھ ایسے نئے پہلو جڑتے جائیں گے، جو کئی مقاصد کو ایک ساتھ پورا کر رہے ہوں گے۔ اس طرح کی کئی منصوبوں ایک ساتھ کام کریں گے، تب نوجوانوں کے روزگار اور ان کی خوشحالی کا مقصد حاصل ہو سکے گا۔ وزیراعظم نے اس سے بھی بڑا ہدف ملک کے سامنے رکھا ہے۔ انہوں نے اپیل کی ہے کہ وہ ہندستان کو مہارت کا عالمی مرکز بنانے کا عزم کریں۔ وہ ہندستان کو مینوفیکچرنگ کا عالمی مرکز بنانے کا ارادہ پہلے ہی ظاہر کر چکے ہیں۔ ظاہر ہے ایک کے بغیر دوسرے کی رفتار نہیں ہے۔ حکومت کا مقصد 2022 تک 15 کروڑ ہندستانی نوجوانوں کو کام کا ہنر، موثر، کارکردگی یا اسکل سکھانا ہے۔

لیکن اگر تمام لوگ کام مانگیں گے تو نوکری دے گا کون؟ آپ صرف غیر ملکی آجروں پر انحصار نہیں کر سکتے۔ یقینی طور پر کچھ لوگوں کو تو آگے آنا ہی ہوگا کہ ہم بائیوڈاٹا دیں گے نہیں بلکہ مانگیں گے یعنی ان کو کاروباری بننا پڑے گا۔ یہاں انٹرپریز کی ترقی کا پہلو سامنے آتا ہے۔ حکومت نے ان دونوں سوالوں کا جواب ایک ساتھ دینے کے لئے فروغ ہنرمندی کی وزارت قائم کر کے دیا ہے۔ اس اسکل انڈیا مہم میں 20 سے زیادہ مرکزی وزارت، 70 سے زیادہ منصوبے بنا کر کام کر رہے ہیں۔

غور کریں تو ساری سرگرمیاں ایک دوسرے سے مربوط ہیں اور ایک دوسرے کا تکملہ ہیں۔ گنگا کی صفائی اور قومی حفظان صحت مشن اور یہاں تک کہ زراعت سے متعلق منصوبے بھی آخر اسی بہتر اور امیر-خوشحال ہندستان کی تعمیر کی سمت میں جاتے ہیں۔ ایسے میں یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ وزیراعظم نریندر مودی اسکل انڈیا مہم کے آغاز سے ہی پالیسی کمیشن کی آپریشن کونسل کی میٹنگ بلائی۔ چیلنج محض اتنا ہی نہیں، مہارت کے فروغ کا کثیر جہتی ہے۔ اس مرکز اور ریاست دونوں حکومتوں کا کردار ہوتا ہے۔ ان کے مختلف محکموں کے کردار ہوتے ہیں۔ صرف حکومت ہی نہیں، کئی ابھرتے شعبے ایسے ہیں، جن میں مہارت کی تربیت دینے والے لوگ پرائیویٹ سیکٹر سے بلانے ہوتے ہیں۔ آجروں کو بھی اس مہم سے جڑنا ہوتا ہے۔ مالی اور دیگر پالیسیاں بھی اس سے جڑتی ہیں۔ تعلیمی اداروں سے لے کر تربیت تک اور آجروں سے لے کر صنعتوں تک کی شرکت اور تعاون کے ساتھ یقینی کیا جانا لازمی ہوتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم ایک منفرد راستے پر چل پڑے ہیں لیکن اصلی مہارت رکاوٹوں کو دور کر کے آگے نکلنے میں ہے۔ ہندستان کو اس سلسلے میں مکمل طور پر قوت ارادی کا مظاہرہ کرنا ہے تبھی نوجوانوں کو برسر روزگار بنانے میں مدد ملے گی۔ ☆☆

سچن ادھیکاری

ہنرمندی کے ذریعہ انسانی اثاثے کی تعمیر

حکومت نے ہنر کی ترقی کو ہمیشہ قومی ترجیحات میں شمار کیا ہے لیکن پہلے توجہ صرف روایتی کاموں پر دی جاتی تھی جب کہ اسکل انڈیا پر نوعیت کے کاموں پر توجہ دیتی ہے۔ڈھانچے کے اعتبار سے بھی حکومت نے تبدیلیاں کی ہیں مثلاً پہلے ذمہ داری مختلف وزارتوں میں بٹی تھی لیکن اب ان سب کو ایک جگہ مربوط کردیا گیا ہے تاکہ نظام کو زیادہ کارآمد اور شفاف بنایا جاسکے۔

مصنف گلوبل سکسیز یونیورسٹی کے بانی اور ڈائریکٹر ہیں۔

nathandev@hotmail.com

مطالعات مظہر ہیں کہ ہندستان دنیا کی ان تیز ترین اقتصادی قوتوں میں شامل ہے جہاں کی 64 فی صد آبادی کی عمر کام کرنے کے لئے موزوں ہے۔ یہ اس طرح کا سب سے کم عمر ملک ہے۔مگر ان اہل روزگار اس عظیم طاقت کو ہنر مند بنا دیا جائے تو 2020 تک ہندستان کام کرنے والی آبادی کے لحاظ سے سونے کی کان ثابت ہوگا۔

ہندستان کی موجودہ تیز رفتار ترقی اور سرمایہ کاری کے تندرست ماحول کو ملحوظ خاطر رکھا جائے تو اعلی سطح کی تکنیکی اور سافٹ ہنر کی طلب میں اضافہ ہی ہوگا۔ ایک اندازہ کے مطاق 2015 تک ہندستان میں آئی ٹی اور اس سے منسلک خدمات کے شعبے کی لئے 23 لاکھ ملازمین کی ضرورت ہوگی۔ بدقسمتی سے ہندستان نے گزشتہ 15 برسوں میں محض 16 لاکھ ہی افرادی قوت پیدا کی ہے جس کا مطلب ہے کہ آئندہ دو برسوں میں اس کو مزید 8 لاکھ ایسے افراد تیار کرنے ہیں جو یقیناً ایک مشکل کام ہے۔ عالمی اقتصادی فورم کے مطابق ہندستان کے لئے پیشہ ورانہ افراد کا صرف 25 فی صد ہی ایسا ہے جس کو منظّم شعبے میں روزگار مل سکتا ہے۔ غیر منظّم شعبے میں ہنرمندی کی ترقی اور اس میں فروغ کے لئے کسی تربیت کی ضرورت نہیں محسوس کی جاتی۔

ایک تخمینے کے مطابق 2015 میں 50 لاکھ افراد گریجویشن کی سند حاصل کرلیں گے جس میں سے محض 34 فی صد کو ہی روزگار مل سکے گا کیوں کہ باقی لوگوں میں ایسا کوئی ہنر نہیں ہوگا جس کی کسی صنعت کو ضرورت ہوتی ہے۔ آجر ایسے لوگوں کی تلاش میں رہتے ہیں جن کے پاس مخصوص کام کے لئے مطلوب مخصوص ہنر ہو اور سافٹ اسکل ہوتی ہیں جس کا واضح طور پر یہ مطلب ہے کہ روزگار کے حصول کے لئے تربیت ایک اہم عنصر ہے۔ محض یونیورسٹی کی ڈگری کسی معروف ادارے میں روزگار کی ضامن نہیں ہوتی۔ روزگار کے لئے درخواست دینے والے بیشتر نوجوانوں میں مماثل سندیں اور ہنر ہوتے ہیں لیکن روزگاران میں سے چند ہی کو مل پاتا ہے۔ تکنیکی تعلیم یا ہنر سے امتحان یا انٹرویو میں بہتر کارکردگی کا مظاہرہ تو کیا جاسکتا ہے لیکن امیدوار میں ایسی صلاحیت جس کی آجر کو تلاش ہو' اس کو ملازمت کے حصول اور اس کو قائم رکھنے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم ایسے سماج میں گھرے ہیں جہاں تکنیکی معلومات کی اہمیت تو ہوتی ہے لیکن ایسی صلاحیت جس سے ظاہر ہو کہ امیدوار کس بہتر طریقے سے دوسروں کے ساتھ رابطہ قائم کرسکتا ہے' ٹیم کی سربراہی کرسکتا ہے اور کارپوریٹ ماحول میں اعتماد کے ساتھ کام کرسکتا ہے' زیادہ اہم ہے۔اس کے لئے ایسی تربیت کی ضرورت ہوتی ہے جس میں تکنیکی معلومات کے ساتھ افراد کے مابین روابط اور اقتصادی ہنر بھی شامل ہو جس سے طلبا کو خود کو کارپوریٹ کے ماحول کے مطابق ڈھالنے میں مدد ملے گی۔

علاوہ ازیں نیسکام (نیشنل ایسوسی ایشن آف سافٹ ویئر کمپنیز) کے مطابق ہر سال تیس لاکھ گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ افراد ہندستان کی افرادقوت میں شامل ہوجاتے ہیں لیکن ان میں سے محض 25 فی صد ہی تکنیکی تعلیم سے آراستہ ہوتے ہیں اور صرف 10 تا 15 فی صد دیگر گریجویٹ افراد ہی صنعتوں میں روزگار حاصل کرنے کو

ایسی تربیت فراہم نہیں کرکے جس سے ان کی روزگار حاصل کرنے کی صلاحیتوں میں اضافہ ہو اور ان کو روزگار مل سکے بلکہ ہندستان کا ایک بڑا محنت کش طبقہ کے پاس اگر ہنر ہے تو وہ فرسودہ ہے۔ متوقع اقتصادی ترقی کے ساتھ یہ چیلنج اور بھی بڑا ہوگا کیوں کہ روزگار کے نئے مواقع کا 75 فی صد حصہ ہنر پر منحصر ہوگا۔ اسی لئے حکومت اس بات پر زور دے رہی ہے کہ پیشہ ورانہ تعلیم اور تربیت کے ذریعہ افراد کی ہنرمندی کی صلاحیت کو فروغ دیا جائے۔

انسانی وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے آجروں کو اس بات کا احساس ہے کہ محض پیشہ ورانہ اور تکنیکی ہنر سے تنظیمی اہداف اور مقاصد نہیں کئے جاسکتے۔ ان کو ادارے کے اندر گاہکوں اور دیگر متعلقہ افراد سے روابط بھی قائم کرنے ہوں گے، بات چیت کرنی ہوگی' اس لئے ایسے شخص کو ہی ملازمت دی جائے جس کے پاس صلاحیت ہو۔ یہ بات مستقل زیر بحث رہی ہے کہ آیا کسی ایسے شخص کو جس نے اپنی تمام عمر ان ہی عادتوں میں گزاری ہو یا پھر سے تربیت دے کر روزگار کے قابل بنایا جاسکتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ کسی شخص کی بنیادی شخصیت اور اس کے عادات واطوار میں تبدیلی کرنا ایک مشکل کام ہے لیکن ہمیں یہ بات ذہن نشیں کر لینی چاہئے کہ باہری تربیت سے اس شخص کے اندر چھپی اس کی صلاحیتوں کو نکھارا جاسکتا ہے اور یہ باطنی صلاحیت ہر شخص میں ہوتی ہے۔

سافٹ اسکل اور روزگار حاصل کرنے کی صلاحیتوں کو تربیت کی اہمیت ہندستان جیسے ان ممالک میں زیادہ ہوجاتی ہے جہاں شخصیت کے نکھار پر زیادہ توجہ نہیں دی جاتی۔ کارپوریٹس کو ایسے افراد کی تلاش ہوتی ہے جو کھلے ذہن کے ہوں اور ان سے آئیڈیا اور تجاویز اور سفارشات حاصل ہوسکیں اور وہ ٹیم کے ساتھ ان خیالات اور تجربات کا تبادلہ کرسکیں۔ اس کے علاوہ کارپوریٹ ماحول میں گھل مل جانے کی طلبا کی صلاحیت' وہاں کے طریقوں کو سیکھنے سمجھنے' لوگوں کو سمجھنے اور مثبت ذہن سے کام کرنے کی عادت بھی اہم ہے۔

اداروں کو اہل امیدواروں میں جن صلاحیتوں کی تلاش ہوتی ہے' ان میں ان کی شخصی صلاحیت' بات چیت کرنے کی صلاحیت' ان کا رویہ' ترغیب' وقت کے احساس کے ساتھ کام کرنا' قائدانہ صلاحیت اور سماجی وقار شامل ہیں۔ روزگار کے حصول کے لئے طلبا کو عصری تعلیم کے ساتھ ایسی تربیت کی بھی ضرورت ہوتی ہے جن سے ان کو روزگار حاصل کرنے میں مدد ملے اور جب وہ تعلیم سے فارغ ہوں تو ایک پیشہ ورانہ کردار ادا کرنے کے لئے پوری طرح تیار ہوں۔

تربیت کی فراہمی سے اس خلیج کو کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے اور کارپوریٹ کی دنیا میں اداروں کو بڑھتی ہوئی ضرورتوں کے مطابق خود کو ڈھالنے میں مدد مل سکتی ہے۔ ایسی تربیت سے تربیت یافتہ لوگوں کو ان کی باطنی صلاحیتوں کو ابھار کر ان کو روزگار کے اہل بنانے میں مدد مل سکتی ہے۔

سافٹ اسکل تربیت کا سب سے اہم عنصر ہے کہ اس سے بہتر انسان بننے میں مدد مل سکتی ہے اور جس کا اظہار زندگی کے ہر مرحلے پر محیط ہوتا ہے' چاہے وہ پیشہ ورانہ ہو' شخصی یا سماجی۔ ان سے کیریئر کو ترقی اور کامیابی نصیب ہوتی ہے۔

پیشہ ورانہ تربیت اور ہنرمندی کا حصول تعلیم کے بغیر ادھورا ہے۔ حال ہی میں جاری اے ایس ای آر رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے دیہات میں سرکاری اسکولوں میں دی جارہی تعلیم کو بہتر بنانے میں ہمارا تعلیمی نظام کتنا ناکام ثابت ہوا ہے۔ ان اسکولوں میں پڑھنے والے بچے ہمارے ملک کا مستقبل ہیں اور اگر اتنی بڑی تعداد میں وہ پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں تو بحران پیدا ہوسکتا ہے۔ ہمیں ایسے تعلیمی نظام کی ضرورت ہے جس میں ہنر کی ترقی پر ہی دھیان دیا جائے تاکہ تعلیم سے فراغت پانے والے طلبا آسانی سے روزگار حاصل کرسکیں۔ اس کے ساتھ ہی تربیت دہندگان/ اساتذہ کی کوالٹی اور ان کے تناسب کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے تاکہ وہ اپنے طلبا میں دلچسپی اور معلومات دونوں پیدا کرسکیں۔

عالمگیریت اور ہندستان میں تجارت کی آزادی نے ملک کے محنت کش بازار میں تغیر کا ایک سلسلہ شروع کردیا ہے۔ اس کا سیدھا اثر تکنالوجی کی آمد ہے جس سے اقتصادی اصلاحات کو جلا ملتی ہے اور ہنرمند افرادی قوت میں اضافہ ہوتا ہے اور جس کی وجہ سے روزگار کے نئے مواقع فراہم ہوتے ہیں۔ بھلے ہی وہ غیررسمی شعبے کا چھوٹا کاروباری ادارہ ہو۔ ہنر انسانی سرمایہ کے فروغ کا ایک ذریعہ ہے جس سے کارکنان کو آمدنی حاصل ہوتی ہے' خصوصاً ہندستان جیسے ترقی پذیر ممالک میں جہاں کارکنان کم تعلیم یافتہ ہوتے ہیں اور اس وجہ سے افرادی قوت اس سے براہ راست یا بالواسطہ طور پر مستفید ہوتی ہے اور بازار کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔

'غیررسمی معیشت' سے مراد ایسی اقتصادی سرگرمیاں ہیں جو کارکنان یا اقتصادی اکائیاں انجام دیتی ہیں اور جو رسمی انتظامات کے دائرے میں نہیں آتیں یا کم آتی ہیں۔ ترقی پذیر ممالک میں غیر رسمی محنت کش افرادی قوت جو یا تو خود کے کاروبار میں لگے ہوتے ہیں یا گھر پر رہ کر یا پھیری لگا کر اشیاء بیچتے ہیں۔ ان کی تجارت یا کاروبار کا کوئی ایک طے شدہ مقام نہیں ہوتا۔ ماہرین کا خیال ہے کہ بیشتر ترقی پذیر ممالک میں غیر رسمی معیشت ایک اہم اقتصادی قوت ہے جس کی آنے والے وقتوں میں کافی اہمیت ہوگی۔

آج کی نسل تکنالوجی نے عہد کی پیداوار ہے اگر اس کو انٹرنیٹ یا دوسرے جدید طریقوں سے کوئی چیز سیکھنی پڑے تو یہ جلدی سمجھ لیں گی۔ یہ تکنالوجی ہر طرح کی دستیاب ہے چھوٹ' کم قیمت اور اس طرح سے اس کی رسائی عوام کے ایک بڑے طبقے تک جلد ہوسکتی ہے۔ اگر ذاتی فونوں پر موبائل ایپلی کیشن کے ذریعے کوئی چیز سکھاتی جائے تو یہ عالمی سطح پر نوجوانوں کو معلومات فراہم کرنے کا سب سے آسان اور سب سے سستا طریقہ ہوگا۔ حکومت کا ایک صلاح کار ادارے کے طور پر نیشنل کمیشن فار انٹرپرائزز ان ارگنائزڈ سیکٹر (این سی ای یو ایس) 2004 میں اس شعبے میں روزگار کے وسیع مواقع خصوصاً دیہی علاقوں فراہم کرکے پیداوار میں بہتری لانے کے لئے قائم کیا گیا تھا۔ فی الوقت ہندستان میں 5 کروڑ 70 لاکھ کاروباری ادارے ہیں جن سے بارہ کروڑ 90 لاکھ لوگوں کو روزگار فراہم ہوتا ہے۔ ان اداروں میں 2007 سے ایک کروڑ 70 لاکھ نئے کاروباری اداروں کا اضافہ ہوچکا ہے۔

افرادی قوت کے غیر رسمی حصے کو کئی مشترکہ خصوصیات سے ظاہر کیا جاسکتا ہے اور محدود پیشہ ورانہ ہنر'

کم آمدنی، کم پیداوار اور کم سرمایہ کاری۔ تعلیم اور تربیت کے ذریعے نئے اور بازار میں قابل قبول روزگار کے مواقع کو ترقی دینے سے پیداوار میں اضافے اور غیر رسمی معیشت میں روزگار کے مزید مواقع فراہم ہوں گے اور غریبی میں کمی واقع ہوگی۔ اس لحاظ سے اس گروپ کو تربیت فراہم کرنے سے پیداوار کو فروغ دیا جاسکتا ہے اور ملک کو خوش حال بنایا جاسکتا ہے۔

غیر رسمی معیشت میں پیداوار میں اضافہ کرنے کے لئے اس شعبے کے کارکنان کو تعلیم اور تربیت فراہم کرنے کے لئے ایک مربوط طریقہ کار کی ضرورت ہوگی۔

البتہ محض افرادی قوت کے پروگراموں میں سرمایہ کاری سے پیداوار میں اضافہ کی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔ ایسا نہیں ہے کہ موجودہ آبادی کو تعلیم یا تربیت فراہم نہیں کی جارہی ہیں۔ غلطی یہ ہے کہ ان کی توجہ صرف تکنیکی مہارت پر ہے جس میں سافٹ اسکل یا ناواقف مہارت شامل نہیں ہے۔ سب ہی صنعتوں میں موثر طور پر مواصلات، بہتر انتظامی صلاحیت اور غیر متوقع مسائل کو حل کرلینے کی قابلیت کو پسند کیا جاتا ہے۔ اور ایسے ہی قابل قدر کارکنان کو ملازمت رکھا جاتا ہے۔ آجر کو کارکنان میں یہ صلاحیت نظر نہیں آتی۔

متنوع افرادی قوت کو نئے ہنر سے آشنا کرانا بہت اہم ہے کیوں کہ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کس طرح پیداوار میں فروغ سے روزگار کے مواقع کو فروغ حاصل ہوتا ہے اور کس کو یہ روزگار فراہم کیا جاتا ہے۔ غیر رسمی معیشت میں انسانی سرمایہ میں ترقی کے لئے موثر اور بازار کے مطابق تعلیمی اور تربیتی پروگراموں کی ضرورت ہوتی ہے۔ آجروں کو اپنی مطلوب صلاحیت کو پیش کرنا چاہئے تاکہ مزدوروں کی مانگ نئے تربیت یافتہ افرادی قوت کی سپلائی کے مطابق کی جاسکے۔ رضاکارانہ تعلیم اور تربیت میں اسکولی تعلیم، برسرروزگار رہ کر علم حاصل کرنا اور غیر سرکاری اور نجی تربیتی ادارے شامل ہیں۔

غیر رسمی معیشت کے کارکنان کی ہنر کی صلاحیت میں ترقی سے اقتصادی نمو اور دولت پیدا کی جاسکتی ہے لیکن محض افرادی قوت کے تربیتی پروگراموں میں سرمایہ کاری سے پیداوار میں اضافہ کی ضمانت نہیں ملتی۔ غیر رسمی کارکنان میں ہنر کی ترقی کے اثرات کو اقتصادی ماحول میں آئے دیگر تغیرات سے الگ کرکے نہیں دیکھا جاسکتا۔

نیشنل اسکل ڈیولپمنٹ ایجنسی متعدد سطحوں کے اشتراک سے مختلف وزارتوں، ریاستی حکومتوں اور صنعتوں کے متعدد متفرق تربیتی پروگراموں کو مربوط کرنے کی کوشش کررہی ہے۔ ہنرمندی اور روزگار فراہم کرانے کے اہداف اوسطاً اور سیکٹر کی سطح پر متعین کرلئے گئے ہیں اور ایک فعال نیشنل ٹریکنگ نظام وضع کرلیا گیا ہے۔

اسکل انڈیا کا مقصد ہندستانیوں کی صلاحیتوں میں ترقی کے لئے مواقع، جگہ اور اسکوپ فراہم کرنے کے ساتھ ہنر کی ترقی کے لئے نئے شعبے تلاش کرنا ہے۔ 2020 تک 50 کروڑ نوجوانوں کو تربیت فراہم کرنا اور ان میں ہنر کی صلاحیت پیدا کرنا اس کے اہداف میں شامل ہے۔ ہمیں تربیتی پروگرام عالمی معیار کے وضع کرنے چاہئیں تاکہ ہمارے ملک کا نوجوان صرف ملک کی ضروریات کو ہی پورا نہ کرسکے بلکہ امریکہ، جاپان، چین، یوروپ اور مغربی ایشیا جیسے بیرونی ممالک کی ضروریات کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

ایسا نہیں ہے کہ ہمارے یہاں ہنر کی ترقی کے پروگرام بالکل نہیں ہیں۔ حکومت نے ہنر کی ترقی کو ہمیشہ قومی ترجیحات میں شمار کیا ہے لیکن پہلے توجہ صرف روایتی کاموں پر دی جاتی تھی جب کہ اسکل انڈیا پر نوعیت کے کاموں پر توجہ دیتی ہے۔ ڈھانچے کے اعتبار سے بھی حکومت نے تبدیلیاں کی ہیں مثلاً پہلے ذمہ داری مختلف وزارتوں میں بٹی تھی لیکن اب ان سب کو ایک جگہ مربوط کردیا گیا ہے تاکہ نظام کو زیادہ کارآمد اور شفاف بنایا جاسکے۔

☆☆☆

سست رفتار عالمی معیشت میں ہندستان کا روشن قام: صدر جمہوریہ

☆ صدر جمہوریہ جناب پرنب مکھرجی نے انجینئرنگ ایکسپورٹ پروموشن کاونسل آف انڈیا (ای ای پی سی انڈیا) کے قیام کے شاندار 60 سال مکمل ہونے پر اس کی ستائش کی ہے۔ ناب مکھرجی نے ای ای پی سی کی ترقی پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ 1955 میں محض 40 ارکان کے گروپ سے شروع ہوا تھا اور اب اس کے 13,000 سے زیادہ اراکین ہیں۔ 1955 میں اس کا کاروبار محض دس ملین امریکی ڈالر کی بقدر تھا جبکہ اس کا کاروبار بڑھ کر آج 70 بلین امریکی ڈالر تک پہنچ گیا ہے۔ صدر جمہوریہ نے کہا کہ جہاں دس برس میں یعنی 05-2004 سے 15-2014 کے دوران تمام اشیاء کی برآمدگی میں 2.71 گنا اضافہ ہوا ہے وہیں انجینئرنگ کی برآمدات میں قابل تحسین 3.65 گنا اضافہ ہوا ہے۔ صدر جمہوریہ پرنب مکھرجی نے سست رفتار عالمی معیشت کے پس منظر میں ہندستان کا مقام چند روشن مقامات میں سے ایک بتایا۔ انہوں نے کہا کہ افراط زر کی معتدل شرح، مستحکم، مضبوط کرنسی کے ذخیرے، کم موجودہ اور مالیاتی خسارے اور مستحکم ٹیکس پالیسی کے ساتھ ہندستانی معیشت کے امکانات روشن نظر آتے ہیں۔ انہوں نے اعلی شرح ترقی کو برقرار رکھنے کے لئے دارالحکومت میں بنیادی ڈھانچے اور وسیع سرمایہ کاری کی ضرورت پر زور دیا۔ آئندہ دس برسوں کے لئے اپنے نقطہ نظر کو پیش کرتے ہوئے صدر جمہوریہ نے اپنے اعتماد کا اظہار کیا کہ آئندہ دس برس کے دوران مینوفیکچرنگ شعبے میں 90 ملین روزگار کے امکانات ہیں۔ اس عرصے کے دوران، مینوفیکچرنگ شعبے میں بہتری آئے گی اور یہ جی ڈی پی کے موجودہ 18 فی صد سے بڑھ کر 25 فی صد ہوسکتی ہے۔ صدر جمہوریہ نے کہا کہ میک ان انڈیا مہم کا مقصد ہندستان کو ایک عالمی مینوفیکچرنگ مرکز میں تبدیل کرنا ہے۔ جس میں ملٹی نیشنل کمپنیاں ہندستان میں موجود وسیع ہنر اور کم قیمت پر دستیاب انسانی وسائل کا استعمال کرکے یہاں مینوفیکچرنگ بنیاد قائم کرسکیں۔ اس سے قبل صدر جمہوریہ نے ای ای پی سی کے سابق صدر نشینوں کو انجینئرنگ مصنوعات کی برآمدات میں ان کی خدمات کے لئے انہیں مومینٹو بھی پیش کئے۔

اس موقع پر کامرس اور صنعت کی وزیر محترمہ سیتارمن نے ای ای پی سی کے اہم رول اور خصوصی طور پر ایس ایم ای شعبے میں ان کی بہترین کارکردگی کے لئے جس کے سبب کے انجینئرنگ برآمدات میں ساٹھ فی صد کا تعاون حاصل ہوا، ستائش کی۔ مواصلات اور آئی ٹی کے وزیر جناب روی شنکر پرساد نے اس موقع پر کہا کہ دو لاکھ گرام پنچایتیں آپٹیکل فائبر نیٹ ورک کے ذریعہ جوڑی گئی ہیں۔ اس کے ذریعہ ای تعلیم، ای کامرس، اور ای صحت کے شعبوں میں تعاون حاصل ہو رہا ہے۔

دلیپ چینوئے

ہندستان میں

اسکل ڈیولپمنٹ کے منظرنامہ کی نئی تشریح

اگلا چیلنج تربیتی صلاحیت کی تیاری کا ھے تاکہ انڈسٹری کی بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا کیا جاسکے ، اس کے ساتھ ساتھ اسکلڈ ورک فورس اور تربیت یافتہ افرادکی موجودہ ملازمتوں کا بھرپور احترام کرتے ہوئے ان کے لئے خاطر خواہ نئی ملازمتوں کو بھی یقینی بنایا جائے ۔

ریزرو بینک آف انڈیا کی طرف سے 2014-15 کے لئے حال ہی میں جاری سالانہ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ہندستان کی ترقی کے مواقع دھیرے دھیرے بہتر ہورہے ہیں اور حقیقی سرگرمی کی علامتیں 7.6 فی صد جی ڈی پی کی اس کی پیش قیاسی کی تائید کررہی ہیں۔ یہ رپورٹ مزید بتاتی ہے کہ تجارتی اعتماد میں اضافہ ہورہا ہے اور عام بجٹ میں انفرااسٹرکچر میں سرمایہ کاری کے لئے جن اقدامات کا اعلان کیا گیا تھا، ان پر عمل درآمد شروع ہوچکا ہے، لہذا پرائیویٹ سرمایہ کاری میں اضافہ ہوگا اور صارفین کا اعتماد بحال ہوگا۔ یہ وہ چندایک اشارے دیئے ہیں، جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ دنیا بھر میں جاری سست رفتاری کے باوجود ہندستان کی تصویر روشن اور کافی بہتر ہے۔ تیز رفتار ترقی کرنے والی معیشتوں میں صرف ہندستان نے ہی جی ڈی پی میں بہتری کے اشارے دیئے ہیں۔

حکومت نے اپنا کام شروع کردیا ہے۔ اس نے ہندستان میں اشیاء کی تیاری اور بیرونی ملکوں میں فروخت کرنے کے لئے گھریلو اور بیرونی دونوں طرح کی کمپنیوں کے لئے ایف ڈی آئی کے ضابطوں کو نرم بنادیا ہے۔ میک ان انڈیا سے مختلف شعبوں میں مینوفیکچرنگ کی سرگرمیوں میں اضافہ ہونے کی توقع ہے اور اس سے جی ڈی پی میں اس کے تعاون میں بھی اضافہ ہوگا۔ یہ بھی توقع کی جارہی ہے کہ مینوفیکچرنگ سرگرمیوں میں اضافہ ہونے سے ہنرمند افرادی قوت کے لئے ملازمت کے مواقع میں بھی اضافہ ہوگا۔ اسی ضمن میں حکومت ہند نے اسکل انڈیا مشن کا آغاز کیا ہے جو ہماری دیگر قومی مشنوں مثلاً میک ان انڈیا، ڈیجیٹل انڈیا، اسمارٹ سٹی اور دیگر کے لئے بنیاد کے طور پر کام کرے گا۔ ان تمام مشنوں کی کامیابی اسی صورت میں ممکن ہے جب ملازمتیں دستیاب ہوں اور ہنرمند افرادی قوت موجود ہو۔ اس کامیابی سے ہی ہندستان کی اقتصادی ترقی، جی ڈی پی کی شرح میں بہتری اور فی کس آمدنی میں اضافہ جڑے ہوئے ہیں۔ یہ امر ضروری ہے کہ ملک کے نوجوانوں کو صحیح سمت میں رہنمائی کی جائے تاکہ نہ صرف ہندستان کو اتنی بڑی نوجوان آبادی کا فائدہ ملے بلکہ نوجوانوں کی بھی ذاتی اور پیشہ ورانہ ترقی ہوسکے۔

اس وقت جب کہ ترقی یافتہ ممالک زیادہ ایڈوانس اور تعلیم کی ترسیل کے تکنیکی عمل سے پیدا شدہ طوفان کا سامنا کرنے کے لئے خود کو تیار کررہے ہیں، ہندستان کا نظام تعلیم اب بھی مواد کے اصلاحات کے مرحلے سے ہی گذر رہا ہے۔ موجودہ نئی حکومت کے بعض اقدامات سے ملک کے نوجوانوں کی حقیقی ضرورتوں کو پورا کرنے کی طرف ہماری توجہ مبذول ہوسکتی ہے۔ گوکہ ہماری توجہ ہمیشہ سے تعلیم کی طرف رہی ہے لیکن بدقسمتی سے یہ ہمہ جہت اسکل ڈیولپمنٹ کی طرف نہیں رہی ہے۔ ایک عظیم طاقت بننے اور ہماری سب سے بڑی قوت یعنی نوجوانوں کی اتنی بڑی آبادی سے فائدہ اٹھانے کے لئے ، یہ آج وقت کی ضرورت ہے۔ آنے والے برسوں میں ہندستان کو دنیا کا انسانی وسائل کا دارالحکومت بنانے میں ہمیں جن چیلنجز کا سامنا کرنا پڑے گا ان کے لحاظ سے اگلے پانچ تا دس سال انتہائی اہم ہیں۔

اگر اتنی بڑی آبادی سے فائدہ اٹھانے کے لئے ہمارے لئے کوئی سب سے مناسب وقت ہوسکتا تھا تو وہ آج ہے۔ ستمبر 2013 میں جاری کردہ مردم شماری کے اعداد و شمار کے مطابق ملک کی آبادی کا سب سے بڑا حصہ

مصنف نیشنل اسکل ڈیولپمنٹ کارپوریشن میں مینجنگ ڈائریکٹر ہیں۔

dilip.chenoy@nsdcindia.org

15-24 برس کے عمر کے نوجوانوں پر مشتمل ہے۔ چونکہ نوجوانوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے اس لئے پائیدار ملازمت کا مسئلہ سب سے اہم بن جاتا ہے۔ اسی کے ساتھ ملک میں غیر مستحکم اقتصادی ترقی کی موجودہ صورت حال کو بھی مدنظر رکھنا ہوگا، جس نے انڈسٹری کے لئے کئی چیلنجز پیدا کردئے ہیں۔

ہندستان کے لئے ایک اہم موقع یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پندرہ سے ساٹھ برس کی عمر کی آبادی والے گروپ، جسے پیداواری گروپ بھی کہا جاتا ہے، میں مسلسل اضافہ ہوگا جب کہ بیشتر ترقی یافتہ ممالک اور بعض ترقی پذیر ملکوں میں اس میں گراوٹ آئے گی۔ اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم ہندستانی معیشت کو ترقی کے ایک مسلسل آگے بڑھنے والے راستے پر لاسکتے ہیں اور مناسب ملازمت کے مواقع پیدا کرسکتے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق 2022 میں دنیا میں کام کرنے والی عالمی آبادی کا 15 تا 17 فیصد ہندستانیوں پر مشتمل ہوگا۔

یہ اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ 2040 تک ہندستان کی کام کرنے والے لوگوں کی آبادی چین کی کام کرنے والے لوگوں کی آبادی کو پیچھے چھوڑ دے گی۔ صاف ہے کہ ہمارے ملک کو مجموعی کام کرنے والی آبادی کے معاملے میں برتری حاصل ہے۔ لیکن ایک روشن مستقبل کے لئے ہم صرف کام کرنے والی آبادی کی تعداد پر ہی آنکھیں موند کر بیٹھے نہیں رہ سکتے۔ اس وقت ملک کی تقریباً 500 ملین ورک فورس کا 14 فی صد ہی رسمی معیشت میں ملازمت کررہا ہے جب کہ 86 فی صد غیر منظّم سیکٹر میں کام کرتا ہے۔ سب سے بڑا چیلنج یہی ہے کہ یہ 86 فی صد جاب مارکیٹ کے لحاظ سے مناسب تربیت یافتہ یا تسلیم شدہ نہیں ہے۔

آج تعلیم، اسکل ٹریننگ اور روزگار کے مابین زبردست تفاوت ہے۔ میک کنسی کی ایک رپورٹ کے مطابق صرف 54 فی صد نوجوانوں کا خیال ہے کہ پوسٹ سیکنڈری ایجوکیشن سے ان کے روزگار کے مواقع بہتر ہوتے ہیں۔ 56 فی صد طلبہ ہائی اسکول اور ہائر ایجوکیشن کے درمیان تعلیم چھوڑ دیتے ہیں۔ ان تمام حقائق کے درمیان سچائی یہ ہے کہ لوگوں کی صرف ایک معمولی فی صد باروزگار اور تربیت یافتہ ہے۔ رپورٹ یہ بھی بتاتی ہے کہ 53 فی صد ہندستانی آجرین کو انٹری لیول پر اسکلڈ افراد کی قلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے ہم واضح طور پر کہہ سکتے ہیں کہ ہندستانی نوجوانوں کی امنگوں اور آجرین کے توقعات کے درمیان ایک زبردست تفاوت ہے اور یہی وجہ ہے کہ روزگار اور روزگار کے لائق افراد کے درمیان زبردست خلا ہے۔ اور 25 برس سے کم عمر کے لاکھوں نوجوانوں کے لئے ، جو مجموعی آبادی کا 50 فی صد ہیں، روزگار تلاش کرنا ملک کے لئے سب سے اہم چیلنج ہے۔

یہ اب ناگزیر ہے کیوں کہ ملک کو اب ہنر کی ضرورت اور اہمیت کا ادراک ہوگیا ہے، اور تمام وزارتوں، صنعتوں، ریاستوں، کارپوریٹ اداروں اور افراد کو ہندستان کو دنیا کا اسکل دارالحکومت بنانے کے مشترکہ مقصد کو حاصل کرنے کے لئے مل کر کام کرنا ہوگا۔

اس وقت اسکل ڈیولپمنٹ کے سلسلے میں مجموعی لہر کافی مثبت دکھائی دے رہی ہے، اس سے دنیا میں ابھرتی ہوئی اہم منڈی معیشت کے طور پر ہندوستان کی طاقت کو مزید مستحکم کرنے میں مدد ملے گی، اس کے ساتھ ہی سرمایہ کاری کی اپیل کے بھی بہتر نتائج سامنے آئیں گے۔

ہنرمندی کے منظرنامے کی صورت گری کے لئے حکومت نے جو سب سے پہلے اور اہم کام کیا، وہ تھا اسکل ڈیولپمنٹ اینڈ انٹرپرینیورشپ کے نام سے ایک علیحدہ وزارت کا قیام۔ ملک میں این ایس ڈی سی کے ذریعہ قائم کردہ ہنرسازی کا ماحول پہلے سے ہی موجود تھا جس میں ملک بھر میں 450 سے زائد اضلاع میں 37 سیکٹر اسکل کاونسل، 235 ٹریننگ پارٹنر اور 3611 ٹریننگ مراکز قائم ہیں۔ اگلا بڑا قدم سرکاری امداد اور رہنمائی کے ذریعہ موجودہ سسٹم کو زیادہ بااختیار بنانے کا تھا۔ این ایس ڈی سی نے ایم ایس ڈی ای کے ساتھ مل کر مختلف سیکٹروں کے لئے اسکل کے عمل کو بہتر بنایا اور مختلف ملازمتوں کے لئے نیشنل آکیوپیشن اسٹینڈرڈ قائم کیا۔ جس میں متعلقہ سیکٹروں میں ووکیشنل ٹریننگ کے لئے معیار اور نصاب طے کئے گئے۔ آج کی تاریخ تک این ایس ڈی سی 5.5 ملین افراد کو تربیت دے چکی ہے جن میں سے 61 فیصد کو ملازمت بھی مل چکی ہے۔ اسے مزید تیز کرنے کی ضرورت ہے تاکہ تمام صنعتوں میں پائی جانے والی خلیج کو جلد از جلد دور کیا جاسکے۔

دوسری طرف اسکل انڈیا مشن اور اسکل پالیسی 2015 کا مقصد 2022 تک ملک کے 40 کروڑ نوجوانوں کو ہنرمند بنانا ہے۔ اس پالیسی کا مقصد ایک ایسا سسٹم تیار کرنا ہے جو بااختیار معیشت کے لئے سازگار ہو اور اسے ملازمت کے لئے تیار افرادی قوت مل سکے۔ اس کے لئے انڈسٹری کے تسلیم شدہ معیارات کے مطابق ہنرمند افراد تیار کئے جائیں، تاکہ ملک میں دولت اور روزگار کے مواقع پیدا ہوسکیں اور تمام شہریوں کے لئے پائیدار ذریعہ معاش کو یقینی بنایا جاسکے۔

اس وقت 70 سے زائد اسکل ڈیولپمنٹ کے پروگرام (ایس ڈی پی) چل رہے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے لئے الگ الگ اہلیتی شرائط، تربیت کی مدت، تربیت کی لاگت،، نتائج، مانیٹرنگ اور ٹریکنگ میکانزم وغیرہ مقرر ہیں۔ پالیسی پر نظرثانی حکومت ہند کا ایک بڑا اقدام ہے، جس سے اسکل ڈیولپمنٹ پروسیس کے پورے منظرنامے کو وقت کی ضرورت کے مطابق بنانے میں مدد ملے گی اور ان پٹ، آوٹ پٹ، فنڈنگ، لاگت کے ضابطے، تھرڈ پارٹی سرٹیفکیشن اور تجزیہ، مانیٹرنگ، ٹریکنگ میکانزم اور تربیت دینے والوں کا اندراج کرنے میں مدد ملے گی اور بالآخر مشترکہ ہدف حاصل ہوسکے گا۔

انڈسٹری کی طرف سے بھی تعاون میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے۔ کارپوریٹ گھرانوں سے لے کر پی ایس یو تک اب سب ملک کے نوجوانوں کے اسکل ڈیولپمنٹ کی کوششوں میں مدد کے لئے آگے آرہے ہیں۔ اپنے سی ایس آر پہل کے تحت انہوں نے مالی امداد کی فراہمی، انفرااسٹرکچر کی فراہمی، نیشنل کوالیفیکیشن فریم ورک اور آکیوپیشنل اسٹینڈرڈ وغیرہ کو اپنانے جیسے اقدامات کئے ہیں۔ پاور گرڈ، این ٹی پی سی، کول انڈیا، امبوجہ سیمنٹ، سی آئی ایف سی ایل، ایسار اور کوکا کولا جیسی تنظیمیں اس کی چند ایک مثالیں ہیں۔ پی ایس یو بھی اسکل ڈیولپمنٹ کے اپنے ایجنڈا کی تکمیل کے لئے تیزی سے آگے بڑھ رہی ہیں۔ تین پی ایس یو --- پاور گرڈ، کول

انڈیا لمیٹیڈ اور این ٹی پی سی نے اس مقصد کے لئے 200 کروڑ روپے سے زائد کا تعاون دیا ہے۔

دوسری طرف حکومت کے فلیگ شپ پروگرام پردھان منتری کوشل وکاس یوجنا (پی ایم کے وی وائی، اسکل لون اسکیم، دین دیال اپادھیائے گرامین کوشلیہ یوجنا (ڈی ڈی یو۔ جی کے وائی)، نئی منزل اور کریڈٹ گارنٹی فنڈ سے بلاشبہ اسکل ڈیولپمنٹ کے شعبے میں رسائی، مساوات، میعار، اختراعات اور ادارہ جاتی قرض میں اضافہ کرنے میں مدد ملے گی۔

پی ایم کے وی وائی جیسی اسکیموں سے نوجوانوں کو مالی انعام دے کر اسکل سرٹیفکیشن کے لئے آگے بڑھانے میں مدد ملے گی، اس کے نتیجے میں انہیں اپنی روزگار کی اہلیت اور پیداواریت کو تقویت دینے میں مدد ملے گی۔ اس اسکیم کا مقصد افراد کے اندر موجودہ ہنر کو تسلیم کرنا بھی ہے۔ اس سے اگلے ایک سال کے اندر ملک بھر میں تقریباً 24 لاکھ نوجوانوں کو فائدہ پہنچے گا۔

مجموعی طور پر ایک بہتری کا ماحول ہے۔ اسکل ایکو سسٹم اس وقت واضح طور پر ایک ترقی پسند ہندستان کو آگے بڑھانے کے لئے صحیح سمت کی طرف جا رہا ہے اور یہ سب سے بہتر وقت ہے کہ ہم ''کوشل بھارت، کشل بھارت'' کے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے خود کو وقف کریں۔ معیشت کے کئی شعبوں میں ترقی ہو رہی ہے لیکن اب اسکل انڈیا مہم کے شروع ہو جانے سے یہ اپروچ مزید وسیع ہو جائے گی اور یہ زیادہ بااثر بن جائے گا۔ اگلا چیلنج تربیتی صلاحیت کی تیاری کا ہے تا کہ انڈسٹری کی بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا کیا جا سکے، اس کے ساتھ ساتھ اسکلڈ ورک فورس اور تربیت یافتہ افراد کی موجودہ ملازمتوں کا بھر پور احترام کرتے ہوئے ان کے لئے خاطر خواہ نئی ملازمتوں کو بھی یقینی بنایا جائے۔

☆☆☆

ہندستان خلائی شعبے میں قابل رشک جگہ بنانے میں کامیاب

☆وزیر اعظم مسٹر نریندر مودی نے کہا ہے کہ ہندستان میں خلائی شعبے میں اپنی قابل رشک جگہ بنانے میں کامیابی حاصل کی ہے۔ ہمارے سائنسدانوں نے ایسی کامیابیاں حاصل کی ہیں جن سے ہر ہندستانی کا سر فخر سے اونچا ہو جاتا ہے۔ وزیر اعظم خلائی ٹکنالوجی پر مبنی اوزاروں اور مشینوں کی ترقی پر منعقد قومی اجلاس سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہندستان نے جب سے خلائی علوم کے شعبے میں قدم رکھا ہے تب سے یہ سوال کیا جاتا رہا ہے کہ کیا ہندستان جیسے غریب ملک کو ایسے شعبوں میں قدم رکھنا چاہئے۔ ہم خلاء میں نہیں جائیں گے تو کیا فرق پڑ جائے گا۔ ہم سیٹلائٹس پر اگر پیسے خرچ نہیں کریں گے تو کیا فرق پڑ جائے گا؟ یہ سوال آج بھی اٹھائے جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر وکرم سارا بھائی کا موقف زیادہ معقول اور واضح نظر آتا ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ یہ سوال یقیناً فطری سا ہے کہ ہندستان جیسے غریب ملک کو خلائی شعبے کے مقابلے میں کیوں شامل ہونا چاہئے لیکن ہم خلائی میدان میں تحقیق و ترقی کے شعبے میں ہندوستان کی انسانی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے قدم رکھ رہے ہیں۔ ہمارا مقصد مقابلہ کرنا قطعی نہیں ہے۔

انہوں نے کہا کہ ہمارے لئے سب سے بڑا چیلنج یہ ہے کہ ملک کے غریب سے غریب شہری کو کم سے کم خرچ میں ٹکنالوجی کا زیادہ سے زیادہ فائدہ کیسے پہنچایا جائے؟ ہمارے ملک کا غریب سے غریب شخص بھی اپنا کچھ نہ کچھ دماغ استعمال کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اگر جدت طراز بھارت اس موضوع پر کام کرے تو مجھے یقین ہے کہ ہم کہیں پیچھے نہیں رہ جائیں گے۔ اخبارات میں اکثر ایسے خبریں چھپتی رہتی ہیں کہ کسی کسان نے اپنے کھیت کی سینچائی کا پمپ گھر سے ہی چالو کر دیا۔ اس نے ایسا کس طرح کیا؟ اس نے اسے موبائل فون سے آپریٹ کیا۔ اس نے اپنی ٹکنالوجی تیار کی اور موبائل ٹکنالوجی کا استعمال کر کے اپنے گھر سے ہی یہ پتہ لگا لیا کہ بجلی آئی ہے اور پمپ چالو کر دیا۔ ہمیں آج اپنی تعلیم کا معیار درست کرنا ہے۔ کسی طرف سے یہ بات آئے گی کہ ملک کے اتنے مواضعات میں بجلی نہیں ہے، اتنے گاؤوں میں براڈ بینڈ کنکٹویٹی نہیں ہے تو کام کیسے ہوگا، اتنے گاؤوں میں آپٹیکل فائبر نیٹ ورک نہیں ہے تو کام کیسے ہوگا۔ جسے یہ سوچنا ہے وہ سوچتا رہے کہ ملک کے جتنے گاؤں اور شہروں میں یہ سہولیات دستیاب ہیں، وہاں لانگ ڈسٹینس ایجوکیشن سسٹم کے ذریعہ بڑے شہروں کے اسٹوڈیو میں بیٹھے بہترین ٹیچر بچوں کو تعلیم تو دے رہے ہیں۔ وزیر اعظم نے کہا کہ آج ہر محکمے کو، ہر شعبے کو اہلیت سازی کی فکر ستا رہی ہے۔ درست کہ ہم فطری طور پر ان چیزوں کو قبول کرنے کے عادی نہیں ہیں۔ لیکن جب ہم بھرتی کریں تو کم از کم ایسے نئے لوگ تو بھرتی کئے جانے چاہئیں جو سائنس سے وابستہ ہوں تا کہ ہمیں اہلیت سازی کی سہولت حاصل رہے۔ جن لوگوں کو یہ دلچسپی ہو، انہیں اس سلسلے کا سات یا دس دن کا خصوصی کورس بھی کرایا جا سکتا ہے۔ اگر ہیومن ریسورس ڈیولپمنٹ کا نظام اس طرح کا ہو تو ادارہ جاتی اہلیت سازی خود بہ خود شروع ہو جائے گی۔ اہلیت سازی صرف مالیاتی وسائل سے ہی نہیں آتی۔ ادارہ جاتی اہلیت کی بنیادی ڈھانچہ نہیں ہوتا، عمارت کیسی ہو؟ مشینیں کیسی ہوں؟ مالی نظام کیسا ہو؟ یہ سب کچھ نہیں ہوتا اس کی حقیقی بنیاد انسانی وسائل ہوتے ہیں۔ اگر آپ کے پاس بہترین انسانی وسائل موجود ہیں تو آپ کی کامیابی میں کوئی شبہ نہیں ہوگا۔ ہمیں اچھی منصوبہ بندی اور مدت مقررہ میں اس کی عمل آوری کے لئے ان مسائل کا بھر پور استعمال کرنا ہوگا۔ مجھے یقین ہے کہ یہاں آج دن بھی ہونے والے مذاکرات اور تبادلہ خیال میں اس بات کو پیش نظر رکھا جائے گا کہ عام آدمی اور خلائی ٹکنالوجی کے درمیان کوئی خلاء نہ رہ جائے۔ ہمارا اہم ترین کام ہوگا کہ اس خلاء کو بہر حال بھرا جائے۔ ہمیں اپنے اس خواب کو بہر حال پورا کرنا ہوگا۔ ان ہی نیک خواہشات کے ساتھ شکریہ!

☆☆☆

کمار پرشانت

اسکل ڈیولپمنٹ

گاندھی جی کے اقوال کی روشنی میں

22 اگست 1906

بیرسٹر گاندھی حیران و پریشان ٹرانسوال حکومت کا وہ خاص گزٹ پڑھ رہے تھے جو ابھی ابھی شائع ہوا تھا۔ یہ گزٹ کہہ رہا تھا کہ ان تمام ہندستانی قلیوں، عربوں اور ترکوں کو جو 8 سال یا اس سے زیادہ عرصہ سے یہاں رہنے کی وجہ سے ٹرانسوال میں رہنے کے اہل بن گئے ہیں، اپنا رجسٹریشن کروا کر، اس کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنا ہوگا۔ گزٹ میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ رجسٹریشن کے لئے ضروری ہوگا کہ ایشیائی نژاد تمام لوگ اپنے جسم کی کوئی نشانی بتائیں اور اپنی انگلیوں اور انگوٹھے کا نشان دیں۔ ایک مخصوص میعاد کے اندر اس ہدایت پر عمل نہ کرنے والا ہر ہندستانی ٹرانسوال میں رہنے کا حق کھودے گا اور اسے 100 پونڈ یا تین ماہ کی قید یا ملک بدر کی سزا ہوگی۔ جو ہندستانی اپنا رجسٹریشن کرالیں گے، ان کے لئے یہ لازمی ہوگا کہ وہ اپنا سرٹیفکیٹ ہمہ وقت- ہمیشہ اپنے ساتھ رکھیں اور جب جہاں کوئی پولیس افسر اسے دکھانے کا مطالبہ کرے تو اسے دکھائیں۔ پولیس کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ وہ جب، جہاں، جس گھر میں چاہے گھسے اور اس کی جانچ کرے کہ گھر والوں نے اپنا رجسٹریشن کرایا ہے یا نہیں۔ گزٹ کے مطابق ایسا نہ کرنے والے، مانگنے پر سرٹیفکیٹ نہ دینے والے اور اپنی شناخت نہ دینے والے موقع پر ہی اقتصادی سزا یا جیل جانے کے مجرم مانے جائیں گے۔

جس خطرے سے آسمان تھرا رہا تھا، وہ اب بالکل سامنے تھا! بیرسٹر گاندھی کبھی بے اعتمادی سے تو کبھی شک سے اسے بار بار پڑھ رہے تھے اور یہ سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ کوئی انصاف پسند، ذمہ دار حکومت کس طرح ایسا فیصلہ کرسکتی ہے!...

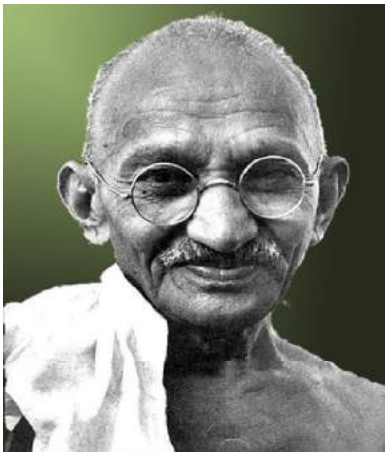

اس گزٹ کے دو رد عمل ہوئے- ایک طرف زیادہ تر ہندستانی' عرب اور ترک خوف سے سمٹ گئے۔ دوسری جانب بیرسٹر گاندھی مشتعل ہوگئے - یہ آرڈیننس ہماری جڑیں کھود دے گا!

لیکن سوال یہ تھا کہ یہ آرڈیننس جن کی جڑیں کھودنے والا تھا، وہ اسے نہ تو پڑھ سکتے تھے، نہ سمجھ سکتے تھے۔ گزٹ انگریزی میں تھا۔ بیرسٹر گاندھی نے چاہا کہ کون ہے جو فوری طور پر اس کا گجراتی ترجمہ کرکے انہیں دے؟ لیکن اس کام میں ماہر کوئی بھی آدمی ان کے پاس نہیں تھا۔ تو گزٹ لے کر وہ خود ہی بیٹھے اور انہوں نے فوری طور پر اس آرڈیننس کا گجراتی زبان میں ترجمہ کیا اور اپنے اخبار انڈین اوپینئن میں شائع کر دیا تاکہ تمام لوگ اسے پڑھ سمجھ سکیں لیکن پھر سوال پیدا ہوا کہ جو اخبار نہیں پڑھ سکتے، ناخواندہ ہیں سینکڑوں ہزاروں لوگ، ان کا کیا ہوگا؟ بیرسٹر گاندھی نے دوسرا راستہ نکالا۔ انہوں نے ہندستانیوں کا ایک اجتماع بلایا اور اس آرڈیننس کا لفظ لفظ پڑھا اور اس کا پورا اور صحیح مطلب سمجھایا۔ انہوں نے کہا: یہ بالآخر ہمیں یہاں سے نکال باہر کرنے کا منصوبہ ہے تو ہمیں اس کی زبردست مخالفت کریں گے۔ اس کے خلاف جیل جانے کی تیاری بھی رکھنی ہوگی۔ ہم صرف دھمکی نہیں دیں گے، یہ ہمارا فیصلہ ہونا چاہئے۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہماری ہزار تقریروں اور تحریروں سے کہیں زیادہ مؤثر ہوگا ہمارا اٹھایا گیا ایک راست قدم!

وہ یہیں نہیں رکے: یہ موقع ہماری قربانی کا ہے اور میں آپ سے کہہ دینا چاہتا ہوں کہ میں اکیلا بھی رہ جاؤں گا پھر بھی اس آرڈیننس کے سامنے سر نہیں جھکاؤں گا!...

میٹنگ پوری ہوگئی اور ایک برق سی دوڑنے لگی!... لیکن بیرسٹر گاندھی کے سامنے فوراً ہی ایک نیا سوال آیا۔ کوئی ایک ایسی زبان نہیں تھی کہ جسے سارے لوگ سمجھتے تھے! نہ تو روایتی طور پر اور نہ ہی تعلیم کے ذریعہ ایسی کوئی مساوی زبان بن سکی تھی۔ بیرسٹر گاندھی نے پھر راستہ نکالا- ہماری میٹنگ کا سارا کام کاج گجراتی، ہندی، تامل اور تیلگو ان چار زبانوں میں ہوگا! رابطہ سازی میں زبان کا ایسا استعمال کسی نے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ یہ گاندھی کا سماجی اسکل تھا جس کے نتیجے میں سبھی لوگوں نے محسوس کیا کہ گاندھی کی اس منصوبہ بندی میں سب کے لئے جگہ ہے۔

یہ وہ دور تھا جب بیرسٹر گاندھی اپنا چولا اتارنے اور مہاتما گاندھی کا نیا چولا پہننے کی تیاری میں تھے۔ عدم تشدد کا ہتھیار بن رہا تھا تو لڑائی سے پہلے مخالف کو بتانا ضروری

مصنف گاندھی پیس فاؤنڈیشن' نئی دھلی میں سکریٹری ھیں.

سمجھا۔ وہ تو حکومت کو خط لکھنے بیٹھ گئے۔ اپنا موقف، اپنی مانگ اور اپنا اگلا قدم حکومت کو بتانا انہیں ضروری محسوس ہوا۔ مخالف کے ساتھ رویے کی یہ نئی ہی ریت تھی۔ لیکن حکومت نے گاندھی کو ان کے ہتھیار سے مارنے کی کوشش کی۔ اس نے گاندھی کی آئندہ منصوبہ بندی بھانپ لی تو ایک چال چلی تاکہ گاندھی کے مستقبل کے آندولن کی ہوا نکل جائے۔ اس نے اپنے آرڈیننس میں ایک چھوٹی سی تبدیلی کی- عورتوں کو رجسٹریشن نہ کروانے کی چھوٹ دے دی! باقی ساری باتیں جوں کی توں رہیں لیکن عورتوں کو آندولن سے الگ لے جانے کی چال چلی گئی۔ انہیں لگا تھا کہ گاندھی اس سے بوکھلا جائیں گے لیکن گاندھی نے اسے دوسری شکل میں لیا۔ انہوں نے کہا: اس سے پتہ چلتا ہے کہ حکومت ہماری بات سن رہی ہے! تو پھر ہمیں حکام تک اپنی بات پہنچانے کا کوئی بھی موقع چھوڑنا نہیں چاہئے -'' مجھے ایسا بھی لگتا ہے کہ جنوبی افریقہ کا حصہ ہوتے ہوئے بھی چوں کہ ٹرانسوال ایک ایسی کالونی ہے کہ جسے براہ راست انگلینڈ سے ہدایت ملتی ہے تو ضرورت کے مطابق ہمیں انگلینڈ جا کر بھی اپنی بات کہنے کی تیاری رکھنی چاہئے۔

ایسی صورت جلد ہی آ گئی کہ انگلینڈ جا کر اپنی بات سنانا ضروری ہو گیا۔ فیصلہ کیا گیا کہ ہندستانیوں کا ایک وفد انگلینڈ جائے اور اپنی مسائل برطانوی حکومت اور معاشرے کو بتائے اور سب نے یہ بھی مانا کہ یہ کام گاندھی سے بہتر کوئی نہیں کر سکتا ہے۔ ٹکٹ وغیرہ کا انتظام کیا گیا اور 3 اکتوبر 1906 کو بیرسٹر گاندھی اور ایچ او علی انگلینڈ کے لئے روانہ ہو گئے۔

انگلینڈ میں گاندھی جہاں بھی جس ملے، سب کو ایک ہی بات کہتے پوچھتے- سمجھاتے رہے کہ اگر برطانوی سامراجیہ کی سرپرستی میں رہنے والا ہر شہری برابر ہے، اس کے حقوق یکساں ہیں تو پھر آپ جنوبی افریقہ میں ایسی تفریق اور اتنے ذلت آمیز حالات کس طرح چلنے دے سکتے ہیں؟ انگریزوں کے لئے براہ راست یہ سوال بڑی مصیبت کا باعث بن گیا تھا کیوں کہ ایسا سوال، اس طرح آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کبھی کسی نے پوچھا نہیں تھا۔ اور اپنے قول و عمل کے درمیان اس بے ایمانی کے الفاظ سے کس طرح ڈھکا جائے، وہ سمجھ نہیں پا رہے تھے۔ ہندستانی امور کے سکریٹری مسٹر مورلے نے گاندھی کو بتایا کہ وہ ان کی ہر بات سے اتفاق کرتے ہیں اور جنوبی افریقہ میں رہنے والے ہندستانیوں سے ان کی پوری ہمدردی ہے۔ تو پھر آپ کچھ کرتے کیوں نہیں- گاندھی کا سیدھا سوال تھا... لیکن مشکل سوالوں کے جواب اتنے سیدھے کہاں ہوتے ہیں۔

ایسا ہی ہر بار ہوا۔ تب بھی ہوا جب گاندھی ہندستانیوں کا وفد لے کر وزیر اعظم سر ہنری کیمپبل سے ملے۔ تب بھی ہوا جب سر ولیم ویڈر برن کی کوششوں سے، ہاؤس آف کامنس کے ہال میں وہ 100 اراکین گاندھی کو سننے کے لئے جمع ہوئے جو ہندستانی معاملات کی سب سے اہم کمیٹی کے رکن ہوا کرتے تھے۔ سنا تو سب نے لیکن جواب کسی کے پاس نہیں تھا۔

گاندھی تب انگلینڈ میں چھ ہفتے مقیم رہے اور ان چھ ہفتوں میں ہر لمحہ وہ ایک جنگ لڑتے رہے- صرف انگریزوں سے ہی نہیں، خود سے بھی کیوں کہ سامراجیہ سے ان کا دل گہرائی سے جڑا ہوا تھا اور انگریزوں نے، انگریزی قانون کی کتابوں میں جن جمہوری حقوق اور قانون کی نظر میں سب کے مساوات کی بات لکھی تھی، گاندھی اسے صرف لفاظی مانتے تھے اور جینے کی کوشش میں مصروف تھے... اور ان کے لئے یہ قبول کر پانا مشکل ہو رہا تھا کہ انگریز اپنی وضع کردہ اقدار کے بارے میں غافل ہی نہیں بلکہ ایماندار بھی نہیں ہیں۔

لیکن ان چھ ہفتوں میں ایک دوسری بات بھی ہوئی- ہنر کا فروغ کہئے یا اسکل ڈیولپمنٹ! پورے دن برطانوی سماج سے بات چیت کرنے میں مصروف گاندھی کی پہلی ضرورت تھی کہ وہ اپنی ٹیم بنائیں جو ان کی ضرورت کا سارا مسالہ تیار رکھے۔ ہم آج جسے بیک آفس کہتے ہیں، ویسی کوئی ساخت گاندھی کو مطلوب تھی۔ انہوں نے کئی طرح کے نوجوانوں کو اپنے آس پاس جمع تو کر لیا تھا لیکن ان کے پاس مہارت ضرورت سے بہت کم تھی' یا تھی ہی نہیں! ٹائپنگ جاننے والا، دستاویزات کی نقل اتارنے والا، خطوط کی شکل تیار کرنے والا، ہندی سے انگریزی ترجمہ کرنے والا، لفافے بنانے والا، ان پر خوبصورت طریقے سے پتہ لکھنے والا، گاندھی کے پیغام سمجھ کر، اس کی صحیح لوگوں تک صحیح طریقے سے پہنچانے والا - گاندھی کے پاس مہارت کی فہرست بہت طویل تھی، ان کے پاس نئے لڑکے بھی تھے لیکن ان کی مہارت کی ڈور بہت چھوٹی تھی لیکن گاندھی کہاں رکنے والے تھے! انہوں نے اپنے ہر کام کے لئے نوجوانوں کو چنا اور انہیں اپنے کام کے لئے تیار کرنا شروع کیا۔ انگریز نوجوان سائمنڈ جب ساتھ آیا تو اس نے گاندھی کا ٹائپنگ کا مورچہ سنبھال لیا! ٹائپ رائٹر پر بیٹھنے کے بعد سائمنڈ کو یہ پتہ ہی نہیں چلتا تھا کہ کب دن نکلا اور کب رات ڈھلی! وہ رات دن ٹائپ رائٹر پر گاندھی کی جنگ لڑنے میں لگا۔ ہندستانی نوجوانوں نے دوسرے سارے کام سنبھال لئے اور گاندھی کی پہلی ہدایت کے ساتھ ان کے کام میں تیزی سے بہتری ہونے لگی۔ ہر دن رات میں گاندھی ان کے ساتھ بیٹھ کر دن بھر کے کام کا جائزہ لیتے تھے اور اپنے کام کے معیار میں اضافہ کی باتیں ہوتی تھیں۔ جلد ہی ان کے آس پاس کا ماحول بدلنے لگا۔ ان کا دفتر کسی موثر پیشہ ورانہ دفتر کی طرح چلنے لگا۔ بے ترتیبی، اداسی اور بے حسی کی گاندھی کے پاس کوئی جگہ نہیں تھی! اب ایسی فضا تیار ہوئی کہ ان نوجوانوں نے جیسے ان کا دفتر کاندھوں پر اٹھا لیا -لفافے بن رہے تھے، ان پر پتے لکھے جا رہے تھے، کوئی ٹکٹ چسپاں کر رہا تھا تو کوئی اخبار میں شائع خبروں کے تراشے کو فائلوں میں سجا رہا تھا۔ سب لوگ گاندھی کے سپاہی کب، کس طرح اور کیوں بن گئے تھے، کوئی سمجھ نہیں پا رہا تھا اور نہ کسی کو یہ سب جاننے سمجھنے کی ضرورت ہی محسوس ہو رہی تھی!... انگلینڈ کے اخبارات نے گاندھی کا جس طرح ساتھ دیا تھا، وہ تو اور بھی حیران کن تھا۔ دی ٹائمز نے جنوبی افریقہ کے معاملے کو سمجھانے والا گاندھی کا مکمل خط ہی شائع کر دیا تھا تو ڈیلی نیوز نے جنوبی افریقہ میں چل رہی گاندھی کی لڑائی کی مکمل وضاحت شائع کرتے ہوئے اس کی زبردست حمایت کی۔

اس کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ یہ سارا مواد گاندھی کے دفتر سے اس طرح تیار ہوا کرتے تھے کہ جسے شائع کرنا ہو، اس میں زیادہ کچھ کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ ٹریبیون، مارننگ لیڈر اور جنوبی افریقہ نے گاندھی کا

انٹرویو خاص طور پر نمایاں شائع کیا۔ کچھ ایسے بھی تھے جنھوں نے اپنی کھڑکیاں جلدی نہیں کھولیں لیکن گاندھی ان کے یہاں بھی دستک دینے بار بار جاتے رہے، ان لوگوں کو روزانہ نئی نئی معلومات فراہم کرنے والے دستاویزات ان کے دفتر میں گرا جاتے رہے۔ آخر ان کی خاموشی بھی ٹوٹی اور گاندھی کی خبریں وہاں سے بھی بولنے لگیں۔

گاندھی کے پاس خوبی یا مہارت کی بہت قدر تھی کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ ہندستان کی صدیوں پرانی غلامی کی جڑیں صرف معاشی - سیاسی ہی نہیں بلکہ یہ گہری ذہنی غلامی میں بدل چکی ہیں۔ اس سے لڑنے کے لئے انہیں آزاد خیال ہنر مند لوگوں کی ضرورت تھی۔ گاندھی جانتے تھے کہ انسان ایشور کا پیدا کیا ہوا ہوتا ہے لیکن مہارت انسان کی ہوتی ہیں ایشور کی نہیں! خود کی اصلاح' اپنے کام کو خوب سے خوب تر بنانا، اپنے کام میں زیادہ سے زیادہ صلاحیت پیدا کرنا یہ سب گاندھی کے اسکل ڈیولپمنٹ کا لازمی حصہ تھا۔ وہ مانتے تھے کہ اسکل یا معیار کو بڑھانے کے پس پردہ اگر ذاتی کمائی بڑھانا ہی واحد مقصد ہوگا تو وہ استحصال اور استحصال کرنے والا ہی پیدا کرے گا۔ اسکل ڈیولپمنٹ سے آمدنی بڑھی تو گاندھی کو کوئی حرج نہیں، ذاتی آمدنی بڑھانے کے لئے اسکل ڈیولپمنٹ کیا جائے تو وہ اس کے خطرات کو پہچانتے تھے۔ گاندھی کا اسکل ڈیولپمنٹ غیر ملک کی ضروریات کو پورا کرنے یا مارکیٹ کی بھوک مٹانے کا ذریعہ نہیں۔ اسکل ڈیولپمنٹ کی ان کی کسوٹی یہ ہے کہ اس سے مارکیٹ کی طاقت بھی ٹوٹنی چاہئے اور سماج کو مارکیٹ کا مقابلہ کرنے کے لائق بھی بننا چاہئے۔

ان کے نظریہ کو ہم اس مثال کے ذریعہ سمجھ سکتے ہیں کہ وہ اپنے چرخے کے معیار کو بڑھانے کے لئے کاریگروں کو مدعو ہی نہیں کرتے ہیں بلکہ بہترین ایجادات کے لئے انعام کی تجویز بھی کرتے ہیں۔ لیکن چرخے کے معیار میں جتنی بھی اور جیسا بھی اضافہ ہو، وہ اپنی اس شرط میں کوئی نرمی برتنے کو تیار نہیں ہوتے ہیں کہ چرخہ انسان کی ذاتی پیداوار کا ذریعہ بنا رہنا چاہئے، اس کی ٹکنالوجی ایسی ہی رہنی چاہئے کہ جسے کاتنے والا خود ہی ٹھیک کر سکے یا زیادہ سے زیادہ گاؤں کے ماہر کاریگر اسے ٹھیک کر لیں۔ اس کی پیداوار مارکیٹ کی طلب کو پورا کرنے کے لئے نہیں، شخص کی ذاتی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہو اور اس کا پیداواری خرچ ایک مخصوص حد کے اندر ہی ہو تا کہ ان کی قیمت اور اس کا منافع مفقود نہ ہو جائے۔ اس لئے کھادی کا کاسٹ چارٹ بھی انہوں نے خود ہی تیار کیا تھا اور انتظامی خرچ کی حد بھی طے کر دی تھی۔ یہ سب بھول جانے کی وجہ سے ہی آج کھادی بحران میں مبتلا ہے۔

گاندھی کی زندگی کا یہ چھوٹا سا سیاق و سباق ہمیں بتاتا ہے کہ فروغ ہنرمندی اور مہارت کی عدم تشدد کے استعمال میں اور عدم تشدد کی ساخت میں لاثانی اہمیت ہے اور گاندھی اس کے سالک بھی ہیں اور استاد بھی!... اور آخر میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ جب انگلینڈ کا اپنا کام پورا کر کے گاندھی جنوبی افریقہ سے لوٹنے والے تھے تو ان کے ماہر ساتھیوں کی اپنی اس ٹیم کو باضابطہ پارٹی دی۔ وہ مزے لے کر پورے جوش و خروش کے ساتھ رخصت ہوئے۔ کام مشینی نہیں ہوگا اور اسکل ڈیولپمنٹ انسانی ہوگا تو اس سے فردکی ذاتی زندگی میں اور اس کے سماجی سروکاروں میں لطف' خوشی اور اثبات بڑھے گا... اور یہی تو ہے زندگی!!!

☆☆☆

نڈین ریلویز میں ہاؤس کیپنگ کا مربوط انتظام و انصرام

☆ ریلویز کے وزیر جناب سریش پربھاکر پربھو بھارتیہ ریلویز میں ہمیشہ ھی صفائی ستھرائی کی حالت کو مزید بھتر بنانے پر زور دیتے رھے ھیں۔ انھوں نے کھا کہ اس پھلو کو اپنے ریلوے بجٹ میں کئے گئے اعلانات میں بھی شامل کیا تھا۔ بجٹی اعلانات کے عمل درآمد کے لئے ریلوے کی وزارت نے ریل گاڑیوں کے علاوہ ریلوے اسٹیشنوں دونوں جگہ جھاں مسافروں کا آنا جانا رھتا ھے، وھاں تمام ھاوس کیپنگ سرگرمیوں کے مربوط انتظام وانصرام کے لئے ایک خصوصی شعبہ تشکیل دیا گیا ھے۔ اسے ماحولیات اور ھاوس کیپنگ منجمنٹ ڈائرکٹوریٹ کا نام دیا گیا ھے۔ اس شعبے کو بعض انتظامی اور ڈھانچہ جاتی تبدیلیوں کے بعد بنایا گیا ھے۔بعد کی کارروائیوں کے طور پر تمام 16زونل ریلویز میں بھی مربوط ھاوس کیپنگ ونگ قائم کی جارھی ھے۔ اور زونل ریلویز میں عمل درآمد کے لئے منصوبہ فراھم کرایا گیا ھے۔ منصوبہ کے پھلے مرحلہ میں شمال جنوب وسطی اور جنوبی ریلویز میں مربوط ھاوس کیپنگ کی جائے گی۔ اس کی کامیاب عمل درآمد کے بعد اس میں دوسرے زونل ریلویز کو بھی مزید شامل کیا جائے گا۔ اس بڑی تبدیلی سے آئندہ بھتر نتائج کے حصول کے لئے ریل گاڑیوں اور اھم ریلوے اسٹیشنوں میں ھاوس کیپنگ کے بڑے اور حساس جاب سے متعلق جدید ترین آلات تکنیک کے ساتھ پیشہ ورانہ ھاوس کیپنگ سروس مھیا کرانے والوں کے لئے راہ ھموار ھوجائے گی۔ریل گاڑیوں مسافر ڈبوں اور اھم ریلوے اسٹیشنوں پر ھاوس کیپنگ کی سرگرمیاں فی الحال بھارتیہ جنتا ریلویز کے تین محکموں کے ذریعہ انجام دی جارھی ھیں۔ اس سے ھاوس کیپنگ کے معیارات کو بھتر بنانے کی حد طے ھوئی ھے۔ جس سے ریل گاڑیوں اور ریلوے اسٹیشنوں کی مطلوبہ ھاوس کیپنگ کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اس پیشہ میں ھنر مند اور مھارت رکھنے والے ماھرین کو تعینات نھیں کیا جاسکتا جو کہ مسافروں کے لئے اھم اور حساس شعبہ ھے۔

☆☆☆

مونیکا ایس گرگ

ہمارے ورثہ کا تحفظ

ہتھ کرگھے کا تحفظ اور فروغ

اس طریقہ کار کو سمجھنا جس سے ہتھ کرگھا شعبہ بدلتے ہوئے زیادہ سے زیادہ رفتار کے ساتھ چل سکتا ہے' محض تعلیمی دلچسپی کا ایک معاملہ نہیں ہے بلکہ اس شعبے کے مختلف پہلوؤں کوسمجھنے اور اس کے مطابق اپنی پالیسیوں کی منصوبہ بندی کرنے کے لئے لازمی ہے۔ اسکیمیں اس طرح سے وضع کی جاتی ہیں جس سے اس موضوع کی بہت سی جہتوں پر توجہ دی جائے یعنی ایک پائیدار انداز میں اس صدیوں پرانی روایت کا احیا کرنا' آمدنی کی سطحوں میں اضافہ کرنا' اس پیشے کی طرف زیادہ سے زیادہ لوگوں کوراغب کرنا' ہتھ کرگھا مصنوعات سے وابستہ محنت ومشقت میں کمی لانا' برآمدات میں اضافہ کرنا اورعمومی طور سے سماج کی سوچ میں تبدیلی لانا۔ایک بار ان امور کو واضح طور سے بیان کردیئے جانے سے'ایک قطعی طور سے نشانہ شدہ حکمت عملی کے ساتھ ہر ایک معاملے پر توجہ دینا ممکن ہوجاتا ہے۔

ہتھ کرگھا ہمارے ثقافتی ورثے کے لئے اتنا ہی اہم اور لازمی ہے' جتنی زری دلہن کے جوڑے کے لئے ہے۔ رگ وید' مہا بھارت اور رامائن میں کپڑا بننے کا فن بیان کیا گیا ہے۔ بنا ہوا کپڑا' ہڈیوں سے بنی ہوئی سوئیاں اور تکلیاں موہن جوڈاڑو اور ہڑپا میں پائی گئی ہیں۔ زیادہ تر گجراتی مخرج کے بلاک سے چھپے ہوئے کپڑوں کا ایک خزانہ مصر کے مقبروں میں دریافت کیا گیا

مضمون نگار انڈین ایڈمنسٹریٹو سروس کے 1989 بیچ کے اترپردیش کیڈر کی ایک افسر ہیں۔انہوں نے سات سال تک کپڑے کے شعبے میں خدمات انجام دی ہیں۔

ہے' جس سے 19 ویں صدی قبل مسیح سے غیر ممالک میں ہندستانی سوتی کپڑوں کی مانگ اور ان کی برآمدات کا پتہ چلتا ہے۔

عمدگی کی اس روایت کو تب سے ہی ہاتھ سے کپڑا بننے کے فن میں مصروف ہنرمند دست کاروں کی نسلوں کے ذریعے محفوظ رکھا گیا ہے۔آج ہتھ کرگھا شعبہ چار ملین سے زیادہ بنکروں اور متعلقہ پیداواری کارکنوں کو روزگار فراہم کرتا ہے جن میں زیادہ تر لوگوں کا تعلق ایس سی' ایس ٹی' او بی سی اور خواتین سے ہے۔ زراعت کے بعد یہ دوسرا سب سے بڑا آجر ہے۔ یہ صنعت ماحولیات دوست لامرکزی اور گاؤں پر مبنی ہے نیز ہماری ترقی پذیر معیشت کے لئے اہم ہے۔

لیکن 2010 کی ہتھ کرگھا شماری سے ایک افسوس ناک رجحان کا پتہ چلا ہے۔ بنکروں کی تعداد میں سالانہ سات فی صد کی شرح سے کمی آرہی ہے۔ ہتھ کرگھوں کی تعداد کم ہوتی جارہی ہے۔ آئندہ کی نسل کو اس سلسلے میں شک وشبہ ہے اور اسے اس ضمن میں کوئی دلچسپی بھی نہیں ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہتھ کرگھا ایک زوال شدہ صنعت بننے کے قریب ہے۔اس تنزلی کے اسباب مختلف ہیں۔ ہتھ کرگھا شماری سے پتہ چلتا ہے کہ ایک بنکر ایک مہینے میں فقط 3400 روپے کماتا ہے جب کہ کسی بھی کارکن کے لئے ماہانہ 4500 روپے کا کل ہند اوسط ہے۔ ایک فن اس صورت میں زندہ نہیں رہتا ہے جب اس کے صناع متحرک نہیں رہتے ہیں اور ترقی نہیں کرتے ہیں۔ بنکر کسی بھی اچھے کسی بھی نقاش یا دست کار کی مانند سماج میں ایک اعلی مقام کے مستحق ہیں۔ ہاتھ سے بنی ہوئی مصنوعات منفرد ہیں۔ انہیں شدید جذبے' صبر وتحمل' سلیقہ مندی اور ہنرمندی سے معمور دھاگوں سے تیار کیا جاتا ہے۔ وہ ایک مساوی معاوضے کے مستحق ہیں۔ یہ چیز اس شعبے کی طاقت کو یکجا کرکے حاصل کی جاسکتی ہے۔

روایتی ہتھ کرگھا مصنوعات کی تعداد اور اقسام کی وجہ سے ہندستان کو دنیا میں ایک قابل رشک مقام حاصل

ہے۔ یہاں عالمی ہتھ کرگھا مصنوعات کے 85فی صد حصے کی پیداوار ہوتی ہے۔ دیگر ہتھ کرگھا ممالک مثلاً سری لنکا، نیپال، بنگلہ دیش، کمبوڈیا اور انڈونیشیا مصنوعات کے بہت محدود سلسلے کی پیداوار کرتے ہیں۔ یہ زیادہ تر گھریلو کھپت کے لئے ہوتی ہے۔ اس کے برعکس ہتھ کرگھا مصنوعات کی ہماری برآمدات، جو 10-2009 میں 260 ملین امریکی ڈالر کے بقدر تھیں، بڑھ کر 2013-14 میں 370 ملین امریکی ڈالر کے بقدر ہوگئیں

جس میں 40فی صد سے زیادہ کا اضافہ درج کیا گیا۔

اس شرح اضافہ سے اس شعبہ کی زبردست صلاحیت اجاگر ہوتی ہے۔ ہندستان آبادی کی اپنی فوقیت اور ہمہ گیر ثقافتی ورثے کی وجہ سے دنیا بھر میں ہاتھ سے تیار کردہ مصنوعات کی مانگ پوری کرنے کی صلاحیت کا حامل ہے۔ اس کے لئے اس نئے زمانے کی ان مانگوں کے ساتھ وابستہ کرتے ہوئے ایک نشانہ شدہ نظریے کی ضرورت ہے جو کثیر پہلوئی، تیزی سے بدلتی ہوئی اور پیچیدہ ہیں۔ کپڑا بننے کی صنعت کو ہمارے مالا مال ورثے کو منعکس کرنے اور اسی کے ساتھ ساتھ جدید ڈیزائن اخذ کرنے کی ضرورت ہے۔

ایک بنارسی یا چندیری بنا کر اس صورت میں زیادہ کماتا ہے۔ اگر وہ اپنی ساڑی کو ہم عصر بناتا ہے۔ اس آمدنی میں اس صورت میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے۔ اگر وہ اپنی مصنوعات کو اسٹول، اسکارف، ٹائی، بیلٹ، بیگ، پوچ اور دستی بینڈ جیسی قابل برآمدات لوازمات یا تکیے کے غلاف، میز پوش اور پردوں جیسی گھریلو چیزوں کی شکل میں گوناگوں بناتا ہے۔ مصنوعات کی اس تیاری اور مصنوعات کو گوناگوں بنانے کے لئے ڈیزائنروں کے ساتھ بنکروں کے ایک ٹھوس اشتراک عمل کی ضرورت ہے۔ فیشن ٹکنالوجی کے قومی ادارے (این آئی ایف ٹی) نے نصاب تعلیم میں کلسٹر اٹیچمنٹ شامل کرکے ایک شروعات کی ہے۔ ایک طرف، ہتھ کرگھا اور دستی کاری کے کلسٹروں کا دورہ کرنے سے طلبا ہماری بیش قیمت روایت کے بارے میں بیدار ہوتے ہیں اور دوسری طرف، بنکروں اور دست کاروں کو ڈیزائن کی بنیادی معلومات کے لحاظ سے فائدہ ہوتا ہے۔ جھبوا دانوں کی گڑیوں سے اس صورت میں 20 گنا زیادہ آمدنی ہوسکتی ہے جب انہیں کانوں کی بالیوں اور کار میں جھولنے والی گڑیوں میں تبدیل کردیا جائے نیز ان سے اس صورت میں 100 گنا تک آمدنی ہوسکتی ہے جب انہیں کوسٹر اور نیپکن ہولڈر بنانے کے لئے ہتھ کرگھا چیزوں کے ساتھ مربوط کردیا جائے۔ تشخیصی مطالعات کرنا، ان کی دستاویز بندی کرنا اور بازار کے لحاظ سے سازگار چیزیں تیار کرنا اس اقدام کو آگے بڑھانے کا ایک باریک بیں طریقہ ہوگا۔ رسائی میں اضافہ کرنے کے لئے اس طرح کے بہت سے طویل مدتی اقدامات کی ضرورت ہوگی۔

جب کہ ڈیزائنر ایک شئے کی مالیت میں اضافہ کر دیتے ہیں، مالیت کے سلسلے میں ایک اور اہم جہت مارکیٹنگ ہے۔ آج یہ صنعت بازار کے مخصوص حصوں کی گوناگوں ضروریات کو سمجھنے میں ناکام ہے۔ بازار کی حصہ بندی کو سمجھنے اس کی قدر پہچاننے اور اس سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی ضرورت ہے۔ اہم مصنوعات مثلاً پاٹن پٹولا، کافی، بلوچری اور جامدانی کو اس مصنوعات کے طور پر پیش کیا جانا چاہئے۔ خیالات، عقائد اور علامتوں کے اپنے سبک دست امتزاج کی وجہ سے بنکر ان منفرد کپڑوں کے لئے ایک دلکش اور متاثر کن تحریک فراہم کرتے ہیں۔ اپنے بے مثل ڈیزائنوں اور کپڑا بننے کی ممتاز تکنیکوں کی وجہ سے انہیں عام آدمی کو نہیں بلکہ متمول لوگوں کو نشانہ بنانا چاہئے۔ بازار کے اہم حصے کو نشانہ بنانے سے وہ آمدنی حاصل ہوگی جس کے وہ مستحق ہیں۔

پیچیدہ ڈیزائن-اہم مصنوعات

بازار میں سب سے بڑا خطرہ آج بھی بجلی کرگھے کی مصنوعات اور سستی درآمدات ہیں۔ بجلی کے کرگھے کا کپڑا سستا ہے نیز اسے بنانا آسان تر اور تیز تر ہے۔ مزید برآں ایک اناڑی آدمی بجلی کرگھے کے کپڑے اور ہتھ کرگھے کے کپڑے میں فرق نہیں پہچان سکتا ہے۔ نتیجتاً غلط تجارتی طریقے چھائے ہوئے ہیں، بجلی کرگھے کی مصنوعات کو ہتھ کرگھا مصنوعات کے نام سے چوری چھپے فروخت کیا جاتا ہے۔ تجارتی مارکہ لگانے کی فوری ضرورت ہے۔ ایک ہتھ کرگھا نشان خریدار کے لئے ایک ایک گارنٹی ہے کہ یہ مصنوعات سچ مچ ہاتھ سے بُنی ہوئی ہے اور یہ بجلی کرگھے یا مل کی تیار کردہ شئے نہیں ہے۔ اس سے اس شئے کے معتبر ہونے کی تصدیق ہوتی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے لوگ اس نشانے سے واقف نہیں ہیں۔ عام لوگوں میں بیداری پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ روزمرہ پروگراموں کے دوران ایک لائن کے اشتہار جیسی آسان سی کوئی چیز نشانہ شدہ گروپ کو واقف کرانے کا ذریعے بن سکتی ہے۔ صرف ہتھ کرگھا نشان کی حامل مصنوعات کی نمائش ہی ملک اور غیر ممالک میں سرکاری اسپانسر شدہ نمائشوں میں کی جانی چاہئے۔ آگاہی اور بیداری پیدا کرنے کے علاوہ اس سے یہ بات یقینی ہوگی کہ صرف حقیقی ہتھ کرگھا بنکر ہی

ان اسکیموں کے فوائد حاصل کریں۔

ہاتھ سے بنی ہوئی اشیاء کے لئے سماجی اثر، ورثہ اور سراسر محبت وہ کچھ اہم عناصر ہیں جو ہتھ کرگھا شعبے کو پائیدار بنائیں گے لیکن یہ حکمت عملی فقط ان زیادہ ہنر مند بنکروں کے لئے مقصود ہے جن کے ساتھ ڈیزائنرس پیچیدہ نکتہ رس گاہکوں کے مقصد سے پیداواری بنیاد کو گونا گوں بنانے کے سلسلے میں ان کی مدد کرنے کے لئے وابستہ ہوتے ہیں۔ یہ بنکروں کو صرف 20 فی صد حصہ ہیں جو بلاشبہ 80 فی اعلی مالیتی اشیاء کی پیداوار کرتے ہیں۔ بقیہ 0 8 فی صد بنکروں سے جن کے لئے ہتھ کرگھا ایک واحد پیشہ ہے، ایک مختلف طریقے میں معاملہ کرنے کی ضرورت ہوگی۔

روزگار کا بڑا امکان

خطرات اور کئے گئے کچھ اقدامات

ہم اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کر سکتے ہیں کہ یہ شعبہ 43 لاکھ سے زیادہ لوگوں کے لئے روزگار کے براہ راست اور غیر براہ راست مواقع فراہم کرتے ہیں۔ ان سب لوگوں کو پیچیدہ اعلی اور اہم مصنوعات بنانے کے لئے فوری طور سے تربیت نہیں دی جا سکتی ہے۔ لیکن ہتھ کرگھا شعبہ اب بھی دیہی اور دور دراز علاقوں میں روزی روٹی کا ایک بڑا ذریعہ بنا ہوا ہے۔

ایک بڑا خطرہ بجلی کرگھے اور مل کے شعبوں سے ہے کیوں کہ بجلی کرگھے پر بیشتر ہتھ کرگھا مصنوعات کی نقل کرنا ممکن ہے جنہیں بنانا آسان تر اور تیز تر ہے۔ کچھ بنکروں نے بڑے پیمانے پر پیداوار کے سلسلے میں اپنے ہنر کو تازہ ترین کرنے کا انتخاب کیا ہے۔ بجلی کرگھے نے یقیناً ان بنکروں کی زندگیوں کو آسان تر بنا دیا ہے کیوں کہ یہ پیمانے، درستگی، اثر پذیری اور رفتار کی پیشکش کرتا ہے۔ لیکن اس نے فی الواقع بہت سے دیگر لوگوں سے روزی روٹی چھین لی ہے۔ وہ لوگ بدترین متاثر لوگ ہیں جن کے پاس متبادل مفید پیشوں میں جانے یا بجلی کرگھے اپنانے تک کے لئے بھی ذرائع یا وسائل نہیں ہیں۔

اس صورت حال میں یہ بات لازمی ہے کہ اس شعبے کی مدد کرنے اور لاکھ ہتھ کرگھا بنکروں کی روزی روٹی کا تحفظ کرنے کے واحد مقصد والی اسکیموں پر عمل درآمد کیا جائے۔ لیکن میں ان لوگوں کے لئے جو اس بات میں یقین رکھتے ہوئے بصورت دیگر حجت کرتے ہیں یہاں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ ہتھ کرگھا شعبہ ملوں کی مدد سے ترقی اور بڑے پیمانے پر پیداوار کرنے کے لئے ایک تریاق ہے۔ میں اس بات پر زور دینا چاہتا ہوں کہ دونوں شعبے یکساں طور سے اہم ہیں لیکن بہت مختلف ہیں اور انہیں مختلف حکمت عملیوں کی ضرورت ہے۔ دونوں شعبوں کو ایک دوسرے سے مقابلہ آرائی نہیں کرنی

چاہئے۔ حقیقت میں وہ ایک دوسرے کو مکمل کرتے اور بڑھاتے ہیں۔ جب ایک شعبہ پوری دنیا کو کپڑے پہنا سکتا ہے تو دوسرا شعبہ لاکھوں لوگوں کو روزگار فراہم کر سکتا ہے۔ ہماری حکومت دونوں شعبوں کو فروغ دینے اور ان کی حوصلہ افزائی کرنے کی پالیسی پر چلتی رہی ہے۔ لیکن اس مضمون میں ہتھ کرگھا شعبے اور اس کے تحفظ کے موضوع تک محدود رہا گیا ہے۔

بجلی کرگھوں اور مل کے شعبے سے ہتھ کرگھوں کا تحفظ کرنے کے لئے ہتھ کرگھوں (پیداوار کے لئے اشیاء کا تحفظ) سے متعلق قانون 1985 میں وضع کیا گیا تھا۔ اس قانون کے تحت کپڑے کی گیارہ اشیاء اس وقت خاص طور سے ہتھ کرگھوں پر تیاری کے لئے مخصوص ہیں۔ (کچھ تکنیکی تصریحات کے ساتھ) ان کے سلسلے میں بجلی کرگھے پر یا مل میں تیاری کے لئے اجازت نہیں ہے۔ مخصوص کئے جانے والے حکم کی خلاف ورزی سزا کی موجب ہے۔

حکومت ہتھ کرگھوں کے فروغ سے متعلق قومی کارپوریشن کے توسط سے ہتھ کرگھا بنکروں کو سبسڈی شدہ دھاگہ بھی فراہم کرتی ہے۔ معقول قیمتوں پر ہتھ کرگھا بنکروں کے لئے مناسب دھاگے کی مناسب دستیابی کو یقینی بنانے کے مقصد سے لازمی اشیا سے متعلق قانون 1955 کے تحت ایک نظام مقرر کیا گیا ہے۔ یہ لچھی دھاگے کی قانونی پابندی کہلاتا ہے۔ یہ کتائی کی ملوں کے لئے اس بات کو لازمی بناتا ہے کہ وہ اپنے دھاگے کا کچھ فی صد حصہ لچھیوں کی شکل میں تیار کریں جو کہ ہتھ کرگھوں کے لئے درکار ہوتی ہیں۔

قدر و قیمت کے سلسلے میں مل کا شعبہ مذکورہ بالا دونوں اقدامات کی شدت سے مخالفت کرتا ہے لیکن وقت کا تقاضا یہ ہے کہ یہ انتظامات جاری رکھے جائیں کیوں کہ ان سے جراحت پذیر ہتھ کرگھا شعبے کو کچھ تحفظ فراہم ہوتا ہے۔ درحقیقت ضرورت اس بات کی ہے کہ عمل درآمدی مشینری کو مستحکم نیز اس شعبے میں موثر نفاذ کو یقینی بنایا جائے۔

تشویش کی ایک وجہ اس شعبے کے لئے قرض کی دستیابی ہے۔ تیسری شماری سے پتہ چلتا ہے کہ 61 فی صد لوگ آزاد بنکر ہیں، 34 فی صد لوگ ماسٹر بنکروں/نجی مالکان کے تحت کام کرتے ہیں اور صرف 5 فی صد لوگ ادارہ جاتی روزگار کے تحت ہیں۔ مزید برآں بنکروں کے خاکے میں یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ بنکر عام طور سے زیادہ نقد رقم نہیں ہوتی ہے۔ ایجنٹیں، ماسٹرس بنکر، بچولئے ہمیشہ

بنکروں کو ان کی کوشش کے لئے پیسے کی مالیت حاصل نہیں کرنے دیتے ہیں۔ ہتھ کرگھا بنکروں کے پاس نہ صرف نقد رقم کی تنگی سے دوچار ہیں بلکہ کم تعلیم یافتہ اور کم وسائل والے بھی ہیں۔ ان کی پریشانی میں اس حقیقت کی وجہ سے اور اضافہ ہوجاتا ہے کہ انہیں قرض کے رسمی ذرائع تک رسائی حاصل نہیں ہے۔

انہیں درپیش مالی بحران کا اعتراف کرتے ہوئے حکومت نے 2011 میں بنکروں اور امداد باہمی انجمنوں کے قرضے معاف کرنے کے لئے 3000 کروڑ روپے کے ایک مالی پیکیج کا اعلان کیا تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ بند پڑی ہوئی قرضہ جاتی راہوں کو کھولا جائی اور انہیں قرض کے لئے پھر سے مجاز بنایا جائے۔ بہت آسان اور نرم رہنما خطوط اور توضیح کے ساتھ تمام ریاستوں میں صرف تقریباً ایک ہزار کروڑ روپے کا قرض معاف کیا گیا تھا اور ہتھ کرگھا سوسائٹیوں کے علاوہ صرف تقریباً 50 ہزار انفرادی بنکر مستفید ہوئے تھے۔ نتیجہ بہت سے لوگوں کے لئے آنکھیں کھول دینے کی صورت میں برآمد ہوا تھا۔ اس سے انکشاف ہوا تھا کہ گذشتہ کئی دہوں میں اس شعبہ کو زیادہ قرضہ نہیں دیا گیا تھا۔ اس سلسلے میں بنیادی اور قطعی اقدامات کی ضرورت تھی اور تب حکومت نے 6 فی صد کی شرح سود سے اس شعبے کو قرض دینے کا فیصلہ کیا تھا۔

اس بہت زیادہ سبسڈی شدہ قرض کا استعمال سرمایہ جاتی اثاثے نیز چالو سرمایہ قائم کرنے کے لئے کیا جاسکتا ہے۔ اگر دیانت داری سے اس اسکیم پر عمل درآمد کیا جاتا ہے تو یہ اسکیم صورت حاصل کو بدلنے والی ثابت ہوسکتی ہے۔ اس سے ہتھ کرگھا کپڑے کی رنگائی، پروسیسنگ اور فنشنگ کے لئے سہولیات قائم کرنے کے لئے سلسلے میں مدد ملنے کے علاوہ بنکروں کے بہت زیادہ مطلوبہ چالو سرمایہ فراہم ہوسکتا ہے۔

جہاں تک بنکروں کی تعلیمی سطح کا تعلق ہے، مردم شماری سے پتہ چلتا ہے کہ 83 فی صد بنکر ایچ ایس ایل سی سطح سے نیچے ہیں اور صرف 17 فی صد بنکر ایچ ایس ایل سی اور اس سے اوپر کی سطح کے ہیں۔ یہ بات ایک بہت پریشان کن سوچ کی طرف اشارہ کرتی ہے یعنی یہ کہ یہ پیشہ کم تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے ہے۔ اس بات سے اس پیشے سے وابستہ فخر کا تمام احساس ختم ہوجاتا ہے۔ اگر ہم آئندہ نسل کو اس شعبے میں رکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں ہتھ کرگھا بنائی کو فنون لطیفہ، فوٹوگرافی، موسیقی وغیرہ جیسا ایک جدید پیشہ سمجھنا ہوگا۔ پہلے اقدام کے طور پر این آئی ایف ٹی جیسے ادارے ہتھ کرگھا کلسٹروں میں تربیت دینے کا سلسلہ شروع کرسکتے ہیں۔ پیشہ ور افراد کے لئے وضع کردہ ان کے مشہور پروگرام مثلاً تعلیمی سلسلہ جاری رکھنے کا پروگرام، خاص طور سے ہتھ کرگھا بنکروں کے بچوں کے لئے شروع کئے جاسکتے ہیں۔ ایک این آئی ایف ٹی سرٹی فیکیٹ سے ان کی ہنرمندیاں بہتر ہونے اور ان کی ہنرمندیوں کی بنیاد وسیع ہونے کی علاوہ ان میں فخر کا ایک احساس بھی پیدا ہوگا۔ اس سرٹی فیکٹ سے ان کی ہنرمندیاں معیاری، قابل ملازمت اور قابل فروخت ہوجائیں گی۔ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اس شعبے کو ایک نسل سے دوسری نسل کو ہنرمندیاں منتقل کرکے برقرار رکھا گیا ہے اور یہ بات اہم ہے کہ آئندہ نسل کو اس پیشے میں برقرار رکھا جائے۔

ہتھ کرگھوں کی ٹکنالوجیکل بہتری کی ضرورت

ہتھ کرگھوں (تحفظ کے لئے اشیاء کا ریزرویشن) سے متعلق قانون، 1985 کی دفعہ 2(بی) کے مطابق ''ہتھ کرگھے کا مطلب بجلی کرگھے کو چھوڑ کر کوئی بھی کرگھا ہے'' بیورو آف انڈین اسٹینڈرڈس کے مطابق ہتھ کرگھا بنائی کے ذریعے کپڑا تیار کرنے کے لئے ہاتھ سے چلائی جانے والی ایک مشین ہے۔ کچھ مثالوں میں پیر سے شیڈنگ کا کام انجام دیا جاتا ہے۔

آیئے ہم ہاتھ سے بنائی کے عمل کی تکنیکی تفصیلات میں جائیں جیسا کہ اوپر تبادلہ خیالات کیا گیا ہے، ہتھ کرگھوں میں بنائی تین ابتدائی عمل پر مشتمل ہوتی ہے۔ شیڈنگ، پکنگ اور بیٹنگ، شیڈنگ کا عمل ویفٹ داخل کرنے کے لئے مطلوبہ طریقے کے مطابق دھاگوں کو الگ الگ کرتا ہے۔ شیڈ کے ذریعے ویفٹ کی لمبائی داخل کرنا پکنگ کا عمل ہے۔ اس کے بعد کپڑے کو گرانے کے لئے ریڈ ویفٹ کو ڈھکیلتی ہے۔ یہ تینوں عمل بجلی استعمال کئے بغیر ایک بنکر کے ذریعے انجام دیئے جاتے ہیں۔ بجلی کا استعمال کئے بغیر ان تینوں عمل کو میکانکی بنانے کی کافی گنجائش ہے۔ اس کے علاوہ وائنڈنگ اور سائزنگ جیسے کرگھے سے پہلے کے عمل اور کرگھے کے بعد کے عمل کو بھی میکانیکی بنایا جاسکتا ہے جس کے لئے بڑی حد تک مشقت میں کمی کی جاسکتی ہے۔ اب تک اس طرح دھیان نہیں دیا گیا۔ اس شعبے میں تحقیق سے ہاتھ سے بنائی کے جوہر کو ختم کئے بغیر محنت مشقت میں کمی آئے گی۔

ہتھ کرگھوں کی میکانکی کاری کے اس معاملے میں ملک ایک زبردست بحث مباحثہ چل رہا ہے۔ 2013 میں منصوبہ بندی کمیشن نے تجویز کیا تھا کہ ہتھ کرگھے کی ازسرنو توضیح 'کسی بھی ہائبرڈ کرگھے کے طور پر کی جائے جس پر بنائی کے کم سے کم ایک عمل کے لئے تیاری کے لئے دستی مداخلت یا انسانی توانائی کی ضرورت ہوتی ہے''۔ وزارت نے مشتمل کچھ عمل پورے کرنے کے لئے بجلی استعمال کرتے ہوئے ہائبرڈ کرگھوں کا استعمال تجویز کیا تھا جیسا کہ توقع تھی، اس نظریے کی مخالفت ملک بھر میں بنکر برادری کے ذریعے کی گئی تھی اور وسیع پیمانے پر احتجاجات کئے گئے تھے۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ مخالفت بجا تھی کیوں کہ اس اقدام سے آنے والے برسوں میں ہتھ کرگھے کا فن ختم ہوسکتا ہے۔ بجلی کرگھے کی مصنوعات جو آج ہتھ کرگھا مصنوعات کے نام سے چوری چھپے فروخت کی جارہی ہے، اس صورت میں اصلی ہتھ کرگھا مصنوعات سے بجا طور سے مقابلہ کررہی ہوں گی اور انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑرہا ہوگا۔ بجلی کرگھے کے بنکر (جن کی تعداد کرگھا بنکروں سے زیادہ ہے) ہتھ کرگھا شعبے کے ترقی اور تحفظ کے لئے زیر عمل سرکاری اسکیموں کے فوائد حاصل کریں گے۔ اس سے یہ بات یقینی ہوگی کہ ہتھ کرگھا شعبے کے لئے سورج جلد ہی غروب ہوجائے گا۔ شکرگزاری کے ساتھ 2014 میں کپڑے کی وزارت نے 'بجلی کرگھے کو چھوڑ کر کوئی بھی کرگھے' کے طور پر 'ہتھ کرگھے' کی موجودہ توضیح کو برقرار رکھنے کا موقف اختیار کیا۔ اسی کے ساتھ اس نے بہتر پیداواریت حاصل کرنے اور دستی مداخلت کم کرنے کے مقصد سے اس توضیح پر نظرثانی کرنے کی سفارش کی۔

میں اس بات کی دلالت کرنا چاہتا ہوں کہ موجود توضیح ابتدائی اور ثانوی عمل کی میکانکی کاری کو خارج نہیں کرتی ہے۔ میکانکی کاری سے مراد بجلی کا استعمال نہیں ہوتا

ہے۔اس کا سادہ سا مطلب توانائی، اوزار اور ساز و سامان نیز تکنیک کا استعمال کرنا ہوتا ہے تا کہ کارکردگی کو بہتر بنایا جائے اور محنت مشقت میں کمی لائی جائے۔اس کا سادہ سا مطلب مشینوں کا استعمال کرنا ہوتا ہے۔

درحقیقت ہتھ کرگھا بذات خود ایک مشین ہے لیکن یہ دیکھا گیا ہے کہ روایتی کرگھے کا ڈھانچہ سائنسی طور سے وضع نہیں کیا جاتا ہے۔ روایتی تکنیکیں' تھکا دینے والے عمل، کل وقتی مصروفیت، جسمانی بے آرامی اور کم مالی فائدے پر مشتمل ہیں۔ایک سروے کے مطابق اس طرح کے عمل کی وجہ سے جسمانی جلن نیز بنکروں کی ہتھیلیوں، ہاتھوں اور ٹانگوں میں دائمی اعصابی خلل ہو جاتا ہے۔ پریشانی کی بات یہ ہے کہ محدود تحقیق اور جبلی گنجائش کی وجہ سے ہتھ کرگھا شعبے میں زیادہ ٹکنالوجی کو داخل نہیں کیا گیا ہے۔نتیجتاً ہاتھ سے بنائی ہمیشہ کی طرح محنت مشقت پر مبنی اور کم پیداواری ہے۔

ہتھ کرگھے پر کپڑے کی تیاری میں اضافہ کرنے کی غرض سے اختراع اور بہتری ضروری ہو جاتی ہے۔میکانکی کاری سے عملی ہنرمندیوں کی موجودہ سطحوں کے ساتھ بنکر کی کارکردگی اور بنے ہوئے کپڑے کا معیار بہتر ہوگا۔ ٹکنالوجی کو بہتر بنانے کے سلسلے میں پہلا قدم 1773 میں جون کے ذریعے پیٹنٹ کردہ فلائنگ شٹل تھی۔ یہ بنائی کے سلسلے میں ایک کلیدی پیش رفت تھی کیوں کہ اس سے پکنگ کے عمل میں دستی ہنرمندی فضول سی ہو گئی تھی۔ بعد میں ترقیاتی سرگرمیوں کے ایک حصے کے طور پر مختلف تکنیکی مداخلتیں کی گئی ہیں۔ان سے بنکر کی کارکردگی میں کئی گنا بہتری آئی ہے اور تھکان میں بھی کمی آئی ہے۔

اگر ہم بنائی کو تجارتی سطح پر لے جانے کے لئے ہتھ کرگھا شعبے میں چھوٹی یونٹ چاہتے ہیں تو کرگھے پر صرف کردہ کام کرنے کے اوقات کافی طویل ہو جائیں گے۔ تجارتی مقصد کے لئے ضروریات گھریلو بنائی کی ضروریات سے مختلف ہیں جس کے لئے ورک اسٹیشنوں میں تبدیلی کی ضرورت ہوتی ہے۔ نیم خودکار ہتھ کرگھے عام بنکروں کے لئے ایک اچھا حل ہیں۔ان میں ٹیک اپ اور لیٹ آف کا خودکار نظام بھی شامل کیا جاسکتا ہے۔ رولر ٹیمپل لکڑی/ بانس کے ٹیمپل کی جگہ استعمال کیا جاسکتا ہے نیز موجودہ ہتھ کرگھے میں وارپ اور فیبرک بیمیں فراہم کی جاسکتی ہیں۔

ہتھ کرگھا تحقیق کے سلسلے میں مرکوز ترغیباتی اسکیموں کی ضرورت ہے۔ٹکنالوجیکل اختراع ڈیزائن سازی اور پیداواری عمل کے لئے نئے امکانات پیدا کرسکتی ہے۔ ساز و سامان اور مشینری کے لحاظ سے مصنوعات کی ٹیکنالوجی کے بارے میں اوپر جو تبادلہ خیالات کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ یہ پروڈکٹ ٹکنالوجی، مشینری کے استعمال اور خام مال یا تیار سامان کی پروسیسنگ کے لحاظ سے پروسیس ٹکنالوجی ہوسکتی ہے۔عمل میں اختراعات وقت کی ضرورت ہیں جن سے انسانی کوشش، وقت اور توانائی کی بچت ہوتی ہے۔ثانوی عمل یعنی کرگھے سے پہلے اور کرگھے کے بعد کے عمل ان سب کو میکانیکی بنایا جاسکتا ہے۔درحقیقت انہیں موٹرائزڈ بھی کیا جاسکتا ہے کیوں کہ وہ بننے کے عمل کا حصہ نہیں بنتے ہیں۔اس کے علاوہ تین ابتدائی عمل کو فرداً فرداً دیکھے جانے کی ضرورت ہے نیز عملی تحقیق کے ذریعے تکنیکی بہتریوں کے لئے ان کی آزمائش کئے جانے کی بھی ضرورت ہے تا کہ بنکر پر پڑنے والے دباؤ کی سطحوں میں کمی آئے۔اس کے بعد ان عمل کو بجلی کا استعمال کئے بغیر میکانکی طور سے انجام دیا جاسکتا ہے۔

سب سے بڑا چیلنج تیار کردہ نئی ٹکنالوجیوں کا اپنانا ہے۔اس کی وجہ تشہیر کا فقدان نیز انہیں اپنانے کے سلسلے میں بنکر کی طرف سے ناراضامندی بھی ہے، جس کی وجہ اس صدیوں پرانی تکنیکی روایت میں اس کا یقین ہے، جس کا وہ عادی ہے۔اس کے لیے انہیں تمام سرکاری اسکیموں کا ایک لازمی جزو بنا کر مرکوز توجہ کی ضرورت ہوگی۔تحقیق و ترقی نیز نچلی سطح تک اس کے موثر نفاذ سے بڑے پیمانے پر روزگار کے مواقع اور پیداوار حاصل ہوگی۔

اس صورت حال سے، جس میں ہتھ کرگھا کپڑا ایک تجارتی پیمانے پر حسب معمولی تیار کیا جاتا ہے، مارکیٹنگ کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔اس سلسلے میں حکومت کو پھر سے مداخلت کرنے کی ضرورت ہوگی۔ اس شعبے سے ایک مانگ یہ کی گئی ہے کہ اسے ایم جی این آر ای جی اے سے مربوط کردیا جائے۔یہ مانگ ہر پہلو سے غور کیے جانے کی مستحق ہے۔آج کی تاریخ تک، ریاست اسکولی بچوں اور آنگن واڑی کارکنوں کو مفت یونیفارم سپلائی کرتی ہے۔ اس مقصد کے لیے صرف ہاتھ سے بُنا ہوا کپڑا استعمال کرنے کا فیصلہ لیا جاسکتا ہے۔ہتھ کرگھا کارکنوں کا اندراج ایم جی این آر ای جی اے کے تحت کیا جاسکتا ہے اور انہیں اُس صورت میں اجرتیں دی جاسکتی ہیں، اگر وہ مقررہ لمبائی میں کپڑا تیار کرتے ہیں جیسے بعد میں اسکولوں اور آنگن واڑی مرکزوں کو سپلائی کیا جاسکتا ہے۔

ہمارے محققین اور سائنس دانوں کے سامنے چیلنج یہ ہے کہ فروخت کرنے کے منفرد عمل، امتیازی خصوصیات اور ہتھ کرگھے کے جذباتی پہلو سے سمجھوتے کیے بغیر پیداواری بنیاد کو وسیع کرنے اور اس عمل کو بہتر بنانے کے لیے ٹیکنالوجی شروع کی جائے۔

☆☆☆

یوجنا

نومبر 2015: ٹرانسپورٹ سیکٹر

پر خاص شمارہ ہوگا۔

yojana.urdu@yahoo.co.in

yojanaurdu.com@gmail.com

ادارہ

وسیم

گاندھی جی اور عدم تشدد

بنی نوع انسانی میں عدم تشدد کا ارتقا ایک قدرتی عمل ہے۔ دراصل یہ زندگی بھر ثابت قدمی، خوداحتسابی اور اصلاح کا ایک شعوری عمل ہے، خواہ کوئی بھی چیلنج یا حالات ہوں۔ اکیسویں صدی تک میں بھی یہ پرامن اور ہم آہنگانہ بقائے باہم کے لئے ہمیشہ صحیح اور سادہ سا فارمولہ ہے۔

دنیا میں بہت سی عظیم شخصیات پیدا ہوئیں لیکن ان تمام مہاتما گاندھی کا نام بہت ممتاز ہے۔ وہ نہ تو کوئی فتح تھے اور نہ ہی کوئی بادشاہ بلکہ شکل وصورت سے ان کا حلیہ بالکل فقیروں کی مانند تھا لیکن وہ بادشاہوں اور راجاؤں سے بھی طاقت ور تھے۔ ان کی طاقت اور عظمت کا راز ان کی نیکی اور بے لوثی میں پنہاں تھا۔ دنیا ان کے قدموں میں جھکتی تھی کیوں کہ انہیں کسی چیز کا لالچ نہیں تھا۔ ہر مسئلہ کا حل وہ بڑی خوش اسلوبی سے نکال لیتے تھے کیوں کہ عدم تشدد پر انہیں یقین کامل تھا۔ اسی عدم تشدد کے سہارے انہوں نے بڑی سے بڑی جنگ جیتی اور اس کے اعتراف میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے مہاتما گاندھی کے یوم پیدائش 2/ اکتوبر کو عدم تشدد کے بین اقوامی دن کے طور پر منانے کا اعلان کیا۔ دنیا نے اس بات کو تسلیم کرلیا ہے کہ صرف دو متبادل ہیں عدم تشدد اور عدم وجود۔ بہت سے ملکوں میں اکیسویں صدی میں بھی تشدد کے مناظر دیکھنے میں آئے ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کوئی بھی جگہ محفوظ نہیں ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ ہم بالکل بے حس ہو چکے ہیں۔ ان ہی حالات میں گاندھی جی کا عدم تشدد کا فلسفہ بہت ہی بامعنی ہے۔ امریکہ میں شہری حقوق کے علم بردار اور نوبل انعام یافتہ مارٹن لوتھر کنگ جونیئر کے الفاظ میں گاندھی تاریخ میں غالباً ایسی پہلی شخصیت تھے، جنہوں نے حضرت عیسی کی اخلاقی تعلیمات کو بڑے پیمانے پر ایک طاقتور اور موثر سماجی ہتھیار کا ذریعہ بنایا۔ گاندھی جی کی عدم تشدد سے وابستگی ایک صدی سے زیادہ عرصہ تک رہی۔ انہوں نے نہ صرف راستہ بتایا بلکہ اس پر چل کر بھی دکھایا کہ یہی ایک راستہ ہے، جو سماج میں بقائے باہم پیدا کرسکتا ہے اور اسی راستہ پر چل کر استحصال اور ناانصافی کے خلاف لڑا جا سکتا ہے۔ عدم تشدد کوئی نیا نظریہ نہیں تھا۔ گوتم بدھ اور مہاویر سوامی نے بھی پانچویں چھٹی صدی قبل مسیح میں اس پر زور دیا تھا۔ قدیم ہندستانی کتابوں اور مخطوطات میں بھی اسے بنی نوع انسان کی بنیادی اقدار قرار دیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ کسی بھی شخص کا کوئی بھی مذہب، ذات، نسل، قومیت یا معاشرے میں سماجی و اقتصادی حیثیت ہو، اس میں عدم تشدد کا پہلو ضرور پایا جاتا ہے یہ اور اس طرح کی دوسری بہت سی اقدار بعض خارجی عناصر اور کسی شخص کے خود ان کے تئیں حساس ہونے کی وجہ سے ایک نہ ایک دن ضرور سامنے آتی ہے۔ یہ بالکل ایک بیج کی طرح ارتقائی عمل ہے، جس طرح ایک بیج اچھی دھوپ، بارش اور تغذیہ سے ایک پیڑ بن جاتا ہے۔

موہن داس کرم چند گاندھی 2 اکتوبر 1869 کاٹھیاواڑ میں پوربندر کے مقام پر ایک ویش گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد اور دادا اگرچہ بہت زیادہ تعلیم یافتہ نہ تھے پھر بھی وہ ترقی کرکے کاٹھیاواڑ کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے وزیراعظم بن گئے۔ ان کی ماں پتلی بائی بڑی مذہبی تھیں اور انہوں نے گاندھی جی پر گہرا نقوش ثبت کئے۔ 13 برس کی سی میں ان کی کستوربا گاندھی سے شادی ہوگئی۔ 18 سال کی عمر میں میٹرک کا امتحان پاس کرکے وہ انگلستان گئے جہاں تین سال تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد انہوں نے بیرسٹری کا امتحان پاس کیا۔ انگلستان سے واپسی کے بعد دو سال تک وہ بمبئی اور راجکوٹ میں وکالت کرتے رہے لیکن انہیں کوئی بڑی کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ 24 سال کا ایک نوجوان وکیل موہن داس، جس میں اعتماد کی کمی اور تجربے کا فقدان تھا، 1893 میں گاندھی جی جنوبی افریقہ چلا گیا۔ اس کا افریقہ جانا اس کی داخلی اور خارجی جدو جہد کے لئے اس کا میدان جنگ بن گیا۔ وہاں موہن داس کو خود ذاتی طور پر

بلاک نمبر 3، مکان نمبر 102، مدرڈیری، دہلی۔

بے عزتی کا تجربہ ہوا' اس نے امتیاز اور استحصال دیکھا اور اس نے اپنی زندگی کو خطرے میں ڈال کر 'نہیں' کہنے کی ہمت کی۔ ان میں سے ایک واقعہ نے تو ان کی زندگی کا رخ ہی بدل دیا۔ ایک یوروپین گارڈ نے انہیں ریل کے ڈبے سے اتار دیا۔ فرسٹ کلاس کا ٹکٹ لینے کے باوجود وہ ایک انگریز کے ساتھ سفر نہیں کر سکتے تھے کیوں کہ وہ ایک ایشیائی تھے۔ جنوبی افریقہ میں رنگ کی بنیاد پر امتیاز برتا جاتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ویٹنگ روم میں انہیں بڑی تکلیف کے ساتھ رات گزارنی پڑی۔ بعد میں انہوں نے لکھا: میں نے اپنے آپ سے سوال کیا کہ میرا فرض کیا ہے؟ کیا مجھے ہندستان واپس چلے جانا چاہئے۔ یا خدا کو اپنا مددگار سمجھ کر ہر آنے والی مصیبت کا مقابلہ کرنے کے لئے آگے بڑھنا چاہئے۔ میں نے وہیں ٹھہرنے اور ہر مصیبت کو سہنے کا فیصلہ کر لیا۔ میرے سرگرم عدم تشدد کا آغاز اسی دن سے ہوا''۔ گاندھی جی کی قیادت میں 11 ستمبر 1906 کو دو ہزار کارکنوں نے یہ حلف لیا کہ وہ انتقامی کارروائی کے بغیر مصائب جھیلنے کو تیار ہیں۔ اس کے لئے زبردست اندرونی حوصلے اور مخالف کے تئیں ہمدردی کی ضرورت تھی۔ یہ محض ایک روحانی نظریہ نہیں تھا بلکہ قول وفعل اور فکر میں بھی عدم تشدد نظریہ تھا۔ نیلسن منڈیلا نے' جنہوں نے 1994 میں کثیر نسلی جمہوریت میں اس کی تاریخی منتقلی میں جنوبی افریقہ کی قیادت کی تھی اور نسلی امتیاز کے بعد کے جنوبی افریقہ کے پہلے صدر بنے' کہا ہے کہ ہم جنوبی افریقہ میں 21 سال تک یہاں رہنے کے لئے گاندھی جی کے شکر گزار ہیں۔ بیسویں صدی کے ایک بڑے حصے میں پورے افریقی براعظم میں ہماری جدوجہد آزادی میں ان کے اثر کو محسوس کیا گیا تھا۔ ان کے فلسفے نے جنوبی افریقہ میں پرامن منتقلی کے لئے اور نسلی امتیاز کے نفرت انگیز طریقوں سے عوام میں پیدا ہونے والی تخریبی تقسیم کی روک تھام میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ میں انہیں ایک مقدس جنگجو کہتا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اقدار اور اخلاقیات کا امتزاج کیا اور عزم مصمم کے ساتھ ظالم کے ساتھ کوئی بھی سمجھوتہ کرنے سے انکار کر دیا۔

گاندھی جی کے لئے عدم تشدد نفرت کی نہیں بلکہ پیار و محبت کی زبان ہے...... غصے سے ہماری عدم رواداری کا اظہار ہوتا ہے۔ ہم ایک دوسرے کی نکتہ چینی برداشت کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ یہ عوامی زندگی کی ایک بہت اہم بات ہے۔ انہوں نے جنوبی افریقہ میں اس کا مظاہرہ کیا۔

جب موہن داس کو جیل میں ڈالا گیا تو جنرل جان کرسٹین اسمٹس کو جو کچھ کہنا پڑا' وہ اس طرح ہے' یہ میری تقدیر ہی تھی کہ مجھے اس شخص کا مخالف ہونا پڑا' جس کا میں سب سے زیادہ احترام کرتا تھا۔ جیل میں انہوں نے میرے لئے بہت اچھے سینڈل تیار کئے اور جب وہ جیل سے رہا ہوئے تو وہ سینڈل انہوں نے مجھے دے دیئے۔ اس کے بعد سے میں ان سینڈلوں کو کئی موسم گرما میں پہن چکا ہوں۔ اس کے باوجود بھی محسوس کرتا ہوں کہ میں اس عظیم شخص کے پیروں کی مٹی کے برابر نہیں ہوں۔ گاندھی جی نے اپنے مخالف کے لئے سینڈل بنائے تھے۔ وہ جو کہتے تھے' انہوں نے اس پر عمل کیا اور اسی بات نے دنیا کو متاثر کیا۔ نوبل امن انعام یافتہ' انسانی حقوق کے سرگرم کارکن اور پولینڈ کے سابق صدر' لیچ والسیا نے پرزور انداز میں کہا ہے کہ مہربانی کر کے مہاتما گاندھی کو صرف جنوبی افریقہ اور ہندستان تک ہی محدود نہ کریں۔ ان کا اثر پوری دنیا میں محسوس کیا جاتا ہے۔

جن لوگوں نے اپنی روزمرہ کی زندگی میں عدم تشدد سے گاندھی جی کو متاثر کیا تھا' ان میں ان کے والدین اور ان کی اہلیہ کستوربا شامل تھیں۔ گاندھی جی نے 24 دسمبر 1938 کو 'ہریجن' کے شمارے میں لکھا تھا کہ میں نے عدم تشدد کا سبق اپنی بیوی سے اس وقت سیکھا تھا' جب میں نے انہیں اپنی مرضی کے مطابق چلانے کی کوشش کی تھی۔ ایک طرف تو عزم مصمم کے ساتھ وہ اس کی مزاحمت کرتی رہیں اور دوسری طرف خاموشی کے ساتھ میری حماقتیں برداشت کرتی رہیں۔ بالآخر میں اپنے آپ سے شرمندہ ہو گیا اور میں نے اپنی اس سوچ کو بدلا کہ میں ان پر حکم چلانے کے لئے پیدا ہوا ہوں۔ آخر کار وہ عدم تشدد کے سلسلے میں میری استاد بن گئیں۔

گاندھی جی کو سیکھنے اور سمجھنے کا بہت شوق تھا۔ اس کا ذکر انہوں نے اپنی خودنوشت سوانح حیات میں کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ تین شخصیات نے مجھے بہت زیادہ متاثر کیا ہے: رائے چند بھائی نے اپنے تعلق سے' ٹالسٹائے نے اپنی کتاب 'دی کنگڈم آف گوڈ آپ کے اندر ہے' اور تیسرے رسکن نے اپنی کتاب 'انٹو دس لاسٹ' سے۔ پہلا ہندستانی تھا دوسرا روسی اور تیسرا ایک انگریز۔ گاندھی جی اپنی پوری زندگی سیکھتے رہے اور اس پر چلتے رہے۔

ان کو پختہ یقین تھا کہ پرتشدد اقدام کی کوئی حد ہے اور یہ ناکام ہو سکتا ہے۔ عدم تشدد کی کوئی حد نہیں ہے اور اس میں کبھی ناکامی نہیں ملتی ہے۔ گاندھی جی نے اسے اپنی زندگی میں کر دکھایا اور وہ ان سینکڑوں ہزاروں ستیہ گرہ کرنے والے لوگوں کو یقین دلانے میں کامیاب رہے' جنہوں نے بڑے جوش وخروش کے ساتھ ہندستان کی جدوجہد آزادی میں حصہ لیا تھا۔ نچلی سطح پر عدم تشدد پر مبنی عوامی تحریک بالآخر کامیاب ہوئی۔ گاندھی جی کے لئے حصول آزادی کا مقصد' چاہے وہ شخص کے لئے ہو' چاہے ایک ملک کے لئے' چاہے دنیا کے لئے ہو' عدم تشدد کے اصولوں کے عین مطابق ہونا چاہئے۔ نوبل انعام یافتہ' بنگلہ دیش کے بینکر اور نامور ماہر اقتصادیات محمد یونس کو یقین ہے کہ آج کے افراتفری اور گڑبڑ کے ماحول میں جس میں ہم ہیں' ان کے اصول اور پیغام اتنے ہی اہم رہے ہیں' جتنے کہ وہ پہلے تھے۔ ان کا مزید کہنا ہے کہ گاندھی جی کے رواداری' عدم تشدد' بنی نوع انسان کے تئیں دردمندی اور پرامن بقائے باہم کے فلسفے کے دائرے میں رہتے ہوئے ہم ایک ایسی دنیا کے لئے مل جل کر کام کر سکتے ہیں' جس پر ہمارے پوتے اور پوتیاں نیز پڑپوتے اور پڑپوتیاں فخر کر سکیں۔

اسی طرح کے خیالات کا اظہار سوکا گکائی انٹرنیشنل کے صدر اور اقوام متحدہ کے امن انعام یافتہ' ڈائیسا کوا کیوڈا نے بھی کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آج کی الجھنوں اور تناؤ سے بھری دنیا میں عوام کے لئے پختہ اقدار اور قابل اعتماد فلسفے کی تلاش مشکل ہو جاتی ہے۔ ہم کس طرح تنازعوں اور جھگڑوں سے پاک سماج بنا سکتے ہیں؟ یہ طرز زندگی گاندھی جی کے ستیہ گرہ اور بنی نوع انسان کی عظمت

کی علامت ہے، جو ہم آہنگی اور میل جول کے لئے ہماری رہنمائی کرتی ہے تب ہی صبر وتحمل اور عدم تشدد سے دنیا میں ایک نئی صبح نمودار ہوگی۔

بنی نوع انسانی میں عدم تشدد کا ارتقا ایک قدرتی عمل ہے۔ دراصل یہ زندگی بھر ثابت قدمی، خود احتسابی اور اصلاح کا ایک شعوری عمل ہے، خواہ کوئی بھی چیلنج یا حالات ہوں۔ اکیسویں صدی تک میں بھی یہ پرامن اور ہم آہنگانہ بقائے باہم کے لئے ہمیشہ صحیح اور سادہ سا فارمولہ ہے۔

گاندھی جی کو عدم تشدد، چھوت چھات کا خاتمہ، کھادی کا استعمال اور ہندو مسلم اتحاد کا آدرش بہت عزیز تھا۔ سچائی کی تلاش ان کی زندگی کا اہم حصہ تھی۔ اس مقصد نے انہیں طاقت اور حوصلہ عطا کیا۔ وہ تمام مذاہب کی اچھائیوں کو اپنا لیتے تھے۔ تمام مذاہب کی مقدس کتابیں ہر ان کی پرارتھنا سبھا میں پڑھی جاتی تھیں۔ عدم تشدد ان کی زندگی کا اہم ترین اصول تھا۔

☆☆☆

ہندستان میں خلائی شعبے میں اپنی قابل رشک جگہ بنانے میں کامیاب

☆وزیر اعظم جناب نریندر مودی نے کہا ہے کہ ہندستان میں خلائی شعبے میں اپنی قابل رشک جگہ بنانے میں کامیابی حاصل کی ہے۔ ہمارے سائنسدانوں نے ایسی کامیابیاں حاصل کی ہیں جن سے ہر ہندستانی کا سر فخر سے اونچا ہو جاتا ہے۔ وزیر اعظم خلائی ٹکنالوجی پر مبنی اوزاروں اور مشینوں کی ترقی پر منعقد قومی اجلاس سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہندستان نے جب سے خلائی علوم کے شعبے میں قدم رکھا ہے تب سے یہ سوال کیا جاتا رہا ہے کہ کیا ہندستان جیسے غریب ملک کو ایسے شعبوں میں قدم رکھنا چاہئے۔ ہم خلاء میں نہیں جائیں گے تو کیا فرق پڑ جائے گا۔ ہم سیٹلائٹس پر اگر پیسے خرچ نہیں کریں گے تو کیا فرق پڑ جائے گا؟ یہ سوال آج بھی اٹھائے جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر وکرم سارابھائی کا موقف زیادہ معقول اور واضح نظر آتا ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ یہ سوال یقیناً فطری سا ہے کہ ہندستان جیسے غریب ملک کو خلائی شعبے کے مقابلے میں کیوں شامل ہونا چاہئے لیکن ہم خلائی میدان میں تحقیق وترقی کے شعبے میں ہندوستان کی انسانی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے قدم رکھ رہے ہیں۔ ہمارا مقصد مقابلہ کرنا قطعی نہیں ہے۔ ہمارے لئے سب سے بڑا چیلنج یہ ہے کہ ملک کے غریب سے غریب شہری کو کم سے کم خرچ میں ٹکنالوجی کا زیادہ سے زیادہ فائدہ کیسے پہنچایا جائے؟ ہمارے ملک کا غریب سے غریب شخص بھی اپنا کچھ نہ کچھ دماغ استعمال کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اگر جدت طراز بھارت اس موضوع پر کام کرے تو مجھے یقین ہے کہ ہم کہیں پیچھے نہیں رہ جائیں گے۔ اخبارات میں اکثر ایسے خبریں چھپتی رہتی ہیں کہ کسی کسان نے اپنے کھیت کی سینچائی کا پمپ گھر سے ہی چالو کر دیا۔ اس نے ایسا کس طرح کیا؟ اس نے اسے موبائل فون سے آپریٹ کیا۔ اس نے اپنی ٹکنالوجی تیار کی اور موبائل ٹکنالوجی کا استعمال کر کے اپنے گھر سے ہی یہ پتہ لگا لیا کہ بجلی آئی ہے اور پمپ چالو کر دیا۔ ہمیں آج اپنی تعلیم کا معیار درست کرنا ہے۔ کسی طرف سے یہ بات آئے گی کہ ملک کے اتنے مواضعات میں بجلی نہیں ہے، اتنے گاؤوں میں براڈ بینڈ کنکٹویٹی نہیں ہے تو کام کیسے ہوگا، اتنے گاؤوں میں آپٹیکل فائبر نیٹ ورک نہیں ہے تو کام کیسے ہوگا۔ جسے یہ سوچنا ہے وہ سوچتا رہے کہ ملک کے جتنے گاؤں اور شہروں میں یہ سہولیات دستیاب ہیں، وہاں لانگ ڈسٹینس ایجوکیشن سسٹم کے ذریعہ بڑے شہروں کے اسٹوڈیو میں بیٹھے بہترین ٹیچر بچوں کو تعلیم تو دے رہے ہیں۔ آج ہر محکمے کو، ہر شعبے کو اہلیت سازی کی فکر ستا رہی ہے۔ درست کہ ہم فطری طور پر ان چیزوں کو قبول کرنے کے عادی نہیں ہیں۔ لیکن جب ہم بھرتی کریں تو کم از کم ایسے نئے لوگ تو بھرتی کئے جانے چاہئیں جو سائنس سے وابستہ ہوں تاکہ ہمیں اہلیت سازی کی سہولت حاصل رہے۔ جن لوگوں کو یہ دلچسپی ہو، انہیں اس سلسلے کا سات یا دس دن کا خصوصی کورس بھی کرایا جا سکتا ہے۔ اگر ہیومن ریسورس ڈیولپمنٹ کا نظام اس طرح کا ہو تو ادارہ جاتی اہلیت سازی خود بہ خود شروع ہو جائے گی۔ اہلیت سازی صرف مالیاتی وسائل سے ہی نہیں آتی۔ ادارہ جاتی اہلیت کی بنیادی ڈھانچہ نہیں ہوتا، عمارت کیسی ہو؟ مشینیں کیسی ہوں؟ مالی نظام کیسا ہو؟ یہ سب کچھ نہیں ہوتا اس کی حقیقی بنیاد انسانی وسائل ہوتے ہیں۔ اگر آپ کے پاس بہترین انسانی وسائل موجود ہیں تو آپ کی کامیابی میں کوئی شبہ نہیں ہوگا۔ ہمیں اچھی منصوبہ بندی اور مدت مقررہ میں اس کی عمل آوری کے لئے ان مسائل کا بھرپور استعمال کرنا ہوگا۔ مجھے یقین ہے کہ یہاں آج دن بھی ہونے والے مذاکرات اور تبادلہ خیال میں اس بات کو پیش نظر رکھا جائے گا کہ عام آدمی اور خلائی ٹکنالوجی کے درمیان کوئی خلاء نہ رہ جائے۔ ہمارا اہم ترین کام ہوگا کہ اس خلاء کو بہر حال بھرا جائے۔ ہمیں اپنے اس خواب کو بہر حال پورا کرنا ہوگا۔ ان ہی نیک خواہشات کے ساتھ شکریہ!

☆☆☆

پروفیسر منوج جوشی، ڈاکٹر ارن بہادوریا، ڈاکٹر شیلجہ دیکشت

مہارتوں کی ترقی

کو بہتر بنا کر وسائل اور صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانا

عالمی اقتصادی فورم کی گلوبل ٹیلنٹ رسک رپورٹ (ورلڈ اکانمک فورم 2011) نے انتباہ کیا ہے کہ ہندستان اور برازیل جیسے ترقی پذیر ممالک ملازمتوں میں کمی کی وجہ سے بڑے پیمانہ پر مہارت میں گیپ کا سامنا کریں گے، صنعتی اداروں میں مطلوب مہارتوں اور تعلیمی نظام کے ذریعہ فراہم کی جانے والی مہارتوں کے درمیان ایک وسیع فرق ہے۔ نیشنل اسکل ڈویلپمنٹ مشن کی کوششوں کے باوجود، سن 2012 تک 500 ملین ہنر مند افرادی قوت کے ہدف کو حاصل کرنے کا کام بہت بڑا ہے۔

اقتصادی نشونما سے حمایت یافتہ اقتصادی ترقی کے تناظر میں، یہ ضروری ہے کہ مہارتوں کی ترقی کو ہندستان جیسے ملک میں سب سے زیادہ ترجیح دی جانی چاہے۔ خاص کر نوجوان طاقت کے ساتھ۔ یہ معلوم ہے کہ اقتصادی ترقی دو طریقوں سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ ایک موجودہ نظام میں کارکردگی میں اضافہ کرکے جو کہ معیشت کو پروان چڑھاتا ہے اور ترقی کو لضبوط کرتا ہے۔ دوسرا یہ کہ ایک نیا فریم ورک بنایا جائے جو کہ سیلف امپلائڈ کو نوجوانوں اور بزنس مینز کے لئے ماحولیاتی نظام کی حمایت کرتا ہے انکو مفید مہارتوں کا سیٹ فراہم کرکے، جو کہ اضافی طور پر معاشی طرقی کے لئے ایندھن کا کام کرتا ہے۔ دونوں کے اپنے امکانات اور حدود ہیں جیسا کہ فریم ورک میں بعد میں ذکر کیا گیا ہے۔ تاہم اس مجوزہ پالیسی پیپر میں مہارت کی ترقی بحث کے مرکز کی حیثیت سے ابھر کر سامنے آیا ہے۔ بہر حال, اقتصادی ترقی اور مہارت کی ترقی کا تصور جس کا نتیجہ اقتصادی خوشحالی ہے اس کو موجودہ اور بہتر شدہ مہارت اور زیادہ سے زیادہ وسائل استعمال کرکے راستے تلاش کرنا ہونگے۔

ادارتی کوششیں اور حاصل شدہ اسباق

حالیہ برسوں میں سرکار بڑے پیمانے پر غربت میں کمی اور استحقاق کی بنیاد پر مجموعی ترقی کو فروغ دینے کے لئے بڑی سرمایہ کاری کرنے پر خاہاں رہی ہے جیسے مہاتما گاندھی رورل امپلائمنٹ گارنٹی ایکٹ، قومی دیہی ذریعہ معاش مشن، نیشنل اسکل ڈوپلپمنٹ کارپوریشن اور مزید میک ان انڈیا کی پہل مجموعی خوشحالی اور ترقی کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہے۔ دراصل اس طرح کے اقدامات کے ذریعہ، ایک طرف وسائل کو زیادہ سے زیادہ استعمال کیا جارہا ہے اور کبھی کبھی ضرورت کے مطابق تحقیق اور جدت بھی پیدا کی جارہی ہے۔

''اسکل انڈیا'' اقدام اس سمت میں ٹھوس قدم ہے۔ جب عوام کے ذریعہ معاش کی بات آتی ہے، تو پہلی خصوصیت جو بحث چھیڑتی ہے وہ مہارت پر مبنی تعلیم ہے۔ ذریعہ معاش انڈیکس، مہارت، دستیابی، کامیاب منصوبے اور فلاح و بہبود کے راستے کی رسائی کو سمجھتا ہے۔ مزید، مہارت کی ترقی شاذ و نادر ہی اپنے طور پر آتی ہے۔ مواقع کو حاصل کرنے اور کنارے سے پرے جینے کے لئے لامتناہی کام کرکے اس کی نگرانی کی جاتی ہے۔ معاصر تعلیمی اداروں اور پالیسی سازی میں مہارت کی ترقی پر آگامی بحث میں زیادہ زور کاروبار کو فروغ دینے سے متعلق اسکل سیٹ پر دیا گیا ہے۔

وینچر سرمایہ دار اور دیگر سرمایہ کار تجارتی فیلڈ میں اب تک نہ دیکھے جانے والے نئے مواقع سے فائدہ اٹھانے کی تلاش میں ہیں، اور ساتھ ساتھ مہارت کو پھیلانے اور چمکانے کی بھی تلاش میں ہیں۔ پھر بھی، صلاحتیں کامیاب منصوبوں میں کم ہی نتیجہ خیز ثابت ہوتی ہیں اور روزگار کے وسائل کا کافی پول کم ہی پیدا کرتی ہیں۔ سماجی مفلسی اور متعلقہ سماجی مسائل معاشی خوشحالی، نشونما اور ترقی کے مقاصد کو محسوس کرنے کے راستہ میں روکاوٹ ہے۔

مصنفین ایمٹی یونیورسٹی، لکھنو سے وابستہ ہیں۔

اقتصادی ترقی کی راہ میں اسکل ڈویلپمنٹ کا کردار

مہارت کی ترقی کو صلاحیت کے طور پر پہچانا جا سکتا ہے جسے ٹریننگ اور تجربہ سے حاصل یا تیار کیا جا سکتا ہے۔ عالمی رہنماؤں نے اپنی قومی پالیسیوں کے ذریعہ اسکل ڈویلپمنٹ کے اثر اور کردار کا اعتراف کیا ہے۔ یہ جدت طرازی اور کاروباری سرگرمیوں سے فائدہ اٹھانے اور مارکیٹ کے بدلتے مطالبات کو اپنانے کی افراد کی صلاحیت کو مضبوط کرتا ہے۔ اسکل ڈویلپمنٹ کے بنیادی دائرہ کے علاوہ یہ اس لئے بھی ضروری ہے مسابقت کے تناظر میں بدلتی ہوئی معیشتوں کے نئے مطالبات کو پورا کرنے کے لئے مواقع اور چیلنجز سے نمٹا جا سکے۔

ملکوں کے مستقبل کی خوشحالی کا دارومدار بالآخر اس بات پر ہے کہ کتنے افراد روزگار میں ہیں اور وہ کام میں کس قدر مفید ہیں۔ یہ ایک متحرک منظر نامہ ہے جہاں سب سے زیادہ کامیاب اور ترقی یافتہ ممالک وہ ہونگے جو ووکا کا مقابلہ کر سکیں۔ (ووکا یعنی اتار چڑھاؤ، بے یقینی کی صورت، پیچیدگی، اور پوشیدگی) (عابدی اور جوشی، ۲۰۱۵) لہذا اسکل ڈویلپمنٹ کو لازمی طور پر سرکار کی مداخلت کے ساتھ وسیع تر اضافہ، ملازمت اور ترقی سے جوڑا جا سکتا ہے۔

ہندستان کے ساتھ موجودہ مسابقتی برتری

بوسٹن کنسلٹنگ گروپ سے کیا گیا ایک مطالعہ بتاتا ہے کہ سنہ 2020 تک دنیا میں 47 ملین کام کرنے والے لوگوں کی کمی کی توقع ہے۔ دوسری جانب، ہندستان ایک ترقی کی رفتار پر ہے اور اسکی باصلاحیت آبادی دنیا بھر میں شہ سرخیاں بنا رہی ہے۔ آج یہ 15 سے 59 سال کی کام کرنے کی عمر کے گروپ میں 62 فیصدی سے زائد آبادی کے ساتھ دنیا میں سب سے کم عمر ممالک میں سے ایک ہے اور کل آبادی میں سے 54 فیصدی سے زیادہ آبادی 25 سال کی عمر سے کم ہے۔ ہندستان میں سن 2022 تک 56 ملین کام کرنے والے افراد اضافی ہونگے۔ یہاں تک کہ آج بھی تقریبا 12 ملین نوجوان ہر سال افرادی قوت (مارکیٹ) میں داخل ہوتے ہیں، جو کہ، اگر ہنرمند اور تعلیم یافتہ ہوں تو ایک عظیم انسانی وسائل کا پول ہو سکتا ہے۔ اور نہ صرف ابھرتے ہوئے ہندستانی مارکیٹ کی خدمت کر سکتے ہیں بلکہ عالمی معیشت کو مضبوط بنا سکیے ہیں۔

(پلاننگ کمیٹی پالیسی ڈاکومینٹ، بارہواں پنج سالہ منصوبہ)

ہندستان دوسرے کئی ایشیائی ممالک کی طرح، پانچ طرح کی لیبر مارکیٹ تبدیلیوں سے گزر رہا ہے، زراعت سے عدم زراعت، دیہات سے شہر، غیر منظّم سے منظّم، سیلف امپلائمنٹ روزے سے مناسب روزگار اور اسکول سے کام کی طرف۔

ہندستان کی آبادی جسے طویل عرصہ سے ایک لعنت سمجھا جاتا تھا وہ ایک مطلوبہ آبادیاتی حصہ بن چکی ہے۔ لیکن ایک آبادیاتی حصہ سے مراد صرف لوگ نہیں ہیں، اس سے مراد مہارت یافتہ، تعلیم یافتہ یا ملازمت یافتہ افراد ہیں۔ کم قیمت مزدوری اور ایک صالح ٹیلنٹ پول ہندستان میں پائے جانے والی ممتاز خصوصیات میں سے ہے۔ واضح طور پر اپنی عالمی مسابقت کو ایک علم پر مبنی معاشرے کی حیثیت سے تقویت دیتے ہوئے۔ (سبراول 2013)

مہارت کے گیپ کو پر کرنا: ہندستان میں مہارت کی تربیت کے مواقع

اس دوران کہ عالمے آبادی کی عمر تیزی سے ڈھل رہی ہے، ہندستان دنیا کا سب سے کم عمر آبادی والے ممالک میں سے ایک ہونے کے ناطے آبادیاتی حصہ کے حوالے سے ایک اسٹریٹجک خصوصیت کا حامل ہے۔ جبکہ ہندستان کی تین چوتھائی آبادی غیر مہارت یافتہ (بے ہنر) ہے۔

عالمی اقتصادی فورم کی گلوبل ٹیلنٹ رسک رپورٹ (ورلڈ اکانمک فورم 2011) نے انتباہ کیا ہے کہ ہندستان اور برازیل جیسے ترقی پذیر ممالک ملازمتوں میں کمی کی وجہ سے بڑے پیمانہ پر مہارت میں گیپ کا سامنا کریں گے، صنعتی اداروں میں مطلوب مہارتوں اور تعلیمی نظام کے ذریعہ فراہم کی جانے والی مہارتوں کے درمیان ایک وسیع فرق ہے۔ نیشنل اسکل ڈویلپمنٹ مشن کے کوششوں کے باوجود، 2012 تک 500 ملین ہنرمند افرادی قوت کے ہدف کو حاصل کرنے کا کام بہت بڑا ہے۔

مواقع کے استعمال اور معاشی ترقی کے درمیان گیپ

1۔ کم ترقی یافتہ ملکوں میں زندگی گزارنے کے کمزور ڈھانچے جیسے وسائل کی غیر متوازن تقسیم، ذیلی تقسیم، زمین پر قبضہ کی حصہ داری، کمزور کنیکٹیوٹی، نچلے سطح کی بیداری اور تعلیم، ترقیاتی عمل کی طرف پسماندہ اور مزاحمتی پہنچ (اپروچ)، غریب، ناقابل رہائش اقتصادی طور پر کمزور اور غیر مستحکم رہائش گاہوں کا سبب بنی ہے۔

2۔ محصول کو مستحکم کرنے کے لئے پیداوار اور عمل کی بہترین ٹکنالوجی پر زور دیتے ہوئے اور غور کرتے ہوئے، فصلوں کے لئے مناسب زرعی ماحول، قدرتی وسائل کے انتظام، اقتصادی اور سیاسی تقسیم کے نظام کی خلا کو پر کرنے میں تنوع کے ذریعہ مئوثر سرمایہ کاری اور کاروبار پر مبنی اقدامات کی سختی سے ضرورت ہے۔ (مثلا مٹی اور پانی کا تحفظ)۔

3۔ بذات خود پائیدار نظام کے ہدف کو حاصل کرنے کے مقصد کے لئے آمدنی پیدا کرنے والی متبادل سرگرمیاں بنانے کے لئے آپریشنل نقطۂ نظر (مثلا چھوٹے انٹرپرائز کی ترقی کی سرگرمیاں)۔

4۔ دفاعی حکمت عملی کو مضبوط بنانے کی ضرورت جو کہ اقتصادی طور پر، ماحولیاتی طور پر عالمی اور بالخصوص مقامی سطح پر پائیدار ہو (مثلا زراعت کے علاوہ موسمی اعتبار سے مناسب روزگار)

5۔ جھٹکے سے سہارا فراہم کرنے کے لئے اضافی اسٹاک کی دستیابی بڑھانے کے لئے سائٹ پر انونٹری مینیجمنٹ اور نفاذی صلاحیت میں بہتری لانا۔

6۔ مشترکہ ملکیت اور رسد کے انتظام میں کمیونٹی کی شرکت کے ذریعہ بہتری لانا۔

سپلائی کو مطالبے سے ملانے اور مربوط کرنے میں پریشانیاں

قیاس شدہ بے روزگاری خدمات حاصل کئے جانے والے کارکنوں کی دستیابی کی پورے طور پر عکاسی

نہیں کرتی ہے اس لئے بھی خالی اسامیوں کی قیاس شدہ سطح ملازمتوں کی دستیابی کی پورے طور پر عکاسی نہیں کرتی ہے۔(ڈائمنڈ 2011)

روزگار اور پروڈکٹیوٹی کے نمونے اہم عدم مطابقت کوظاہر کرتے ہیں۔

ہندستان میں 93 فیصدی افرادی قوت غیر رسمی ملازمت (روزگار) میں ہے جو کہ جانبی کاروباری اداروں اور مجموعی طور پر کم پیداوار (افادیت) سے دوچار ہے۔58 فی صد قوت زراعتی روزگار میں ہے جو کہ مجموعی ملکی پیداوار (جی ڈی پی) میں صرف 15 فیصدی شراکت دیتی ہے۔چین کی پیپلز جمہوریہ (پی آر سی) کے پچاس فیصدی کے مقابلے میں صرف 12 فیصدی افرادی قوت مینوفیکچرنگ میں ہے۔کم ہنر مند منظم مینوفیکچرنگ ایک درمیانی پرت بنانے کا کام کریگی جو کہ مشکل زراعت سے غیر زراعت کی پرف منتقل کرنے میں مدد کرے گی۔ہندستان کی آدھی سے زیادہ لیبر فورس سیلف ایمپلائڈ ہے، جو کہ بدقسمتی سے کاروباری توانائی کا اشارہ نہیں کرتی ہے کیونکہ زیادہ تر سیلف ایمپلائڈ کام کرنے والے غریب ہیں۔

زیادہ تر لوگ بہاؤ (فلو) پر توجہ دیتے ہیں۔ایک ملین نوجوان لوگ اگلے 20 برسوں تک ہر مہینے لیبر فورس میں شامل ہو رہے ہیں۔لیکن ایک بڑا موقع اسٹاک ہے۔دوسوملین افراد جو کہ پہلے سے لیبر فورس میں ہیں بلکہ کھیتوں اور دوسری جگہوں پر کم یفادیت میں پھنسے ہیں انکو نئے آلات مہیا کرنا۔سن 2011 میں سرکاری طرف سے چلائے جانے والے 1200 محکمہء روزگار نے صرف تین لاکھ ملازمتیں فراہم کرائی ان چالیس ملین افراد کے مقابلے جو کہ محکمہ روزگار میں رجسٹرڈ ہیں۔

(مکنزی، 2014)

تعلیم یافتہ اور ہنر مند کارکنوں کے ایک پول کی تشکیل کے ساتھ مسائل

ایک بہتر تعلیمی نظام کے لئے وسیع اصولوں سے تعلق بنانا ہوتا ہے جو بہتر معیار کے قوانین اور مراعات کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں اور ایک ماحولیاتی نظام کی تخلیق جہاں تعلیم یافتہ اور ہنر مند افراد کی تیاریاں مستقبل کی ضرورتوں کے ساتھ لائن میں ہیں۔بنیادی چیلنجز جنکا تعلیمی نظام کو سامنا ہوتا ہے وہ مختلف تعلیمی مراحل میں اعلی سطح پر تعلیم ترک کرنا ہے۔تقریبا 35 فیصدی طلبہ جو اسکول شروع کرتے ہیں وہ دسویں کلاس تک نہیں پہنچتے۔26 ملین جو دسویں کا فائنل امتحان دیتے ہیں اس میں سے دس ملین پاس نہیں ہو پاتے۔16 ملین جو کہ 12ویں گریڈ کا امتحان دیتے ہیں اس میں سے 8 ملین طلبہ امتحان کلیر نہیں کر پاتے۔8 ملین میں سے صرف پانچ ملین جو کامیابی کے ساتھ 12ویں گریڈ کے امتحانات سے گزرتے ہیں وہ کالج تک پہنچ جاتے ہیں۔تعلیم یافتہ اور مہارت یافتہ کارکنوں اور پیشہ وروں کے ایک مضبوط پول کے تیاری کے لئے تعلیم کی نچلی سطح پر بہتر تکمیل اور منتقلی کی شرح کی ضرورت ہے۔(سبراول، 2013)

غریب اور پسماندہ افراد کا تناسب بھی ان لوگوں میں زیادہ ہے جو جلد تعلیم ترک کر دیتے ہیں جو کہ اعلی تعلیم کے التحاق اور حصولیابی کو قدرتی طور پر غیر منصفانہ بناتا ہے۔ناچھینی جانے والی سلامتی اور تحفظ کے ذریعہ مطلوبہ اسکل سیٹ پیدا کرنے کی ضرورت ہے ان بنیادی ضرورتوں کی طرف جنکا تعلق صحت، تعلیم اور معاشرہ سے ہے۔اس کے علاوہ نتیجہ خیز ذریعہ معاش کا انحصار مختلف اجزاء پر ہے جیسے:

1۔کاروبار کے مواقع اور ترقی کی سلامتی
2۔اقتصادی سکیورٹی (آمدنی، مہارت، وقت)
3۔غذائی سکیورٹی (پانی اور صفائی سمیت صحت، سایہ، ماں اور بچہ کی دیکھ بھال)
4۔ماحولیاتی بیداری سکیورٹی
5۔تعلیمی حصہ داری سکیورٹی
6۔ کمیونٹی کی شرکت (نسلی گروپ، مذہبی وابستگی)۔
7۔ہیبیٹیٹ سکیورٹی
8۔کھانے کی سکیورٹی
9۔صحت کی سلامتی
10۔سیاسی اور قانونی سکیورٹی

انسانی سرمایہ، مہارت میں اضافہ کس طرح اقتصادی ترقی کی طرف گامزن کرتا ہے۔

خلا کو پر کرنے کے لئے مطلوبہ اسکل سیٹ

1۔پیرامڈ کے نچلے حصہ میں رہنے والے عوام کے لئے اسکل سیٹ دوبارہ مقرر کرنے کی ضرورت ہے۔رسائی اور مطابقت اب تک کافی اسکل سیٹ پیدا کرنے میں ناکامی کی اہم وجہ رہی ہیں۔

2۔نوجوانوں میں تصور پر مبنی صلاحیت کی ضرورت ہے جس سے وہ موقع کو پہچان لیں اور اسکو حاصل کرنے کے لئے تیار رہیں۔

3۔نوجوانوں میں بنیادی کاروباری اسکل سیٹ کی ضرورت ہے اسی طرح ین لوگوں میں جو کسی بھی طرح کے کاروبار سے وابستہ ہیں۔

مہارت کا استعمال بحالی اور ترقی کے عمل میں بہتری کو پالیسی پیکیج کے بنیادی حصر کی حیثیت سے تیزی سے پہچانا جا رہا ہے جو کہ پائیدار طویل مدتی ترقی، روزگار پیدا کرنے اور آمدنی اور مواقع کی منصفانہ تقسیم میں اہم کردار نبھانے کے لئے ضروری ہے۔

حال ہی میں اوسی ڈی کی جانب سے جاری کردہ حکمت عملی برائے مہارت (اوسی ڈی، ۲۰۱۲) نے سرکاری طرف سے کارروائی کے لئے تین شعبوں کی ترف اشارہ کیا ہے، متعلقہ مہارت کو ترقی دی جائے، ان مہارتوں کو شروع کیا جائے اور ین مہارتوں کو کسی استعمال میں لایا جائے۔

مہارت کی ترقی کے لئے فریم ورک

جیسا کہ پیپر کے شروع میں کہا گیا ہے کہ اقتصادی ترقی دو طریقوں سے حاصل کی جا سکتی ہے، سب سے پہلے موجودہ نظام میں کارکردگی میں اضافہ کر کے جو کہ معیشت میں مدد کرے اور ترقی میں اضافہ کرے لیکن اسکا اسکوپ محدود ہے۔دوسرا یہ کہ بالکل نیا فریم ورک تیار کیا جائے جو کہ کاروبار یا سیلف امپلائمنٹ کی طرف ماحولیاتی نظام کو سہارا دے، ان کو مفید اسکل سیٹ فراہم کر کے، جو کہ براہ راست اقتصادی ترقی کو فروغ دے اور اسکا اسکوپ بھی بہت بڑا ہے۔

مصنفین مہارت کی ترقی کے ذریعہ مواقع کے

حصول کے لئے ایک اصلاحی فریم ورک تجویز کررہے ہیں۔

روٹ 1: افرادقوت کوموجودہ اقتصادی نظام کے اندر ہی اسکل سیٹ فراہم کر کے انکی افادیت میں اضفہ کے ذریعہ ترقی کو بہتر بنانا۔ اس طرح، اسکا مطلب موجودہ صنعت (فرموں) کے ذریعہ مطلوبہ اسکل سیٹ فراہم کرنا ہے لیکن یہ محدود اسکوپ کے ساتھ سیرابی تک پہنچنے کے قریب ہے۔ تاہم اس روٹ کو حاصل کیا جاسکتا ہے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ کچھ مواقع ہیں جنکو موجودہ کمپنیوں میں روزگار کی کمی کی وجہ سے ابھی تک حاصل نہیں کیا گیا ہے۔ یہ ثبوت ہے کہ یہاں ایک بڑا گیپ ہے جو کہ موجودہ کمپنیوں کو روزگار کے لئے پہلے سے مطلوب مہارتوں میں کمی کی وجہ سے اجازت نہیں دیتا۔ نئی اور پرانی معیشت میں روایتی صنعت ہی سب کچھ ہے جہاں ہم اسکل سیٹ کی کمی کی وجہ سے موجودہ مواقع اور روزگار کے درمیان گیپ کا پتہ لگاسکتے ہیں۔

روٹ 2۔

یہ زیادہ تر حالیہ جدید معیشت اور اگلے بیس سالو ں کے لئے اندازہ کی گئی معیشت میں نئے سرے سے مواقع پیدا کرنے کا ایک کاروباری فریم ورک ہے، یہاں ایک کاروباری ماحول پیدا کرنے کی ایک پوشیدہ خواہش ہے جو کہ غیر محدود اسکوپ پیش کرتی ہے حالانکہ اسکے دو ذیلی راستے ہیں۔

روٹ 2- راستہ 1:۔

یہاں ضروری طور پر غیر حاصل شدہ مواقع ہونا چاہئے جسکو نوجوانوں کو اضافی اسکل سیٹ سے تقویت دے کر انکے روزگار کو بڑھانے کے ذریعہ اسکو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔

روٹ 2- راستہ 2۔

یہ مکمل طور پر نئے مواقع پیدا کرنے پر زور دیتا ہے اس نئے اقتصادی نظام میں جو کاروباری لوگوں کی پرف سے تقویت شدہ ہے اور ہمیشہ اقتصادی ترقی کو فروغ دینے کیلئے بہتر صلاحیتوں کی تلاش میں رہتا ہے۔ یہ مہارت کی ترقی کی فراہمی، صلاحیت میں اضافہ اور وسائل دونوں پر زور دیتا ہے جو کہ موجودہ کمپنیوں کو پیش کش میں جدید تر مواقع سے فائدہ کی اٹھانے کی طرف متوجہ کراتا ہے اور ساتھ ساتھ جدید تر مجوزہ چیلنجز کے لئے ان کو تیار ہونے کے لئے بھی متوجہ کراتا ہے۔

دونوں راستوں کو پہلے سے مطلوب ضروری مہارت کے ساتھ نئے یا موجودہ مواقع سے مطابقت رکھنا چاہئے جو کہ روزگار کے لئے معاون ثابت ہوں۔ نتیجہ یہ سرمایہ کاری، روزگار اور افادیت میں اضافہ کا باعث ہوگا۔ مکمل عمل کی حصہ داری موجودہ بڑی کمپنیوں سے جو کہ ترقی یافتہ اور پروگریسو ہندستان کی ترف رہنمائی کا سبب ہوگی۔

☆☆☆

اسمارٹ سٹی کے فروغ کیلئے مربوط حل کی پیشکش

☆شہری ترقیات اور ہاؤسنگ نیز شہری غریبی کے خاتمے کے وزیر اور سیمنس اے جی اور یو این او نیز یو این ڈی پی کے اعلیٰ سطحی وفود کے درمیان اسمارٹ سٹی مشن اور ہاؤسنگ فار آل مشن جیسے شہری علاقوں سے متعلق نئے اقدامات پر تفصیلی تبادلہ خیال ہوا۔ سیمنس کے صدر اور سی ای او جناب جو کیسر کی قیادت والے ایک پانچ رُکنی وفد اور ایچ ڈی ایف سی بینک کے جناب دیپک پاریکھ نے جناب ایم وینکیا نائیڈو سے ملاقات کی اور اسمارٹ سٹی مشن میں شمولیت سے متعلق ممکنہ شعبوں کے بارے میں تبادلہ خیال کیا۔ جناب کیسر نے گزشتہ 45 برسوں سے زیادہ کی مدت میں ہندستان میں سیمنس کی بڑھتی ہوئی موجودگی کا ذکر کرتے ہوئے شہری شعبے میں نئے اقدامات کے تناظر میں ہندستان کی ترقی کی کہانی میں ہندستان کے ساتھ شراکت داری کو مزید مضبوط کرنے کے تئیں اپنی گہری دلچسپی کا اظہار کیا۔ وفد نے کہا کہ سیمنس کے تجربے اور مہارت کے پیش نظر کمپنی ممکنہ اسمارٹ سٹیز کا مربوط حل پیش کرنے کی پوزیشن میں ہے۔ جس میں شہری بنیادی ڈھانچے توانائی، سیکورٹی، کچرا بندوبست اور گورننس پلیٹ فارمس وغیرہ کے شعبے شامل ہیں۔ کمپنی ان شعبوں کی منصوبہ بندی سے لے کر اُن کے نفاذ تک میں اپنا کردار ادا کرنے کی اہلیت رکھتی ہے۔ وفد نے سی آئی آئی کے ساتھ اسمارٹ سٹی مشن میں شمولیت سے متعلق ہوئے ایک مفاہمت نامے کا بھی ذکر کیا جو کنسورٹیم کے تصور پر مبنی ہے۔ جناب وینکیا نائیڈو نے سیمنس کے نمائندوں اور وزارت کے سینئر اہلکاروں کو مشورہ دیا کہ وہ مزید تبادلہ خیال کریں اور ایک ایک شہر کو ذہن میں رکھ کر اس سے متعلق مربوط حل تیار کریں تا کہ شہری مقامی ادارے اس پر غور وفکر کرسکیں۔ یو این کے ریزیڈینٹ کوآرڈینیٹر اور یو این ڈی پی کے ریزیڈینٹ نمائندہ جناب یوری افنسیو کی قیادت میں یو این اور یو این ڈی پی کے ایک وفد نے بھی جناب وینکیا نائیڈو سے ملاقات کی اور شہری شعبے سے متعلق نئے اقدامات کے نفاذ کے تناظر میں تعاون کے ممکنہ شعبوں کا جائزہ لیا۔

ہند اور بیلا روس نے تجارتی ہدف طے کیا

☆تجارت اور صنعت کی وزیر مملکت (آزادانہ چارج) محترمہ نرملا سیتارمن نے 7 ستمبر کی منسک، بیلا روس میں ہند بیلا روس بین حکومتی کمیشن برائے تجارت، معیشت، سائنسی اور ٹکنالوجیکل کلچرل تعاون کے ساتویں اجلاس کی مشترکہ طور پر صدارت کی۔ بیلا روس کے وفد کی قیادت وہاں کے وزیر صنعت جناب وٹالی میخاٹلووچ ووک نے کی۔ میٹنگ کے دوران اس بات سے اتفاق کیا گیا کہ دونوں فریقوں کی موجودہ تجارتی سطح 400 ملین ڈالر دونوں ملکوں کے درمیان لین دین کی گہری صلاحیت کی عکاسی نہیں کرتی' لہٰذا 2018 کے لئے تجارتی ہدف ایک بلین ڈالر مقرر کرنے پر اتفاق کیا گیا۔ دونوں فریقوں نے دواؤں اور کان کنی کی مشینری، توانائی، کیمیاوی کھاد اور سیاحت میں تعاون کے امکانات تلاش کرنے سے اتفاق کیا۔ محترمہ نرملا سیتارمن نے بیلا روس کے صدر جناب الکزانڈر لوخاشنکو سے بھی ملاقات کی جس میں ہندستانی دواساز کمپنیوں کو بیلا روس دوائیں برآمد کرنے میں پیش دشواریوں، پوٹاش کھاد اور ہندستانی بیوپاریوں کی ویزا سے متعلق تشویش کے موضوعات زیر غور آئے۔ دونوں فریقوں نے کمیشن کا اگلا اجلاس 2016 میں نئی دہلی میں باہمی سہولت کی تاریخوں میں منعقد کرنے سے اتفاق کیا۔

یوم اساتذہ کے موقع پر وزیر اعظم کا خطاب

☆طلبا اور سبھی اساتذہ! 5 ستمبر بھارت کے سابق صدر ڈاکٹر رادھا کرشنن جی کا یوم پیدائش یوم اساتذہ کے طور پر منعقد کیا جاتا ہے لیکن کل کرشن جی کا بھی یوم پیدائش اور رادھا کرشنن جی کا بھی یوم پیدائش آ گیا لہٰذا طلبا سے خطاب کا مجھے آج موقع ملا ہے بعض اوقات لوگ کہتے ہیں کہ یوم اساتذہ پر طلبا کے ساتھ کیا وقت گزارتے ہو میرا تجربہ ہے کہ استاد کی پہچان اس کا شاگرد ہوتا ہے۔ شاگرد ہی اپنی تعلیم و تربیت اور رویہ سے اپنے استاد کا نام روشن کرتے ہیں اور دنیا میں شاید ہی ایسا کوئی شخص ہوگا جو اس بات کو تسلیم نہ کرے کہ اسکو بنانے سنوارنے میں اس کی ماں اور اس کے استاد کا ہاتھ ہے۔ ہر شخص کی زندگی میں۔ کسی بھی شخصیت کی سوانح عمری پڑھ لیجیے سب نے اپنی ماں اور اپنے استاد کا ذکر ضرور کیا ہے۔ ماں جنم دیتی ہے اور گرو زندگی سنوارتا ہے، زندگی کو بہتر ڈھنگ سے سمجھنے کی صلاحیت عطا کرتا ہے۔ ہم لوگوں کے دل پر بھی استاد کا اتنا اثر ہوتا ہے کہ اگر استاد کلاس میں یہ کہہ دے کہ رات کو سوتے وقت تکیہ اس انداز سے رکھنا تو طلبا بھی یہ نہیں پوچھتے کہ کس نے کہا کیوں کہا، کس حکیم ڈاکٹر کا مشورہ ہے اور ہمارے دل میں یہ بات جم جاتی ہے کہ ہمارے استاد نے تکیہ رکھنے کا یہ طریقہ بتایا ہے لہٰذا اس بات کو ساری زندگی نہیں بھول پاتے ہیں۔

ہر انسان کی زندگی میں کوئی نہ کوئی بات ایسی ضرور ہوتی ہے جو اس نے اپنے استاد سے سیکھی ہو خواہ وہ کتنی بھی مشکل کیوں نہ ہو۔ اس طرح طلبا کے دل میں اپنے اساتذہ کی بہت زیادہ اہمیت ہے اور اساتذہ کی زندگی طلبا کے بغیر ادھوری ہے اور اگر دونوں کے مابین آپسی افہام و تفہیم نہ ہو تو ایک خلا پیدا ہو جاتا ہے۔ کبھی میں سوچتا ہوں کہ میرے جن دوست اساتذہ کو لکھنے کا شوق ہے وہ اپنی زندگی میں آنے والے بہترین طلبا کی سوانح عمریاں لکھیں۔ جب صرف اچھے نمبر لانے والے بچوں پر ہی توجہ مرکوز رکھنا ہی میں ٹھیک نہیں سمجھتا ایسے استاد کو میں ادھورا استاد مانتا ہوں۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے ایک عمر کے بعد بچوں کا زیادہ وقت اپنے اساتذہ کے ساتھ ہی بیتا ہے لہٰذا بچے اپنی زندگی میں استاد کو اپنا آئیڈیل بھی مانتے ہیں۔ ڈاکٹر رادھا کرشنن نے اپنی زندگی کے اعلیٰ مقام پر پہنچنے کے باوجود بھی اپنے اندر چھپے ہوئے ایک استاد کے گرو کو بھی امر کر دیا۔ استاد پر کبھی عمر غالب نہیں آتی، استاد کبھی ریٹائر ہو ہی نہیں سکتا اگر وہ بہتر استاد ہے تو وہ تاعمر تعلیم دیتا رہے گا اپنے ہر عمل سے۔ دیہاتوں میں 80-90 سال کی عمر استاد بھی اپنے نہ صرف بیٹوں بلکہ اپنے پوتے پوتیوں کو ہی تعلیم دیتے رہتے ہیں۔ پوتے کہتے ہونگے دادا نصاب بدل گیا ہے لیکن دادا کے اندر بیٹھا ہوا استاد پڑھانے پر مجبور ہے۔ ہم سے بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کو بہت سے ایسے اساتذہ ملے ہیں کہ جن کو ڈاکٹر رادھا کرشنن سے استفادہ کرنے کا موقع نہیں ملا۔ لیکن ڈاکٹر عبدالکلام جی کو تو ہم نے بہت قریب سے دیکھا ہے۔ یہ بھی بھارت کے صدر تھے اور بچوں پر بہت پیار و الفت نچھاور کرتے تھے ایک بار کسی نے ان سے سوال کیا کہ آپ کے بعد آپ کو کیسے یاد رکھا جائے، تو اے پی جے ابوالکلام نے عرض کیا کہ ''اگر مجھے یاد رکھنا چاہتے ہو تو مجھے ایک استاد کی شکل میں یاد رکھنا'' اور یہ صرف ان کی لفاظی نہیں تھی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ صدر جمہوریہ کے عہدے سے سبکدوش ہونے کے بعد وہ دوسرے ہی دن چنئی چلے گئے اور چنئی جا کر بچوں کو پڑھانا شروع کر دیا۔ اور آخر وقت میں بھی وہ طلبا کو تعلیم دیتے ہوئے اس دار فانی سے کوچ کر گئے ایک استاد ہونے کے ناطے اور تعلیم کے تئیں ان کے لگاؤ کا بھی نتیجہ تھا کہ وہ طلبا کے ساتھ تبادلہ خیال کرتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ ہمیں اس کو تسلیم کرنا ہوگا کہ یوم اساتذہ نہ صرف ہمارے ہی ملک میں منایا جاتا ہے بلکہ پوری دنیا میں منعقد کیا جاتا ہے اور یہ نظام اسی طرح برقرار رہنا چاہیے۔ طلبا کے اساتذہ کے تئیں عزت و احترام اور تعلیم کے لیے اپنے کو وقف کر دینا نیز اساتذہ اور طلبا کے مابین ایک تعلق برقرار رکھنا۔ یہ ایک ایسی جوڑی ہے جس پر جتنا بھی رشک کیا جائے کم ہے اور اس سے حیات انسانی پر بڑے مثبت اثرات رونما ہوتے ہیں اور زندگی گزارنے کا طریقہ بہتر ہوتا ہے۔ ضروری نہیں کہ بڑے لوگ ہی استاد بنیں بلکہ اچھا استاد کوئی بھی بن سکتا ہے۔ مجھے ایک بار کسی بچے کے سرپرست نے بتایا کہ ایک آنگن باڑی میں ایک ملازمہ تھی، بہت غریب اس نے ایک بار یہ کیا کہ اپنی پرانی ساڑی کو بجائے برتنوں کے عوض فروخت کرنے کے اس ساڑی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے رومال کی شکل میں کاٹے، رومال کا شیپ دینے کے لیے ساڑی کا باڈر کاٹ دیا اور بازار سے اپنے ذاتی پیسوں سے پن خرید لائی اور آنگن باڑی کے 22-20 بچوں کے وہ رومال پن سے لگا دیئے اور انھیں رومال استعمال کرنے کے طور طریقے بتائے کب اور کس موقع پر رومال کا استعمال کیا جاتا ہے۔ روزانہ وہ ان بچوں کو سکھاتی اور چھٹی کے وقت بچوں سے وہ رومال واپس لے کر گھر جا کر انھیں دھوتی اور دوسرے دن پھر بچوں کو پن لگا کر انھیں استعمال سکھاتی۔ جبکہ بڑے گھروں میں یہ ہوتا ہے کہ لوگ برتن والے کا انتظار کرتے ہیں کہ پرانے کپڑوں کے عوض برتن لے لیں گے۔ استاد کا یہ جذبہ دراصل بے لوث ہوتا ہے اور وہ اپنے طلبا کو آداب و تہذیب کے سب طریقے سکھا کر سکون محسوس کرتا ہے۔ اس سے زندگی سنورتی ہے جس طرح ایک کمہار کچی مٹی کو جو بھی شیپ دے دیتا ہے مٹی سوکھ کر وہی شکل اختیار کر لیتی ہے ایک ہاتھ سے مٹی سنبھالتا ہے اور دوسرے ہاتھ سے شکل دیتا جاتا ہے۔ استاد بھی ایک ایک بچے کی زندگی سنوارنے میں نہایت اہم رول ادا کرتا ہے۔ آج یوم اساتذہ کے موقع پر یقیناً اساتذہ کے دلوں میں اپنے طلبا کے تئیں اور طلبا کے دلوں میں اپنے اساتذہ کے تئیں ایسے ہی کچھ جذبات کروٹ لے رہے ہونگے یہ صرف پیشہ وارانہ نہیں ہیں بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ ہیں۔ ایک ڈاکٹر اگر کسی خطرناک مرض کا آپریشن کر کے کسی کی زندگی بچانے میں کامیابی حاصل کرتا ہے تو اخبارات کی سرخی بن جاتا ہے۔ لیکن ایک استاد اپنی زندگی ایسے ہی سو ڈاکٹر بنا دے تو اس استاد کی طرف کسی کا بھی دھیان نہیں جاتا ہے۔ آج کا دن اس بات کو یادگار بنانے کا دن ہے اگر کسی ملک کی تعمیر و ترقی میں ایسے کوئی ڈاکٹر، انجینئر یا سائنسداں اپنی خدمات پیش کر رہا ہے تو اس کے پیچھے کسی نہ کسی استاد کا ہاتھ ہے۔ وزیر اعظم نے اپنے بچپن کو یاد کرتے ہوئے بتایا کہ گاؤں میں ٹیچر کا گھر دراصل عزت و احترام کا مرکز ہوتا ہے۔ اگر آپ کے گھر میں کوئی مذہبی تقریب منعقد ہو رہی ہے یا کوئی اور تقریب سب سے پہلے پرساد کو گاؤں کے ٹیچر کے گھر رکھوایا جاتا تھا گویا کہ استاد کا گھر نہایت قابل بھروسہ مانا جاتا تھا۔ ان روایتوں کا ہمیں احیاء کرنا چاہیے، کیونکہ ہر بات روپے پیسے سے نہیں تولی جاتی ہے، رسم و رواج اور تہذیب و ثقافت خریدی نہیں جاتی بلکہ بڑوں سے اور استادوں سے سیکھی جاتی ہے۔ لہٰذا انھیں پھر رواج دینا چاہیے۔ یوم اساتذہ پہلے بھی منعقد ہوتا تھا لیکن کیا ہوتا تھا۔ صرف یہی نہ کہ اگر کسی ٹیچر کے دل میں زیادہ ہی لگن ہے ڈاکٹر رادھا کرشنن کے تئیں تو اسمبلی میں ان کے اوپر ایک مختصر سی تقریر کر دی۔ یا کلاس روم میں کچھ طلبا و طالبات کو ٹیچر بنا دیا اور وہ طرح طرح کے کپڑے پہن کر آ گئے، اس سے آگے کچھ نہیں ہوتا تھا۔ ہم سوچتے ہیں کہ اس طرح کے موقع پر کوئی تبدیلی لائی جائے اور ان میں کیسے جان ڈالی جائے۔ اس میں کیسے پیش رفت کی جائے ہم اسی کے لیے کوشاں ہیں۔ میرے لیے خوشی کی بات ہے کہ مجھے طلبا کے ساتھ خوش گپیوں کا موقع مل جاتا ہے۔ کیونکہ بچے جتنا ہم سے سیکھتے ہیں اتنا کسی اور سے نہیں سیکھ پاتے۔ بچے بھی بڑوں کو زیادہ گہرائی سے مشاہدہ کرتے ہیں، یعنی ایک ہی طرح کے واقعات کی درست عکاسی کہیں ہو رہی تو بچے بھی اس واقعات کو اپنے نظریہ سے بھی دیکھتے ہیں اور یہی اس کے لیے درست نظریہ ہے تاہم میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج اس موقع پر مجھے آپ سب سے گفت و شنید کا موقع ملا ہے میں اس ادارے کا بے حد شکر گزار ہوں۔ آج یہاں پر دو کام اور ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر رادھا کرشنن جی کا 125 روپے کا ایک سکہ، ایک 10 روپیہ کا سکہ، اس کو بھارت سرکار کی وزارت مالیات نے ملک کی عوام کے سامنے رکھا ہے۔ دوسرا اہم کام ''کلا اتسو'' کی ویب سائٹ کا لانچ ہونا ہے۔ ہمارے ملک میں کالج کے طلبا کے لیے تو ''یوتھ فیسٹول تو ہوتا ہے لیکن اب وقت بدل چکا ہے۔ ہمارے بچوں میں صلاحیت کی کوئی کمی نہیں وہ روبوٹ نہیں ہیں انھیں بھی مواقع فراہم کیے جائیں۔ ہم کتنے بھی پڑھے لکھے انجینئر ڈاکٹر بن جائیں ٹکنالوجی میں کتنا بھی آگے بڑھ جائیں لیکن ہمیں روبوٹ نہیں بننا ہے۔ ہمارے اندر احساس ہو اور یہ تن سادھنا سے آتا ہے اس کو صحیح طریقے سے برتنے سے آتا ہے اور بنا فن کے زندگی ایک روبوٹ بن جاتی ہے۔ لہٰذا فنون لطیفہ کے ذریعہ ہمارے اسکولی بچوں کو موقع ملے، ان کی صلاحیتوں میں نکھار آئے لیکن یہ صرف اور ناٹک اور ڈراموں کے ذریعہ ہی نہیں بلکہ اس کے اندر ایک خاص نظریہ یا تھیم پیش کرنے کی کلپنا ہونی چاہیے۔ مان لیجیے کہ ہم نے ایک تھیم لی ''بیٹی بچاؤ بیٹی پڑھاؤ'' لہٰذا تمام ناٹک ڈرامے اسی تھیم کا احاطہ کرتے نظر آئیں خواہ گیت گانے ہی کیوں نہ ہوں۔ اس طرح فنون کی ترسیل کے ساتھ ساتھ سماجی برائیاں دور ہو کر اچھائیاں پیدا ہوں گی۔ اسی مقصد کے پیش نظر اس ویب سائٹ کو لانچ کیا گیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ملک بھر کے سبھی اسکول اپنے آپ کو اس سے منسلک کریں اور ''کلا اتسو'' کو ایک واقعی اتسو کے روپ میں تیار کریں۔ میں اس کی امید کرتا ہوں۔ میں آج ایک بار پھر ڈاکٹر رادھا کرشن جی کو سلام کرتا ہوں۔ اور ملک کے سبھی اساتذہ کو سلام کرتا ہوں اور سبھی اساتذہ سے امید کرتا ہوں کہ ہمارا کام نسلوں کو بنانا سنوارنا، نسلوں کو پڑھانا ہے وہی ملک کی ترقی و فروغ میں اہم کردار ادا کریں گے۔ اس کام کو ہم سب مل کر کریں اس امید کے ساتھ بہت بہت شکریہ۔

پروفیسر رمیش بھاردواج

مہاتما گاندھی اور مہارت کا فروغ

موجودہ حکومت کی مہارت کی ترقی کا مشن گاندھی جی کی بنیادی تعلیم کا صحت مند خیال ہے جس سے اسکول اور کالج سے نکلنے والا تعلیم یافتہ شخص معاشرے کی ضروریات کے مطابق کسی خاص کام میں ماہر بن سکے۔ وہ نہ صرف خود کفیل بنے گا بلکہ سماج اور معاشرہ نیز ملک کی ترقی میں مثبت کردار ادا کرے گا۔

اکیسویں صدی کے ہندستان کے بیشتر مسائل کی جڑ تلاش کرتے ہوئے یہ واضح نظریہ ابھرتا ہے کہ گزشتہ دوسو سال سے رائج تعلیمی نظام کی وجہ سے ہی ہم سماجی، اقتصادی، سیاسی اور اخلاقی طور پر کھوکھلے ہوتے جارہے ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ گزشتہ صدی میں ہمارے قومی کرداروں نے اس سمت میں یقیناً غور وفکر نہ کیا ہو مگر

گورے انگریزوں کی طرف سے قائم اور گورے انگریزوں کے ذریعہ نافذ اس تعلیمی نظام کو کوئی بامعنی چیلنج نہ دے سکا۔ اپنے طویل قومی تجربات سے اگر چہ یہ بار بار ثابت ہوتا آیا ہے کہ یہ تعلیمی نظام ہمارے ملک کی نہ صرف اقتصادی ترقی کے خلاف ہے بلکہ ہماری ثقافتی اقدار، سماجی حالات اور ضروریات کے مطابق بھی نہیں ہے۔

گاندھی جی نے 1937 میں مجموعی طور پر سوراج کے قیام کے لئے مثبت متبادل تعلیم 'نئی تعلیم' کا فلسفہ پیش کیا جس کی بنیاد ان کا تعلیم کے شعبہ میں 40 سال کا تجربہ تھا۔ جنوبی افریقہ کے فنکس آشرم (1904) ٹالسٹائے آشرم (1909)، ہندستان واپسی پر شانتی نکیتن میں ان کے آشرم کنبہ میں ان کا خود انحصاری کا تجربہ (1915)، کوچرا احمد آباد آشرم میں شالا (1915)، چمپارن (بہار) میں تعلیم کا تجربہ (1917) اور تعلیم سے متعلق فلسفہ کی اہم جہات تھیں۔ 1920 میں ان کی سربراہی میں قائم نیشنل یونیورسٹی گجرات ودیا پیٹھ اسی نقطہ نظر سے ملک کے دیگر حصوں میں بھی کاشی ودیاپیٹھ، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نیشنل تلک اسکول، پنے جیسے کئی قومی تعلیم کے متبادل نظام کے مراکز قائم ہوئے۔

1920 کی تحریک عدم تعاون کے دوران مہاتما گاندھی جی نے سرکاری تعلیمی اداروں کے بائیکاٹ کا اعلان کیا۔ ان کے مطابق موجودہ تعلیمی نظام کا سب سے بڑا قصور یہ ہے کہ اس پر حقیقت کی چھاپ نہیں ہے، بچوں میں ملک کی مختلف ضروریات کا ردعمل نہیں ہوتا۔ سچی تعلیم ارد گرد کے حالات کے مطابق ہونی چاہئے اور اگر وہ ویسی نہیں ہے تو اس سے صحت مند ترقی نہیں ہوگی۔ اس ردعمل کی ضرورت ہے، اسی مقصد کی تکمیل کے لئے تعلیم میں عدم تعاون داخل کیا گیا ہے۔ اسی کا نتیجہ تھا قومی ضرورتوں کے مطابق صنعتی مہارت پر مشتمل متبادل تعلیمی نظام 'بنیادی تعلیم' کی ابتدا' جس کی عملی شکل گجرات ودیاپیٹھ میں یوں رونما ہوئی - ودیاپیٹھ میں صنعتی تعلیم کو دانشورانہ تعلیم کے مساوی ہی اہمیت دی جائے گی اور جو صنعت قوم کی پرورش کرنے والی ہو' انہی کو درجہ دیا جائے گا۔ ہندستان چوٹی کے شہروں میں نہیں بلکہ دیہات میں بستا ہے، اس لئے ودیاپیٹھ کا زیادہ تر مالیہ اور وہاں کے اساتذہ کو خاص طور پر دیہات میں تعلیم کی تشہیر کے لئے تعینات کیا جائے گا۔ تعلیمی سلسلہ متعین کرتے وقت دیہاتیوں کی ضروریات کو اولیت دی جائے گی۔

مصنف دہلی یونیورسٹی سے وابستہ ہیں۔

گاندھی جی کی بنیادی تعلیم کا مقصد دست کاری کے ذریعے طلباء کی جسمانی، دانشوارانہ اور روحانی فروغ تھا جس میں ملک کے بیشتر عوام کی ضروریات اور مطالبات (بالخصوص دیہی لوگوں) کو پیش نظر رکھ کر نصاب متعین کیا جائے۔ اس میں دو بنیادی جز و عنصر تھے۔ مکمل طور پر خود انحصاری کے ساتھ حصول تعلیم اور مستقبل میں زندگی بسر کے لئے ضروری کسی ایک شعبہ میں مہارت کا فروغ جس سے وہ تعلیم ختم کرنے کے بعد بے روزگاروں کی صف میں کھڑا نہ رہ جائے۔

ملک میں رائج تعلیمی نظام جسمانی محنت سے دوری پیدا کرتا ہے۔ اس کی بنیاد میں یہ احساس پنپتا ہے کہ علم مغرب سے ہی آسکتا ہے جس سے وہ اپنی ثقافتی روایات سے کٹ کر ذہنی اور دانشورانہ طور پر بااختیار نہیں ہو پاتے۔ بقول گاندھی جی ''شاگردوں کو خود کچھ ایسا کام کرتے رہنا چاہئے، جس سے معاش حاصل ہو اور اس طرح اسکول اور کالج خود کفیل بنیں۔ صنعتی تعلیم کو لازمی بنا کر ہی ایسا کیا جاسکتا ہے۔ طلبا کو ادبی تعلیم کے ساتھ ساتھ صنعتی تعلیم بھی ملنی چاہئے، اس کی ضرورت کے سوا اور آج کل اس بات کی اہمیت زیادہ تسلیم کی جارہی ہے- ہمارے ملک میں تو صنعتی تعلیم کی ضرورت تعلیم کو خود کفیل بنانے کے لئے بھی ہے لیکن یہ تبھی ہوسکتا ہے جب ہمارے طالب علم محنت کا فخریہ تجربہ کرنا سیکھیں اور ہاتھ کی صنعت نہ جاننے کو معاشرے میں غیر معتبریت کی علامت سمجھنے کا رواج چل پڑے''۔ ایسا نہیں ہے کہ گزشتہ 80 برسوں میں آزادی سے پہلے اور بعد میں بھی گاندھی جی کی خود انحصاری اور صنعت (فروغ ہنر مندی) پر مبنی بنیادی تعلیمی نظام کی لیبارٹریوں نے قوم کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائی ہو۔

1944 میں مرکزی تعلیم مشیر کونسل کے سکریٹری مسٹر سارجنٹ نے اپنی رپورٹ میں ہاتھ کے کام (اسکل ڈیولپمنٹ) کو تعلیمی نظام کی اعلی سطح پر تسلیم تو کیا مگر خود انحصاری کے اصول کو ناممکن سمجھا۔ جبکہ گاندھی جی کا خیال تھا کہ ملک کی مجموعی قومی تعلیم ابتدائی سطح سے اعلی تعلیم تک خود انحصاری اور صنعتی تعلیم کے ان دو بنیادی نکات پر مبنی ہو۔ آزادی کے بعد تشکیل شدہ سنٹرل ایجوکیشن ایڈوائزری کونسل نے بنیادی تعلیم کا ایوارڈ تو کیا لیکن ساتھ ہی دہری تعلیم کے نظام کو درست کیا۔ حکومت نے 1948 میں ڈاکٹر سروپلی رادھا کرشنن کی صدارت میں یونیورسٹی کمیشن قائم کیا۔ کمیشن نے مشورہ دیا کہ دیہی علاقوں تک اعلی تعلیم کے فروغ کیلئے اعلی دیہی تعلیمی ادارے قائم کئے جائیں۔ کمیشن کے رکن امریکی ماہر تعلیم ڈاکٹر آرتھن مارگن نے بنیادی تعلیم پر مبنی دیہی یونیورسٹی کا تفصیلی خاکہ بھی حکومت کو پیش کیا جسے آج تک نافذ نہیں کیا جاسکا۔

اس دہرے تعلیمی نظام کے برے نتائج سے رنجیدہ گاندھی جی کے نظریات کے حامی لوگوں کی 1953 میں ایک بنیادی تعلیم کانفرنس ٹیٹاور (آسام) میں منعقد ہوئی۔ صدارتی تقریر میں گاندھی جی کے سینئر ساتھی اور ماہر تعلیم آچاریہ کاکا کالیلکر نے حکومت کو متنبہ کرتے ہوئے ایک طرح سے حکمرانوں کو چیلنج دیتے ہوئے کہا تھا - برطانیہ کے ذریعہ شروع کردہ تعلیمی نظام اب تباہی کی طرف بڑھ رہا ہے اور اگر اس کی جگہ کوئی دوسرا قومی تعلیمی نظام نہیں لیتا تو ہندستان کا مستقبل تاریک ہے۔ اس لئے حکومتوں کو سمجھنا چاہئے کہ معمولی اصلاحات سے کام نہیں چلے گا۔ ہمیں کیریرسٹوں کو، عہدہ کے لالچی افراد اور خود غرض عناصر کو بے دخل کر کے کروڑوں غریب اور پسماندہ عوام کے خادموں کے ہاتھ میں ہی سرکاری اور عوامی تعلیم کا کام سپرد کریں گے، تبھی کچھ ہوگا۔ انہی عہدہ کے حریص لوگوں کے ہاتھ میں آج حکومت کا نظام، بڑا کاروبار اور تعلیمی نظام کام ہے اور اس طرح وہ ہندستان کی حیات نو کے لئے ناگزیر قومی انقلاب کے راستے میں روڑے اٹکانے کا کام کررہے ہیں، اس لیے عوام کے ذہن کو دیکھتے ہوئے بنیادی تعلیم کی کامیابی کے لئے یہ ضروری ہے کہ حکومت یہ اعلان کرے کہ سرکاری ملازمتوں کے لئے بنیادی تعلیم پائے ہوئے لوگوں کو ترجیح دی جائے گی۔

1952-53 میں ثانوی تعلیم (مدالیئر) کمیشن نے بنیادی تعلیم کو اصولی طور پر تسلیم کیا اور ملٹی پرپز ہائی اسکول کی سفارش کی۔ ملک میں صنعت پر مرکوز کثیر مقصدی ہائی اسکول تو کھلے مگر سرکاری بے حسی کی وجہ سے جلد بند بھی ہوگئے۔

ہمہ جہت تعلیم پر غور کرنے کے لئے تشکیل شدہ کوٹھاری کمیشن نے 1966 میں شائع سفارشات میں بہتر اور بامقصد تعلیم کے لئے چار عناصر کو لازمی مانتے ہوئے لیٹریسی (زبان، علم انسانی اور سماجی علوم کا مطالعہ، نیوریسی (ریاضی اور قدرتی علوم کی کا مطالعہ) کا عملی تجربہ اور سماجی خدمت۔

بعدازاں 1977 میں مرارجی حکومت اور اس کے بعد 1978 میں ایجوکیشن فار آور پیپلز نامی لکھ پتر نے قوم کی توجہ بنیادی تعلیم کی اصل روح کی طرف دوبارہ مرکوز کی۔ 1999 میں قومی تعلیمی پالیسی کا جائزہ لینے کی غرض سے رام مورتی کی صدارت میں کمیٹی قائم کی۔ انہوں نے عملی تجربہ کو سماج کے لئے فائدہ مند براہ راست پیداواری کام مانتے ہوئے اس پورے تعلیمی عمل کا لازمی حصہ ماننے کی سفارش کی۔

گزشتہ دو دہائیوں میں اصلاحات اور گلوبلائزیشن نے تعلیم کو فائدہ مند پرائیویٹ صنعت میں تبدیل کر دیا ہے، جس تعلیم کا اصل مقصد، قومی ثقافتی ماحول کے مطابق انسان کی ہمہ جہت ترقی کے ساتھ اس سماجی معنویت دھندلا گئی ہے۔ ملک میں پھیلے سرکاری اور منافع خور پرائیویٹ تعلیمی اداروں، اسکول، کالج، یونیورسٹی، آئی آئی ٹی، این آئی ٹی، انجینئرنگ کالج، پولی ٹکنس) میں دی جانے والی تعلیم کتنی جامع یا معاشرے کی ضروریات کے مطابق ہے؟ کیا ان گزشتہ دہائیوں میں قائم تعلیمی کمیشن کی سفارشات کا ثمرہ مثبت دکھائی دیتا ہے؟ یہ بات قابل غور ہے۔ موجودہ حکومت کی مہارت کی ترقی کا مشن گاندھی جی کی بنیادی تعلیم کا صحت مند خیال ہے جس سے اسکول اور کالج سے نکلنے والا تعلیم یافتہ شخص معاشرے کی ضروریات اور ضروریات کے مطابق کسی خاص کام میں ماہر بن سکے۔ وہ نہ صرف خود کفیل بنے گا بلکہ سماج اور معاشرہ نیز ملک کی ترقی میں مثبت کردار ادا کرے گا۔ ضرورت صرف اتنی ہے کہ ہم مندرجہ بالا تاریخی حوالوں سے سبق لیں۔ گاندھی جی کے تعلیمی نظریہ کو مکمل طور پر نافذ کریں اور مہارت کے فروغ کے ذریعے محنت کو عزت کا درجہ دیتے ہوئے مساوات پر مبنی سماج سازی کی جانب گامزن ہوں۔

☆☆☆

کیا آپ جانتے ہیں؟

ڈیجی لاکر (Digilocker): ڈیجی لاکر ڈیجیٹل انڈیا پروگرام کے تحت ایک اہم پہل ہے۔ یہ دستاویزات مثلاً برتھ سرٹیفیکٹ ، جائیداد کے کاغذات وغیرہ کو محفوظ رکھنے کے لئے ایک فری ڈیجیٹل والٹ سروس ہے۔اس کا مقصد فزیکل دستاویزات کے استعمال کو کم از کم کرنا اور ای دستاویزات تو رسائی کو آسان بنانا ہے۔ڈیجی لاکر کے دو اہم اجزاء ہیں۔ ریپوزیٹری اور ایسس گیٹ وے۔ ریپوزیٹری ای دستاویزات کا مجموعہ ہے جسے استعمال کرنے والا ایک اسٹینڈرڈ فارمیٹ میں اپ لوڈ کرے گا اور اس کے لئے ایک اسٹینڈرڈ اے پی آئی استعمال کرے گا تا کہ ان کو تلاش کرنے اور ان تک رسائی میں آسانی ہو۔ایسس گیٹ وے مختلف ریپازیٹریوں سے حقیقی وقت میں ای ڈاکیومنٹ یو آر آئی استعمال کرتے ہوئے ای دستاویزات تک درخواست دہندگان کی رسائی کے لئے ایک محفوظ آن لائن میکانزم فراہم کرے گا۔ یو آر آئی (یونیفارم ریسورس انڈیکیٹر) ریپازیٹری میں جاری کرنے والے کی طرف سے اپ لوڈ کئے گئے ای ڈاکیومنٹ کا لنک ہے۔گیٹ وے ریپازیٹری کے ایڈریس کی شناخت کرے گا ، جہاں یو آر آئی کی بنیاد پر ای ڈاکیومنٹ اسٹور کیا گیا ہے اور ای ڈاکیومنٹ کو ریپازیٹری سے باہر نکال لائے گا۔ای ڈاکیومنٹ صرف رجسٹرڈ ڈیپازیٹری کی ایک دوسرے سے شریک کرسکیں گے لہذا اس سے دستاویزات کی آن لائن صداقت یقینی بنائی جاسکے گی۔ یہ اتنا ہی آسان ہوگا جتنا کہ کوئی ای میل اکاونٹ کھولنا۔ آدھار کارڈ اور اس سے لنکڈ موبائل فون رکھنے والا کوئی بھی شخص کلاوڈ ، یا سائبر اسپیس میں ڈیجیٹل لاکر سہولت استعمال کرسکتا ہے۔ یہ ای دستاویزات اور اس طرح کے سرکاری اسناد کے لنک کو محفوظ رکھنے کے لئے ایک ذاتی اسٹوریج اسپیس ہے۔اس کے لئے سائن اپ کرنے کے لئے آپ کو صرف اپنا آدھار نمبر انٹر کرنے کی ضرورت ہوگی ، جس کے بعد ایک ایس ایم ایس آپ کے موبائل نمبر پر آئے گا کہ اندراج کیمپ میں آپ رجسٹر کر لئے گئے ہیں۔ایک مرتبہ ملنے والا یہ پاس ورڈ آپ کو پہلی مرتبہ اپنے ڈیجی لاکر کے اندر لے جائے گا تاہم بعد میں آپ اپنا خود کا پاس ورڈ طے کرسکتے ہیں اور اسے گوگل یا فیس بک لاگن سے جوڑ سکتے ہیں۔اس پہل کے پیچھے آئیڈیا یہ ہیکہ فزیکل ڈاکیومنٹس کی ضرورت کو کم سے کم کیا جائے۔مثال کے طور پر اگر آپ کا برتھ سرٹیفیکٹ اور تعلیمی دستاویزات آن لائن ہیں اور آپ پاسپورٹ کے لئے درخواست دیتے ہیں تو پاسپورٹ آفس آپ کے ڈیجی لاکر سے آپ کی تفصیلات معلوم کرنے کے لئے صرف آدھار نمبر کیلئے درخواست کریگا اور آپ کو درخواست کے ساتھ دستاویزات کے بھاری بھرکم فائل ڈھونے نہیں پڑیں گے۔ آپ سکین کی ہوئی کاپی بھی اپ لوڈ کرسکتے ہیں۔جس پر حسب ضرورت ڈیجیٹلی دستخط بھی کیا جاسکتا ہے۔ یہ لاکر حکومت کی طرف سے آپ کو جاری کردہ تمام دستاویزات کے لئے ریپازیٹری کا بھی کام کرے گا۔ یہ الیکٹرانک ای دستاویزات جاری کرنے والوں ، سرکاری محکموں یا ایجنسیوں مثلاً سی بی ایس ای ، رجسٹرار آفس ، انکم ٹیکس محکمہ وغیرہ کی طرف سے بھی ، ایک معیاری XML فارمیٹ میں جو ڈیجیٹل لاکر کے ٹیکنیکل اسپیشیفیکیشن سے ہم آہنگ ہو ، اپ لوڈ کئے جاسکتے ہیں۔جن دستاویزات کو آپ اپ لوڈ کریں گے انہیں ای میل کے ذریعہ بھیجا جاسکے گا۔ جب کہ سرکاری ایجنسیوں کی طرف سے اپ لوڈ کئے جانے والے دستاویزات اہل اتھاریٹی مثلاً بینک ، یونیورسٹی ، پاسپورٹ آفس یا ٹرانسپورٹ ڈپارٹمنٹ دیکھ سکیں گے۔

ای بستہ (e-Basta): حکومت ہند نے ڈیجیٹل انڈیا پہل کے تحت حال ہی میں ایک پلیٹ فارم لانچ کیا ہے جس سے طلبہ کو بہت فائدہ ہوگا۔ای بستہ اپنے نام پر پوری طرح فٹ بیٹھتا ہے۔اس نیا پلیٹ فارم اسکولی کتابوں اور اسٹڈی میٹیریلس کا ڈیجیٹل اور ای بک ورزن فراہم کرتا ہے۔ای بستہ ایک اجتماعی پلیٹ فارم ہے جو کتابوں کے ناشرین ، اسکول ٹیچروں اور طلبہ کو ایک جگہ لاتا ہے۔اس کے پیچھے اصل آئیڈیا یہ ہے کہ مختلف ناشرین (مفت اور کمرشیل دونوں ہی) کو اور اسکولی ٹیچروں کو ایک پلیٹ فارم پر لایا جائے۔اس پورٹل کے علاوہ اس میں ایک بیک اینڈ فریم ورک بھی ہے جسے ٹیبلیٹ میں انسٹال کیا جاسکتا ہے اور یہاں موجود مواد کو آسانی سے منظّم کیا جاسکتا ہے۔ پورٹل میں جو فریم ورک لگایا گیا وہ تین زمروں کے فریقین کو ایک ساتھ جوڑتا ہے: ناشرین ، اسکول اور طلبہ۔ ٹیچر پورٹل سے اپنے اسکول کے طلبہ کی ضرورت کے مطابق ای بکس اور دیگر ڈیجیٹل مواد کو یکجا کر کے ای بستہ تیار کرسکتے ہیں۔ یہ اسکولی کتابوں کے اسی بستے کی طرح ہے جو ہر معیار یا کورس کی کتابوں سے بھرا ہوتا ہے۔ چونکہ اس پورٹل پر ڈھیر سارے ٹیکسٹ ، سیمولیشن ، اینیمیشن ، آڈیو ، ویڈیو وغیرہ موجود ہیں اس لئے ٹیچر اپنی پسند اور پڑھانے کے اپنے طریقے کے مطابق اس میں سے ضروری مواد منتخب کرسکتے ہیں۔طلبہ بھی انٹرایکٹیو اور ڈائنامک کانٹینٹ ، ٹیکسٹ ، چارٹس ، گرافکس ، آڈیو اور ویڈیو کی مدد سے اپنی معلومات میں اضافہ کرسکتے ہیں۔ وہ ٹیچروں کے ذریعہ تیار کردہ ای بستہ کو بھی آسانی سے ڈاون لوڈ کرسکتے ہیں۔ چونکہ یہ سارا مواد ڈیجیٹل فارمیٹ میں ہے اس لئے اسے کسی بھی ڈیوائس میں اسٹور کیا جاسکتا ہے ، شیئر کیا جاسکتا ہے یا نقل کیا جاسکتا ہے۔اس سے طلبہ کے لئے مواد تک رسائی کافی آسان ہوجاتی ہے۔طلبہ کو اب کتابوں کے بوجھ سے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے وہ ای کانٹینٹ کے مدد سے اب کسی بھی جگہ اور کسی بھی وقت مطالعہ شروع کرسکتے ہیں۔ کتابوں کے ناشرین بھی اب ای بستہ کے ذریعہ ملک بھر میں ہزاروں اسکولوں تک کسی تاخیر کے بغیر پہنچ سکتے ہیں۔انہیں اب کتابوں کی اشاعت ، ٹرانسپورٹ اور ڈیلیوری کے مسئلے سے نجات مل جائے گی۔ وہ اپنے مواد کو ڈیجیٹل فارمیٹ میں درج کر کے انہیں فروخت اور تقسیم کرسکتے ہیں۔ای بستہ سے اب ناشرین کو ان کی کتابوں کے مواد کے بارے میں ٹیچروں اور طلبہ کے فیڈ بیک براہ راست مل سکیں گے۔ یہ پلیٹ فارم ڈی آر ایم کو بھی سپورٹ کرتا ہے لہذا ناشرین کو اپنی کتابوں کی پائریسی (نقل) کے بارے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ای بستہ ایپ کو پورٹل سے مفت میں ڈاون لوڈ کیا جاسکتا ہے اور اینڈرائڈ ڈیوائس پر چلایا جاسکتا ہے۔

(مرتب۔ گوپاجیت داس ، ایڈیٹر۔ ای میل۔ gopajitdas@gmail.com)

بلال محمد خاں

عوامی انتظامیہ

کیریئر کے مواقع

عصر حاضر کی دنیا میں ہر حکومت کو مخصوص مسائل درپیش ہیں۔ گلوبلائزیشن معاشی مقابلے کا مسئلہ جو ملک کی سرحدیں بھی پار کر گیا ہے، سماجی اور سیاسی عدم استحکام، تکنیکی تبدیلیاں، دہشت گردی کا خوف اور تیزی سے بدلتی لیبر مارکیٹ۔ ان مسائل کا مقابلہ صرف باصلاحیت افراد اور انسٹی ٹیوشنز کے ذریعہ کیا جاسکتا ہے۔ افراد ہی کسی کارگزاری کے محور ہوتے ہیں۔ یہ خدمات فراہم کرتے ہیں، اختراعات کرتے ہیں اور اپنی بہترین صلاحیتوں اور علم کو استعمال کرتے ہوئے بہتری لاتے ہیں۔ اس پس منظر کے تحت کسی بھی ملک میں پبلک ایڈمنسٹریٹو کا کام اتنا اہم ہے کہ اس کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اچھے انتظام کے لئے باصلاحیت اور مہارت خصوصی کے حامل عوامی منتظمین کی بڑی ضرورت ہے۔

عوامی انتظام ایک طریقہ ہے جس کے ذریعہ سرکار حکومت چلانے کا کام موثر ڈھنگ سے انجام دیتی ہے۔ اس طریقہ کو سماج کے درست طور پر چلانے اور عوامی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے رائج کیا گیا ہے۔ کسی بھی ایسے پبلک ملازم جس نے الیکشن نہ لڑا ہوا اور جو براہ راست عوام سے رابطہ رکھتا ہو، اس کو پبلک ایڈمنسٹریٹو کہا جاسکتا ہے۔ یہ مختلف امور انجام دیتے ہیں، بشمول شہری بجٹ کا انتظام، پالیسی اور قواعد وضع کرنا، پالیسیز پر عمل درآمد، عوامی ضروریات کو حل کرنے کے لئے اطلاعات کا تجزیہ کرنا اور فیصلے لینا، تحفظ وغیرہ کو یقینی بنانا۔

93، کشن کنج، جے ایکسٹنشن، لکشمی نگر، دہلی۔

یہ امور عوامی بہبود کے زمرے میں آتے ہیں۔ کسی بھی سرکار کی پہلی اور اہم ذمہ دار ہوتے ہیں کہ وہ عوام میں انتظام قائم رکھے۔ پبلک ایڈمنسٹریشن کی جڑیں بہت قدیم ہیں اور ارسطو اور افلاطوں کے زمانے سے ملتی ہیں جنہوں نے عوامی زندگی میں سرکار کی اہمیت پر روشنی ڈالی تھی۔ اس ضمن میں کوٹلیہ (چانکیہ) کی کتاب ارتھ شائنز (اکنامکس) قابل غور ہے۔ بعد میں پبلک ایڈمنسٹریشن (عوامی انتظام) کو تعلیمی اداروں میں متعارف کیا گیا۔ اس کا مقصد تھا کہ افراد کو جمہوری اقدار کی تربیت دی جائے جیسے برابری، انصاف اثر پذیری اور آڈر، اس کے ذریعہ ایسی افرادی قوت بھی تیار کی جاتی ہے جو سرکار کی عوامی پالیسیز کے اچھے اور خراب دونوں پہلوؤں کا تجزیہ کرسکیں۔ یہ پبلک ایڈمنسٹریٹرز سرکار پالیسیوں اور پروگراموں کی فیصلہ سازی کی ذمہ داری قبول کرنے کے اہل ہوتے ہیں جیسے پلاننگ انتظام، رہنمائی، تعاون اور سرکاری آپریشنز کو کنٹرول کرنا کیوں پبلک ایڈمنسٹریشن کی مخصوص تربیت، عمل درآمد اور رہنمائی پر مشتمل ہوتی ہے۔

یہ ایک ایسا مخصوص پیشہ بن گیا ہے جس میں بے شمار مواقع ملتے ہیں۔ عوامی انتظام کے پانچ اہم عنوانات ہیں۔ اس شعبے کے تحت افراد کو تربیت دی جاتی ہے کہ وہ ریکارڈ کو سنبھالیں، ترقی وفروغ کے امور کی انجام دہی، منافع، معاوضہ کے امور کا انتظام کریں۔ ان کو روز مرزہ زندگی میں پیش آنے والے مسائل سے نپٹنے کی صلاحیت سے آراستہ کیا جاتا ہے تاکہ وہ تنظیمی اور ذاتی تناؤ سے نپٹ سکیں۔ ہیومن ریسورس مینجمنٹ کی تربیت سے فرد پیشہ ور، ایڈمنسٹریٹو اور ٹیکنیکل اسٹاف کے زمرے میں آجاتا ہے۔

اس شعبے کے تحت سرکاری تنظیموں کے ڈھانچوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اس میں ٹرینی کو اس لائق بنایا جاتا ہے کہ تنظیم کے مربوط ڈھانچے کو سمجھ سکے اور وہاں پر مطلوبہ کارگزاری انجام دے سکیں۔ اس میں ان کو یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ ملازمین میں اختیارات کی تقسیم کا طریقہ کیا ہے۔ پبلک ایڈمنسٹریشن کی بہت سی وضاحتیں ہیں جو انتظام کے ثقافتی موڈل سے انسانی موڈل تک محیط ہیں۔

عوامی انتظام کے تحت اخلاقی اقدار کا علم حاصل کر کے ایڈمنسٹریٹر کو اصولوں کی توجیہ سے واقفیت اور ان کے اطلاق کے طریقہ کار کا علم حاصل ہوتا ہے۔ اس کے ذریعہ منتظم کو تھیوری کی تشکیل کی بنیادی وجوہات کا پتہ چلتا ہے جن کی بنا پر یہ اصول مرتب کئے گئے ہیں۔ اخلاقی اقدار کی بنیادی وجہ اخلاقی طور پر درستگی اور انصاف ہے جو روز مرزہ فرائض کی انجام دہی میں سرکار کی طرف سے خدمات کی فراہمی میں مطلوب ہوتے ہیں۔

اس کے ذریعہ ایڈمنسٹریٹو کو سرکاری قواعد اور پروگراموں کا علم حاصل ہوتا ہے۔ اس میں قانون، علاقائی قوانین، عدالتی فیصلے، انتظامی احکام اور منتظم کے فیصلے شامل ہوتے ہیں۔ ان کو فیصلہ سازی کے وقت مختلف گروپس کی جانب سے آنے والے دباؤ کے بارے میں بھی آگاہ کیا جاتا ہے۔ یہ دباؤ ڈالنے والے گروپس مختلف سیاسی چارٹرزڈ دلچسپی لینے والے گروپس، سماجی تحریکیں، ماس میڈیا اور بین اقوامی ایجنسیز ہوسکتی ہیں۔

مالی انتظام کسی بھی تنظیم کی ریڑھ کی ہڈی ہوتا ہے جس کے لئے باصلاحیت مالی منتظم درکار ہوتا ہے۔ فائنانس اور پبلک ایڈمنسٹریشن کے مطالعے سے طالب علم کو مقاصد، اصولوں اور فائنانشیل امور اور ایڈمنسٹریز کے رشتوں اور مسائل کا علم حاصل ہوتا ہے۔ اس کے تحت منتظم کے اندر ایسی صلاحیت بیدار ہوجاتی ہے کہ وہ مختلف شہری و دیہی سرکاری مالی انتظام کو سمجھ سکتے ہیں۔

آج کی جدید اور مقابلے سے بھرپور دنیا میں مہارت خصوصی کے حامل، تعلیم یافتہ پبلک ایڈمنسٹریٹرز بڑی مانگ ہے کیوں کہ آج جاری گلوبلائزیشن، انفارمیشن ٹکنالوجی کی ضرورت، دہشت گردی کا دباؤ بہت بڑھ گیا ہے۔ پبلک ایڈمنسٹریشن میں اعلی درجہ کے سیاسی شعور اور عوامی مسائل کی گہری واقفیت ضروری ہے۔ ایک تربیت یافتہ اور پرجوش عوامی منتظم کے لئے بہتر جاب کے حصول اور عمدہ کیریئر کی تشکیل کے مواقع موجود ہیں۔

پبلک ایڈمنسٹریٹرز سرکاری سیکٹر میں ملازمت حاصل کرسکتے ہیں۔ اس جاب کے تحت اعدادی صلاحیت، اندازہ، ارادہ تصور اور ایڈمنسٹریشن کے ایک یا زائد شعبوں میں انتظام کا تجربہ۔ ان اسامیوں کے لئے کسی مہارت خصوصی کی ضرورت نہیں ہے لیکن عام طور پر کالج لیول پر پبلک ایڈمنسٹریشن تعلیم کی ضرورت ہوتی ہے کیوں کہ پبلک ایڈمنسٹریشن انسان کے اندر از خود پیدا ہونے والی صلاحیت ہے۔ یہ پبلک ایڈمنسٹریشن کا کورس کرنے سے پروان چڑھتی ہے لیکن ضروری ہے کہ آپ نے جو پڑھا ہے، اس کی کو پریکٹس ہو۔ دفتر میں مینجمنٹ کی آسامی کے لئے مضبوط قائدانہ صلاحیت، اختراع، مسائل کے حل کی صلاحیت، سیاست اور بدلتی ضرورت کے ساتھ تبدیل ہونا اور ٹیم کے ساتھ کام کرنے کی صلاحیت درکار ہوتی ہے۔

پبلک ایڈمنسٹریشن گریجویٹس کو ان صلاحیتوں سے آراستہ کیا جاتا ہے۔ وہ تنظیمی انتظام میں یا پروگرام مینجمنٹ کے شعبے میں پبلک یا پرائیویٹ سیکٹر میں جاب حاصل کرسکتے ہیں۔ مینجمنٹ پروفیشنلز کو سرکاری ایجنسیز چھوٹے بزنس، ہیلتھ کیئر سہولیات یا تعلیمی انسٹی ٹیوشنز میں جاب حاصل ہوسکتی ہے۔

کنسلٹنٹ کا جاب بجٹنگ اور فائنانشیل انالسس سے جڑا ہوا ہوتا ہے۔ یہ روابط عامہ یا مارکیٹنگ، تنظیمی پالیسی کو شکل دینے، پروگرام ڈیولپمنٹ اور عمل درآمد، مسائل کے حل اور قائدانہ پروگراموں کے شعبوں میں ریسرچ کرتے ہیں۔ یہ ان شعبوں کے لئے مخصوص تربیتی کورسز بھی صلاحیتوں میں ریسرچ کرتے ہیں۔ یہ ان شعبوں کے لئے مخصوص تربیتی کورسیز بھی چلاتے ہیں تاکہ ملازمین کے معیار میں اضافہ کیا جاسکے۔ ان کو پبلک یا پرائیویٹ سیکٹر میں جابز مل سکتی ہیں۔

پبلک ایڈمنسٹریٹو کے لئے حال میں تدریس ایک بہترین ترجیح ثابت ہوئی ہے۔ پبلک ایڈمنسٹریشن ہر ایک مینجمنٹ انسٹی ٹیوشن میں ایک پسندیدہ اور ترجیحی کورس کے بطور لیا جانے لگا ہے۔ اساتذہ طلبہ کی پبلک ایڈمنسٹریشن کو سمجھنے میں مدد کرتے ہیں۔

پبلک ایڈمنسٹریشن میں ڈگری پروگرام آپ کے لئے بہت سے سرکاری اور دیگر مینجمنٹ کیریئر میں جانے کے لئے راستے کھول دے گا۔ بشمول ہیلتھ ایڈمنسٹریشن ہیومن ریسورسز مینجمنٹ یہاں تک کہ سٹی مینجمنٹ۔ بہت سی یونیورسٹیز اور انسٹی ٹیوشنز میں پبلک ایڈمنسٹریشن کے شعبے میں گریجویٹ، پوسٹ گریجویٹ اور پی ایچ ڈی ڈگری پروگرام چلائے جاتے ہیں۔ ان میں سے کچھ ذیل فہرست میں درج ہیں۔

☆ یونیورسٹی آف دہلی، دہلی ☆ انڈین انسٹی ٹیوٹ آف پبلک ایڈمنسٹریشن (آئی آئی پی اے) دہلی۔ ☆ یونیورسٹی آف لکھنؤ، لکھنؤ ☆ ساؤتھ گجرات یونیورسٹی، سورت پبلک ایڈمنسٹریشن ڈگری کے حامل فرد کے لئے پبلک اور پرائیویٹ تنظیموں میں اور سرکار اداروں مختلف جابز کے مواقع حاصل ہوتے ہیں۔

☆☆☆

شہریوں پر مرکوز حکمرانی کے بارے میں قومی ورکشاپ

☆ عملے اور تربیت کے محکمے کے اچھی حکمرانی سے متعلق قومی مرکز این سی جی جی نے شہریوں پر مرکوز حکمرانی کے بارے میں یہاں ایک روزہ قومی ورکشاپ کا انعقاد کیا۔ یہ ورکشاپ انسٹی ٹیوٹ فار ڈیولپمنٹ اینڈ کمیونی کیشن، چنڈی گڑھ اور ڈیپارٹمنٹ آف انڈسٹریل پالیسی اینڈ پروموشن، نئی دلی کے تعاون سے منعقد کیا گیا۔ افتتاحی اجلاس میں عملے اور تربیت کے محکمے (ڈی او پی ٹی) کے سکریٹری جناب سنجے کوٹھاری، پروفیسر دیپانکر گپتا، ڈاکٹر پرمود کمار، ڈی او پی ٹی اور این سی جی جی کے اعلیٰ عہدیداران اور 2013 بیچ کے آئی اے ایس افسروں نے شرکت کی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جناب سنجے کوٹھاری نے کہا کہ حکمرانی کی اصلاحات کا مقصد ملک کے دور دراز حصوں میں بھی ہر عام شہری کے لیے حکمرانی کے عمل کو آسان بنانا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وزیر اعظم جناب نریندر مودی کے اعلان کے مطابق حکومت نچلی سطح کی ملازمتوں کے لیے انٹرویو کو ختم کرنے کے لیے اور اہلیت کی بنیاد پر ملازموں کا تقرر کرنے کے لیے کام کررہی ہے۔ جناب کوٹھاری نے کہا کہ آج ایس سی/ ایس ٹی سرٹیفکیٹ اور رہائش کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنا بہت مشکل کام ہے اور اس عمل کو آسان بنانے کے لیے انتظامیہ کی سطح پر تبدیلیاں کی جانی چاہئیں۔ شیو نادر یونیورسٹی کے پروفیسر دیپانکر گپتا نے ورکشاپ کے موضوع کے بارے میں بتایا اور حقیقی معنوں میں شہریوں پر مرکوز حکمرانی کے لیے خدمات فراہم کرانے اور آسانیاں فراہم کرانے کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ پنجاب گورننس ریفارمس کمیشن کے چیئرمین اور انسٹی ٹیوٹ فار ڈیولپمنٹ اینڈ کمیونی کیشن کے ڈائریکٹر ڈاکٹر پرمود کمار نے کلیدی خطبہ دیا اور موجودہ حکمرانی کے نظام میں اعتماد، احترام اور شہریوں کی شمولیت کی کمی پر قابو پانے کی ضرورت پر زور دیا۔

شاہنواز خان

ہندستانی سیاحت ایک صنعت بھی

سفر کرنا اور سیاحت کے مقصد سے گھر سے نکلنا دو مختلف چیزیں ہیں۔ اور ان دونوں میں بہت فرق پایا جاتا ہے۔ سیاح جب باہر نکلتا ہے جو دو باتیں بہت خاص ہوتی ہیں ایک کہاں جانا ہے؟ اور کیوں جانا ہے؟ دوسرے کیسے جانا ہے؟ انہیں کے درمیان بات آتی ہے سہولیات کی۔آج کے دور میں سیاحتی صنعت سے جڑے افراد نے سیاحت کے معنی کو ہی بدل کر رکھ دیا ہے۔ وہ سہولیات اور آرام میسر کرانے سے زیادہ دولت کمانے پر توجہ مرکوز کرتے ہیں جو ایک سنگین معاملہ ہے۔

زمانہ کا مطالعہ سفر وسیاحت سے ہوتا ہے۔ سیاحت بہت دلچسپ ہوسکتی ہے اور اس کے بیشمار فوائد بھی ہوتے ہیں۔ سیاحت سے معلومات وتجربات میں ہی اضافہ نہیں ہوتا بلکہ دوسرے ممالک کے عادات، طور طریقے، تہذہب وتمدن کا بھی پتہ چلتا ہے۔ سیاح دوسرے ملک یا شہر جاکر وہاں کے عوام سے مستفید ہوتے ہیں۔ قدرت کے عجائبات کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ دوسرے ممالک کے لوگوں سے تبادلۂ خیال ہوتا ہے۔ تبلیغ واشاعت کے مواقع میسر آتے ہیں۔ وہاں کی ایجادات سے روشناسی ہوتی ہے۔

انگریزی لفظ "Tourism" کا تعلق "Tour" سے ہے جو لاطینی زبان سے اخذ کیا گیا ہے۔ "Tornos" کا مطلب ہے ''اوزار'' جو ایک پہیئے Wheel یعنی سفر یا پیکج ٹور کے معنی میں آتا ہے۔ 1643 میں اس لفظ کا استعمال مختلف مقامات کا سفر کرنے سے لیا گیا تھا۔ Tour ہر زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے کھوج یا تلاش۔ یعنی مسافر کسی خاص جگہ کسی نئی چیز کی تلاش کرتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح ایک سیاح جب کسی نئی جگہ جاتا ہے تو وہاں کے، سیاحتی مقامات، عجائبات تو ہاں کا کلچر، صحت، تعلیم، اور دیگر امور کے بارے میں معلومات فراہم کرنا اس کی دلچسپی ہوتی ہے۔

جان نیسوٹ نے اپنی کتاب ''گلوبل پیراڈکس'' میں کہا ہے کہ ۲۱ ویں صدی میں سیاحت عالمی سطح پر دنیا کی سب سے بڑی صنعت ہوگی اور صنعتی طور پر سیاحت کا دنیا میں ایک اہم کردار ہوگا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سیاحت کا آج ہماری تہذیب، ثقافت، سماجی اور معاشی حیثیت سے اہم کردار ہے۔ اس کے ساتھ ہی سیاحت، قومی یکجہتی، بین الاقوامی بھائی چارہ اور آپسی میل ملاپ بنائے رکھنے میں مرکزی رول ادا کرتی ہے۔

آج دنیا کی دوریاں سمٹ کر رہ گئی ہیں اور سیاحوں نے فاصلوں کو تو جیسے ختم کردیا ہو۔ پہلے سفر کرنا نہایت دشوار گزار ہوا کرتا تھا۔ لیکن آج کے ترقی یافتہ دور میں سفر نہایت آسان ہوگیا ہے۔ ہزاروں میل کی طویل مسافت اب گھنٹوں میں طے ہوجاتی ہے۔ سیاحتی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو آج کے دور میں سیاحت انڈسٹری میں بڑی تیزی سے تبدیلی آئی ہے۔ آج سیاح بذات خود سمندروں کی سیر، جزائر، قدرتی مناظر کی خوبصورتی اور رعنائی، تاریخی عمارتیں، پرانی طرز کی شیلی، میوزیم، مذہبی عبادت گاہیں دیکھنے میں زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں۔ اس بات کو اگر غور سے دیکھا جائے تو ہمارے ملک میں سیاح زیادہ دلچسپی لیتے ہیں کیونکہ ہندستان ایک وسیع وعریض ملک ہے۔ اس پورے ملک میں مختلف النوع اقسام کے لوگ رہتے ہیں۔ مختلف مذاہب کے ماننے والے ہیں، انکے رسم ورواج، ان کے طور طریقے، رہن سہن، کھانا پینا، ان کے تہوار سب کچھ مختلف ہیں اور یہ یکجہتی، یہ رنگارنگی، یہ اپناپن، دنیا کے شاید ہی کسی ملک میں کسی سیاح کو ایک ساتھ دیکھنے کو ملے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہندستان دنیا کے باقی ممالک کی طرح سیاحتی مقام میں اپنی منفرد حیثیت رکھتا ہے، کیونکہ ہندستان ہی دنیا میں ایک ایسا واحد ملک ہے جہاں رنگا رنگ تہذیب وثقافت بخوبی نظر آتی ہے۔ جغرافیائی نقطۂ نظر سے یہ ملک سیاحوں کے لئے بھی بڑی دلچسپی کا باعث ہے۔ یہاں کے پہاڑ، آب وہوا، نباتات، جنگلاتی زندگی نیز یہاں کی زبان اور ثقافت (کلچر) میں بھی رنگارنگی کثرت سے دیکھنے کو ملتی ہے۔ اس رنگارنگی میں بھی یک جہتی نظر ہے جو یہاں کی روایات

146، وجے نگر، غازی آباد (اترپردیش)

سے ہی بخوبی جھلکتی ہے۔ ہندستان ایک ایسا سیاحتی مقام ہے جہاں خوبصورت نیلی پہاڑیاں، دبیز جنگلوں سے گھری ہوئی جنگلات کی دولت یعنی جڑی بوٹیوں، پھل، پھولوں اور قدرتی ساز وسامان سے مالا مال ہے اور اپنے قدرتی حسن کیلئے مشہور رہے۔ یہی وجہ ہے کہ غیر ملکی سیاح ہندستان میں سیر وتفریح کی غرض سے یہاں کا رخ کرتے ہیں۔ ہندستان کی شاید ہی کوئی ایسی ریاست ہو جہاں سیاح سیر وتفریح کے لئے نہیں جاتے ہوں۔ کیونکہ ہندستان کی اپنی قدیم تہذیب ہے۔ جو سیاحوں کی دلکشی بڑھاتی ہے۔

ہندستان میں سیاحتی صنعت بہت پرانی ہے۔ قدیم زمانہ میں ہندستان کو سونے کی چڑیا کہا جاتا تھا اسی وجہ سے ہندستان کو دیکھنے کے لئے پوری دنیا کے ممالک سے سیاح آنے تھے۔لیکن قابل افسوس بات یہ ہے کہ دوسرے ممالک کے مقابلے میں سیاحوں کو ان بیشتر سہولیات فراہم کرانے میں ہندستان ابھی کافی پیچھے ہے۔ بے شک ہندستان میں سیاحتی مقامات قدرتی طور پر بے حد خوبصورت ہیں۔ تاریخی عمارتیں ہیں، پھر بھی ہمارے ملک میں سیاحوں کی تعداد کم ہے۔حقیقت میں کبھی کبھی پالیسیاں ایسی بن جاتی ہیں جو سیاحوں کے موافق نہیں ہوتیں۔اس کیلئے ضروری ہے کہ سیاحوں کے ٹھہرنے کے لئے اچھے قسم کے ہوٹلوں کی تعداد بڑھائی جائے، سڑکوں پر زیادہ دھیان دیا جائے۔ سیاحوں کو کسی بھی تاریخی عمارت میں داخل ہونے کیلئے زیادہ سے زیادہ رعایت دی جائیں۔ سیاحتی مقامات پر صفائی کا مناسب انتظام کیا جائے تاکہ سیاح اپنے ملک واپس جانے کے بعد ہندستانی کی غلط شبیہ بیان نہ کریں۔

ہندستان میں سیاحتی صنعت کو فروغ دینے کا سلسلہ 1946 میں شروع ہوا تھا۔ سیاحت سے فی زمانہ سب سے بڑا فائدہ تجارت کو ہے۔ سب سے بڑی منفعت آج بین الاقوامی تجارت کو سیاحت سے ہے۔ سیاحت وسفر سے ایک دوسرے ممالک کے تعلقات بڑھتے ہیں امور وتعاون سے راستے ہموار ہوتے ہیں۔ صنعت وحرفت کی ترقی کے لئے معلومات وتجربات حاصل کئے جاتے ہیں۔ترقی یافتہ ملکوں کی معاشرتی بہبود کی اسکیموں کا پتہ چلتا ہے۔

سیاحت ایک صنعت کی حیثیت بھی رکھتی ہے جو سیاحوں کی آمد پر سیاحتی مقامات کی طرف متوجہ کرنے، انہیں وہاں تک پہنچانے، انکے رہنے کا انتظام کرنے، کھانے پینے کا انتظام کرنے، انہیں تمام آسائش دینے اور سیاحوں کو واپس ان کے ملک تک واپس پہنچانے کا کام کرتی ہے۔ ہندستان میں اب سیاحوں کی تعداد بہت بڑھی ہے۔ کیونکہ ہندستان دنیا کا ایک ایسا خطہ ہے جہاں سیاحوں کی دلچسپی خود بخود دن بدن بڑھتی جاتی رہی ہے۔ کیونکہ ہندستان بھی دنیا کے دوسرے مملک کی طرح قدرتی مناظر سے بھر پور ہے۔اس کا اندازہ سیاحوں کی آمد سے لگایا جاسکتا ہے۔سیاحت ہندستان کا ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کا سب سے تیزی کے ساتھ ترقی کرنے والی صنعت ہے۔ آج تمام ممالک اپنے یہاں زیادہ سے زیادہ سیاحوں کو لبھانے کے لئے سیاحتی مقامات کا تیزی کے ساتھ ترقی کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔اسکی اصل وجہ یہ ہے کہ سیاحت ذرائع آمدنی کی ایک بہت بڑی صنعت مانی جاتی ہے۔

سیاحت ایک ایسا سفر ہے جو مصروفیت سے فارغ ہو کر فرصت سے چند روز یا چند ماہ کہیں دوسرے ملک یا شہر میں گزارے جاتے ہیں۔ ورلڈ ٹورازم (عالمی سیاحتی تنظیم) کے مطابق سیاح وہ لوگ ہیں جو سفر کرکے اپنے معمول کی زندگی کے ماحول سے باہر نکل کر کسی خاص مقام پر رہنے جاتے ہیں۔اور سیاحت زیادہ سے زیادہ وقت اپنے سکون میسر کرنے کے لئے، کاروبار یا دوسرے مقاصد کے پیش نظر کی جاتی ہے۔

کسی بھی ملک کیلئے سیاحوں کی آمد وقار کا معاملہ بن جاتا ہے غیر ملکی سیاح جب تک مقیم ہیں ہر لحاظ سے ان کا خیال رکھا جائے۔ سیاحوں کو ہرطرح کا آرام، سہولیات، ان کے ساتھ نرم رویہ، یہ سب باتیں قابل غور آتی ہیں۔سیاح ملک کی آمدنی کا ذریعہ ہوتے ہیں۔غیر ملکی سیاح جب کسی دوسرے ملک میں جاتے ہیں تو وہاں صرف گھومنا پھرنا ہی ان کا مقصد نہیں ہوتا بلکہ وہاں کی صنعت، ترقیاتی کام، جدید طور طریقے، کلچر، تہذیب، لوگوں کا آپسی رویہ، یہ باتیں ایک سیاح اور اس ملک کے لئے کافی کچھ منحصر ہوتی ہے۔

سفر کرنا اور سیاحت کے مقصد سے گھر سے نکلنا دو مختلف چیزیں ہیں۔اور ان دونوں میں بہت فرق پایا جاتا ہے۔سیاح جب باہر نکلتا ہے جو دو باتیں بہت خاص ہوتی ہیں ایک کہاں جانا ہے؟ اور کیوں جانا ہے؟ دوسرے کیسے جانا ہے؟ انہیں کے درمیان بات آتی ہے سہولیات کی۔ آج کے دور میں سیاحتی صنعت سے جڑے افراد نے سیاحت کے معنی کو ہی بدل کر رکھ دیا ہے۔وہ سہولیات اور آرام میسر کرانے سے زیادہ دولت کمانے پر توجہ مرکوز کرتے ہیں جو ایک سنگین معاملہ ہے۔

☆☆☆

سائبر جرائم سے نپٹنا حقیقی چیلنج: راج ناتھ سنگھ

☆ مرکزی وزیر داخلہ جناب راج ناتھ سنگھ نے سی آئی ایس ایف کے افسروں سے کہا کہ وہ دہشت گردی کی نئی شکلوں اور شورش کے ابھرتے ہوئے چیلنجوں کا موثر طور پر مقابلہ کرنے کے لئے خود کو تیار کریں اور انہوں نے بدلتے ہوئے سیکورٹی کے منظر نامہ خاص طور سے وی آئی پی کی سیکورٹی، تباہکاری میں انتظامات، سرکاری عمارتوں کی سیکورٹی اور ہوابازی کی سیکورٹی میں سی آئی ایس ایف کے بڑھتے ہوئے رول پر زور دیا۔ سی آئی ایس ایف کے افسروں کی پاسنگ آوٹ پریڈ سے خطاب کرتے ہوئے حیدر آباد میں آج جناب راجناتھ سنگھ نے کہا کہ اس فورس کو جرائم کے نئے شعبوں جیسے سائبر جرائم سے نپٹنے میں اپنی صلاحیت بڑھانا چاہئے۔

ریشما

صحت کے لئے فائدہ مند بھنڈی

بھنڈی دیکھنے میں جس قدر خوب صورت اور پرکشش نظر آتی ہے، صحت کے لئے اتنی ہی فائدہ مند ہے۔ اس میں تقریباً وہ تمام تغذیہ بخش عناصر پائے جاتے ہیں جو صحت کے لئے انتہائی ضروری ہیں۔ بھنڈی امراض شکم کی روک تھام میں ہی معاون نہیں بلکہ افزائش حسن میں بھی فائدہ مند ہے۔ اس کے پھل، پتیاں اور اس کی جڑیں بھی صحت کے لئے مفید ہے۔ بھنڈی کی جڑوں کا چورن مساوی مقدار میں شکر کے ساتھ استعمال کرنے سے دھات سے ہونے والی کمزوری اور آموات میں مفید ہے۔ اس میں پائی جانے والی وٹامن بی حمل کو بڑھنے میں مدد کرتی ہے اور پیدائشی نقص کو دور کرتی ہیں۔ بغیر پیچ دو تازہ بھنڈی روزانہ کھانے سے سفید پانی، نامردانگی اور مادہ منویہ کے گرنے میں افاقہ ہوتا ہے۔ یہ گیسٹک السر کے لئے بھی بڑی موثر دوا ہے۔ مردوکاری بھنڈی بڑی آنت کی صحت کا تحفظ کرتی ہے، جس سے اینٹھن رک جاتی ہے۔ اس کے استعمال سے آنت کی سوزش میں افاقہ ہوتا ہے۔ یہ موٹاپے کو دور کرتی ہے۔ کئی مرتبہ جسم میں وٹامن کی سے زیادہ کھانے کی خواہش ہوتی ہے۔ اس لئے بھنڈی میں موجود وٹامن اس کی کمی کو دور کر کے غیر ضروری بھوک کو مٹاتے ہیں۔

درحقیقت یہ ایک ایسی سبزی ہے جسے ہر علاقے میں بڑی رغبت سے کھایا جاتا ہے۔ بھنڈی میں پروٹین، وسا، کیلشیم، کاربوہائیڈریٹ، پوٹاشیم، فاسفورس، فائبر وغیرہ وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ بھنڈی کھانے میں جتنی اچھی لگتی ہے، اتنی خوبیوں سے بھری پڑی ہے۔ بھنڈی اکثر کیریبین سے لے کے چین تک کے کھانوں میں استعمال ہوتی ہے اور اس کی مقبولیت بڑھتی ہی جارہی ہے، خصوصاً جب سے اس سبزی کا استعمال بطور اچار یا سائڈ ڈش یا سوپ کے ایک سامان کے طور پر کیا جانے لگا ہے۔ اسے اس کے تیل کے لئے بھی استعمال کیا کیا جاتا ہے۔

سبزیوں میں اہمیت کی حامل ہونے کی وجہ سے بھنڈی کا پودا جوں جوں بڑھتا ہے، ویسے ویسے اس میں پھل آتے جاتے ہیں اور تقریباً چار فٹ بلندی تک جاتے ہیں۔ غیر ممالک میں بھی بھنڈی کو لیڈی فنگر کہتے ہیں۔ شمال مشرق کے بہار سے متصل کچھ علاقوں میں اسے رام تروئی کہتے ہیں تو چھتیس گڑھ میں رام کلیہ کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ اس کی بھروا اور بھجیا دونوں طرح سے ذائقہ دار سبزی بنتی ہے۔ اس لئے بھنڈی کو بہت تغذیہ بخش سبزی مانا جاتا ہے۔ بھنڈی سے متعدد اقسام کے کھانے جیسے سبزی، رائتا، سوپ، کڑھی وغیرہ بنائی جاسکتی ہے۔ اس سے نکلنے والا ریشہ دار چکنا مادہ کئی طرح کے امراض میں اقاقہ دیتا ہے۔ بھنڈی کھانے سے بھوک بھی بڑھتی ہے۔ ہمارے جسم میں بھنڈی ہمارے جسم میں پائے جانے والے اچھے بیکٹریا کو مضبوط کرتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بھنڈی جسم میں پروبایوٹکس کے فروغ میں بھی معاونت کرتی ہے جس سے ہمارا امیون سسٹم مضبوط ہوتا ہے اور ہاضمہ کا نظام بہتر ہوتا ہے۔ کمزوری اور تھکان محسوس کرنے والوں کے لئے بھنڈی توانا بخش ادویہ کی مانند کام کرتی ہے۔ ڈاکٹروں کے مطابق بھنڈی ڈپریشن کے شکار لوگوں کے لئے بھی فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔ کم از کم ایک وقت بھنڈی ضروری استعمال کی جانی چاہئے۔

بھنڈی کے معالجاتی فوائد بے پناہ ہیں۔ ذیابیطس سے متاثر لوگوں کے لئے خوردونوش کے مسائل رہتے ہیں۔ ایسے حالات میں ذیابیطس سے متاثر لوگوں کے لئے بھنڈی بہت موزوں ہے۔ اس میں فائبر کی بھرپور مقدار پائی جاتی ہے جو ذیابیطس کو کنٹرول کرنے میں فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔ بھنڈی خون میں پہلے سے موجود شوگر کے جزو کو سوکھ لیتی ہے اور بلڈ شوگر کی سطح کو معمول کے مطابق بنانے میں مدد کرتی ہے۔ یہ جسم میں کولیسٹرول کی سطح کو بنائے رکھنے میں معاون ہوتی ہے۔ اس سے شوگر کی سطح ٹھیک رہتی ہے۔ اس لئے یہ ذیابیطس کے مریضوں کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔

جوڑوں کے درد میں بھی بھنڈی کی افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اگر آپ کے جوڑوں میں درد رہتا ہے تو بھنڈی کھائیں۔ بھنڈی میں کیلشیم پایا جاتا ہے جو ہڈیوں کو مضبوط بنتا ہے اور جوڑوں کے درد میں فائدہ پہنچاتا ہے۔ اس میں موجود لسے دار مادہ بھی ہماری ہڈیوں کے لئے بہت اچھا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ بھنڈی میں کیلشیم کی اچھی مقدار پائی جاتی ہے جو ہڈیوں کے لئے فائدہ ہوتا ہے۔ یہ جوڑوں کو لچیلا بناتی ہے۔

سابرمتی ہاسٹل، جواہر لعل نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی

بھنڈی امراض تنفس کے مریضوں کے لئے بھی کافی فائدہ مند ہے۔اس میں وٹامن سی پائی جاتی ہے جو امراض تنفس کو پنپنے سے روکتا ہے۔اس کے علاوہ بھنڈی پھیپھڑوں میں سوجن اور گلے میں خراش سے راحت دلانے میں میں بھی فائدہ مند ہے۔ایسی امراض تنفس کے مریضوں کو ہر حال میں بھنڈی کا استعمال کرنا چاہئے۔

امراض چشم میں بھنڈی کافی فائدہ مند ہے۔جن لوگوں کی آنکھوں کمزور ہیں انہیں بھنڈی سے کافی فائدہ ملتا ہے۔اس میں پایا جانے والے وٹامن اے آنکھوں کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔اس سے آنکھوں کی روشنی تیزی ہوتی ہے۔کھانے میں اگر بھنڈی شامل کرلی جائے تو آنکھوں کی روشنی تو درست ہوگی ہی، آنکھوں سے متعلق دیگر بیماریاں بھی ٹھیک ہوتی ہے۔کچھ رپورٹ کے مطابق بھنڈی موتیابند کے خطرات کو بھی کم کرتی ہے، حالاں کہ ہندستان میں ابھی اس پر ریسرچ جاری ہے۔

افزائش حسن میں بھی بھنڈی ایک ایسی سبزی ہے جو تمام بیماریوں کو روکنے کے ساتھ ہی حسن بڑھانے میں کارگر ہوتی ہے۔اس میں وٹامن سی وافر مقدار میں پائی جاتی ہے۔اس لحاظ سے یہ ہماری جلد کے لئے بھی نعمت غیر مترقبہ ہے۔یہ چہرے کو نازک اور منور و روشن بنانے میں معاون ہے۔اس سے چہرہ پر ہونے والے پمپل فری بنانا ہو یا چہرے کو چکنا اور چمک دار بنانا ہو تو بھنڈی کا بھرپور استعمال کرنا چاہئے۔

بھنڈی بالوں کو صحت مند بنانے میں بھی معاون ہے۔یہ نہ صرف بیماریوں سے محفوظ رکھتی ہے بلکہ ظاہری حسن کو بھی نکھارتی ہے۔یہ چہرے کی چمک لوٹانے کے ساتھ ہی بالوں کو بھی صحت مند رکھتی ہے۔روکھے بال ٹوٹ کر گر رہے ہوں یا بے جان لگ رہے ہوں، ان سارے مسائل کا علاج بھنڈی ہے۔بالوں کو بہتر بنانے کے لئے بھنڈی کو ابالیں، جب وہ ایک دم پتلی ہوجائے تو اس میں لیمو نچوڑ کر بالوں میں لگائیں۔اس سے بالوں کی کنڈیشننگ ہوجائے گی اور بال ریشمی اور نرم و نازک بن جائیں گے۔ایک ہفتہ استعمال کے بعد اس کے اثرات ظاہر ہونے لگیں گے۔

امراض شکم میں بھی بھنڈی مفید ہے۔اس کے ریشے ہمارے پیٹ کے لئے فائدہ مند ہیں۔یہ ہماری آنتوں کے لئے فلٹر کا کام کرتی ہے۔یہ پیٹ کی پت اور کولیسٹرول کو باندھ دیتی ہے جس سے آنت کو نقصان نہیں پہنچتا۔بھنڈی آنتوں کی خراش کو بھی دور کرتی ہے۔اس لئے پیچش یا گیس کے مسئلہ میں بھنڈی کام آتی ہے۔بھنڈی جسم میں ایسڈ کو بھی بے اثر بناتی ہے اور ہاضمہ کے نظام کی حفاظت کرتی ہے۔پیشاب کی سوزش میں بھی بھنڈی مفید ہے۔یہ جلن کو دور کرتی ہے۔اس سے کھانے سے پیشاب کھل کر اور صاف آتی ہے۔اس لئے پیشاب کی جلن اور سوزش ہونے پر بھنڈی کا استعمال کرنا چاہئے۔تقریباً ایک پکھواڑے تک باقاعدہ اس کا استعمال کرنے سے پیشاب کی جلن کے مسئلہ سے نجات مل جاتی ہے۔دھات کے مرض میں بھی یہ مفید ہے۔بھنڈی کا پھول دو تولہ پیس کر ایک پاؤ گائے کے مٹھے میں ملا کر پینے سے دھات کا گرنا بند ہوجاتا ہے۔ایسے لوگوں کو یہ عمل تقریباً ایک ماہ بعد پھر دہرانا چاہئے۔ساتھ ہی اس بات کا دھیان رکھیں کہ کوئی بھی ایسی چیز نہ کھائیں جس سے پیٹ میں قبض ہو۔

سوزاک میں بھی بھنڈی فائدہ مند ہے۔ایک تولہ مشری کو تین تولہ بھنڈی کی جڑ، سفید الائچی، کالی مرچ کو ایک ساتھ ملا کر استعمال کریں۔اس کے بعد اس ایک پندرہ روز باقاعدہ اس کا استعمال کرنا چاہئے۔افاقہ ہوتا ہے۔ایسے مریضوں کو سبزی میں بھی بھنڈی کا استعمال کرنا چاہئے۔معالجاتی خوبیوں سے بھرپور ہونے کی وجہ سے آج ہر گھر میں اس کا استعمال عام ہے۔کچن میں تمام سبزیوں کے ساتھ بھنڈی لازماً موجود ہوتی ہے۔اسے الگ الگ طریقوں سے پکایا جاتا ہے۔کچھ لوگ اسے مسالہ دار بناتے ہیں تو دوسرے لوگ بغیر مسالہ اسے تیار کرتے ہیں۔دیکھا جائے تو تمام سبزیاں بغیر مسالہ کے اچھی نہیں ہوتی لیکن بھنڈی بغیر مسالہ کے زیادہ لذیذ اور اچھی لگتی ہے۔بھنڈی سے تیار ریسیپی کو آپ چاہیں تو فل ڈائٹ میں لے سکتے ہیں اور آپ چاہیں تو اسے اسٹارٹر کے طور پر یا اسنیکس کی شکل میں یعنی ہر طرح سے اس کا استعمال لاجواب ہے۔آیئے دیکھتے ہیں کہ بھنڈی کتنے طریقوں سے بنائی جاتی ہے۔

کرکری بھنڈی: اسے بنانے کے لئے کسی خاص طرح کے مسالے وغیرہ کی ضرورت نہیں پڑتی ہے۔بس کچن میں موجود کچھ مسالوں کے ذریعے اس کے ذائقہ سے لطف اندوز ہوا جاسکتا ہے۔ککری بھنڈی تیار کرنے کے لئے پہلے بھنڈی کو اچھی طرح دھو کر خشک کرلیں۔اگر آپ کے پاس 500 گرام بھنڈی ہے تو اس کے لئے چار چمچہ بیسن، چار چمچہ کارن فلور، ایک چمچہ نمک، آدھا چمچہ گرم مسالہ، آدھا چمچہ امچور، آدھا چمچہ لال مرچ پاؤڈر، نصف چمچہ ہلدی پاؤڈر اور آدھا چمچہ چاٹ مسالے کی ضرورت پڑے گی۔اس کے بعد بھنڈی کو کاٹ لیں۔کٹی ہوئی بھنڈی میں سبھی مسالے ملالیں۔مسالے ملانے کے بعد بھنڈی کو کچھ دیر کے لئے رکھ دیں۔بعد ازاں اس میں کارن فلور اور بیسن ملالیں۔اس کے بعد کڑھائی گرم

کر کے دھیمی آنچ میں فرائی کرلیں۔اسے تب تک فرائی کرتے رہیں جب تک اس کا رنگ براؤن نہ ہوجائے۔

مسالہ دار بھنڈی :اگر آپ کے پاس 500 گرام کچی بھنڈی ہے اور اس کی مسالہ دار سبزی بنانا چاہتے ہیں تو اس کے لئے بنانا چاہتے ہیں تو اس کے لئے

پانچ چمچہ تیل، ایک چمچہ زیرہ، آدھا آدھا چمچہ ہلدی دھنیا پاؤڈر، لال مرچ، گرم مسالے کی ضرورت پڑے گی۔ چار ہری مرچ اور باریک کٹی ہوئی دھنیا کے علاوہ حسب ذائقہ نمک ڈالا جاتا ہے۔اسے تیار کرنے کے لئے بھنڈی کو اچھی طرح سے دھولیں۔دھلی ہوئی بھنڈی کے ڈنٹھل کاٹ لیں۔اگر بھنڈی زیادہ لمبی ہو تو اسے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ لیں۔پھر کڑھائی میں تیل ڈال کر گرم کریں۔زیرہ ڈالیں اور اسے براؤن ہونے تک بھنیں۔پھر دھیمی آنچ پر سبھی مسالے بھنڈی میں ملا کر اوپر سے نمک ڈال لیں۔ پھر دھیمی آنچ پر پانچ منٹ بھنیں۔بھنڈی کو 2 منٹ ڈھکنے کے بعد ڈھکن کھول دیں۔ جب بھنڈی پک جائے تو اوپر سے دھنیا ڈال دیں۔اس کے بعد گرم گرم کھائیں۔

بھنڈی کی سادی سبزی: یہ بنانے میں بہت آسان ہے۔آدھا کلو بھنڈی کی سبزی بنانے کے لئے دو ہری مرچ، ایک چمچہ تیل اور حسب ذائقہ نمک کی ضرورت ہوتی ہے۔ اوپر سے ایک چمچہ کالی مرچ اور کالا نمک ڈال دیا جائے تو اس کا ذائقہ مزید بڑھ جاتا ہے۔سادی بھنڈی کی سبزی تیار کرنے کے لئے بھنڈی کو اچھی طرح دھوکر چھوٹی چھوٹی کاٹ لیں۔پھر تیل گرم کر کے اس میں راست بھنڈی چھونکا لگائیں۔ اوپر سے کالی مرچ اور نمک ڈال کر کھائیں۔

بھنڈی کی سبزی کا نام سنتے ہی منہ میں پانی آجاتا ہے۔اس میں پنجابی بھنڈی مسالہ کی تو بات ہی الگ ہے۔اگر آپ کے پاس ایک کلو بھنڈی ہے تو دو پیاز، دو پیاز، دو ہری مرچ، ایک چمچہ لال مرچ، آدھا چمچہ کٹی ادرک، ایک چمچہ زیرہ، ایک چمچہ گرم مسالہ، ایک چمچہ ہلدی پاؤڈر، ایک چمچہ دھنیا پاؤڈر، سات سے دس کلی لہسن اور دو چمچہ تیل اور ذائقہ کے مطابق نمک کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسے بنانے کے لئے بھنڈی کے اچھی طرح دھوکر کپڑے سے پونچھ لیں۔اس کے بعد پین میں دو ٹیبل اسپون تیل ڈال کر گرم کریں۔تیل گرم ہونے کے بعد اس میں بھنڈی کو تیل میں ڈال کر تھوڑی دیر گرم کریں۔ جب بھنڈی تل جائیں تو انہیں الگ برتن میں نکال لیں۔اب پیاز، ہری مرچ، ادرک ٹماٹر اور لہسن کو کاٹ لیجئے اور مکسر میں ان سبھی کو پیس کر پیسٹ بنالیں۔ پین میں تیل ڈال کر گرم کریں۔زیرہ ڈال کر ہلکا براؤن ہونے تک بھنیں۔ پھر مسالے کے پیسٹ کو پین میں ڈال کر ہلکا براؤن ہونے تک بھنیں۔اس کے بعد سبھی مسالوں کو ڈال کر بھنیں۔اس کے بعد بھنڈی ڈال دیں۔اوپر ہلدی پاؤڈر ڈالنے کے بعد ملا دیں۔ اس کے بعد حسب ذائقہ نمک چھڑکیں۔اب پنجابی بھنڈی مسالہ تیار ہے۔

آدھا کلو بھرواں بھنڈی تیار کرنے کے لئے دو سو گرام تیل، دو چمچہ زیرہ پاؤڈر، ایک چمچہ ہلدی، ایک چمچہ گرم مسالہ، ایک چمچہ امچور، ایک چمچہ کوٹا ہوا دھنیا، ایک چھوٹی گانٹھ کدوکس سے کسی ہوئی ادرک، باریک کٹی ہوئی دو پیاز اور نمک کی ضرورت ہوتی ہے۔اسے بنانے کے لئے سب سے پہلے بھنڈی کو اچھی طرح دھوکر کپڑے سے پونچھ لیں۔اب بھنڈی کو بیچ سے لمبائی میں کاٹ کر بیج اور گودا نکال لیں۔پھر مسالوں کو ان کے بیچ میں بھر دیں۔ کڑھائی میں گھی گرم کر کے ہینگ سے تڑکا لگا کر پیاز کو سنہری ہونے تک تل لیں۔اب مسالہ بھری بھنڈیوں کو دھاگے سے لپیٹ کر پیاز ہینگ کے چھونک والے تیل میں ڈال کر اچھی طرح تل لیں۔تھوڑی دیر بعد کڑھائی کو آنچ سے اتار لیں۔اب آپ کی ذائقہ دار بھرواں بھنڈی تیار ہے۔

☆☆☆

اسمارٹ سٹی مشن کے تحت شہری منصوبے کی تیاری کے لئے 194 کروڑ روپے مختص

☆ شہری ترقی کی وزارت نے اسمارٹ سٹی مشن کے تحت 96 شہروں کے لئے 2 کروڑ روپے فی کس کی شرح سے 194 کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔98 اسمارٹ سٹی امیدواروں کی اب تک شناخت کی گئی ہے جن کے لئے وزارت داخلہ جلد ہی مرکز کے زیر انتظام دلی اور چنڈی گڑھ کو فنڈس کی منظوری دے گی۔گیارہ ریاستوں کے 38 اسمارٹ سٹی نمائندگان جنہوں نے یہاں شہری ترقیات کے وزیر جناب وینکیا نائیڈو کے ذریعہ منعقدہ علاقی ورکشاپ میں شرکت کی، کے لیے منظوری احکامات جاری کردئے ہیں۔جموں وکشمیر اور اتر پردیش کے ایک ایک شہر کے اسمارٹ سٹی مشن میں شمولیت کے لئے شناخت کیا جانا ابھی باقی ہے۔بعد میں الیکٹرونک منتقلی نظام کے ذریعہ متعلقہ ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو فنڈس منتقل کردیئے گئے۔مذکورہ مشن کے تحت ہر شہر کے لئے 2 کروڑ روپے، شہری سطح پر اسمارٹ سٹی منصوبے کی تیاری جس میں تکنیکی تعاون اور معاون ایجنسیں (ہنڈ ہولڈنگ) شامل ہیں، کے لیے فراہم کرائے گئے ہیں۔

ایس منگی سنگھ

نسلی تنازعہ، ہوم لینڈ کا مطالبہ اور

منی پور کے پہاڑوں میں سیاحت

منی پور ایک رنگ برنگی سرزمین ہے، جسے اس سرزمین کی حیثیت سے جانا جاتا ہے، جہاں دیوی دیوتاؤں نے رقص کیا تھا۔ ہندستان کے شمال مشرقی خطہ کی اس چھوٹی سی ریاست کا جغرافیائی رقبہ 22,356 مربع کلومیٹر اور اس کی آبادی 2388634 ہے۔ ریاست کا تقریباً 90 فی صد رقبہ یعنی 20126 مربع کلومیٹر پہاڑی ہے۔ ریاست کے قلب میں واقع وادی میں میئتی اور بنگل (منی پوری مسلمان) رہا کرتے ہیں۔ جب کہ پہاڑوں میں 33 منظور شدہ قبائل آباد ہیں۔ سرکاری طور پر منظور شدہ ان 33 قبائل میں ائمول، انال، انگامی، چیرؤ چھوٹے، گنگتے، ہمار، لوشئی، کبوئی، کچاناگا، کھرم، کیراؤ، کوئرینگ، کوم، لمکانگ، ماؤ، مرم، مرنگ، مونسنگ، مویون، پائیٹے، پومئی، پورم، رالٹے، سہتے، سیما، سمتے، تنگ کھل، تھاڑؤ تراؤ، واپھئی، زو اور انی کوکی قبائل شامل ہیں۔ پہلے یہ عام رجحان تھا کہ ان قبائلیوں کو دو وسیع زمروں میں تقسیم کردیا جاتا تھا۔ ناگا اور کوکی یا کوکی۔چین میزوگروپ۔ ائمول، انال، انگامی، چیرؤ چھوٹے، کبوئی، کچاناگا، کیراؤ، کوئرینگ، سمکانگ، مرنگ، ماؤ، مونسنگ، موپون، سیما، تنگ کھل، پومئی، پورم، تراؤ اور کھرم کو ناگا قبائل تصور کیا جاتا ہے۔ کوکی۔چین میزوگروپ یا کوکی میں گنگٹے، ہمارلوشئی، پائیٹے، رالٹے، سمتے، سہتے، تھاڑؤ واپھئی، زو اور کوکی قبائل میں شامل ہیں۔ لیکن

ان دو زمروں میں قبائل کی تقسیم مکمل نہیں ہے۔ قبائلیوں کے مختلف گروپوں کے لئے مخصوص اصطلاحوں کا استعمال بدلتا رہا ہے۔ ناگا اصطلاح سے مراد ہے قریبی مراسم رکھنے والے قبائل لیکن غیر ناگا قبائل کے لئے یہ بات درست نہیں ہے۔ مثال کے طور پر کوکی، کوکی چین، کوکی۔چین۔میزؤ میزؤ زومی جیسی اصطلاحیں تمام غیر ناگا قبائلیوں یا ان کے مخصوص گروپوں کے لئے استعمال کی جاتی رہی ہیں۔ زلینگ رونگ قبائل کی بھی مثال ہے جو گرچہ خود کو ناگا تصور کرتے ہیں لیکن وہ ناگاؤں کے بیچ اپنی الگ شناخت ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے علاوہ کئی دہائیوں سے وہ خود کو الگ الگ قبیلہ کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں، خاص طور سے 1990 کی دہائی میں ہونے والے نسلی تصادموں کے بعد سے۔

جہاں تک اس ریاست کے پہاڑی خطوں میں ان کی جغرافیائی سکونت کا سوال ہے تو پانچ پہاڑی اضلاع میں سے کسی ایک میں بھی صرف ایک مخصوص قبیلہ اور قبائلیوں کے گروپ کی آبادی ہے۔ چندیل ضلع میں لامکنگ، زؤ گانگتے، موپون، ائمول، چھوٹھے، پورم، میزؤ تنگ کھل اورکوم وغیرہ شامل ہیں۔ سیناپتی ضلع میں تیرہ سے کم قبیلے نہیں ہیں۔ ان میں بڑے قبائل ماؤ، مرام اور تھاڑو ہیں جب کہ چھوٹے قبیلوں میں کابوئی، تنگ کھل، مارنگ، چیرؤ کوم، کوئرینگ، واپھئی، کچاناگا، سیما اور کوئراؤ شامل ہیں۔ تامپنگ لونگ ضلع میں کابوئی بڑا قبیلہ ہے اور چھوٹے قبیلے ہیں تھاڑو و نیز گنگتے۔ چورا چاند پور ضلع میں تیرہ قبیلے پھیلے ہوئے ہیں۔ ان میں بڑے قبیلوں کے نام ہیں ہمار، پائیتے اور تھوڑؤ جب کہ چھوٹے قبائل میں چھوٹے کبوئی، کوم واپھئی، زؤ میزؤ گنگتے، سمتے، رالتے وغیرہ شامل ہیں۔ اسی طرح اکھرول ضلع میں بڑا قبیلہ تنگ کھل اور چھوٹا قبیلہ تھوڑو ہے۔ مجموعی طور پر دیکھا جائے تو اکھرول اور تمینگ لونگ میں ناگاؤں کا غلبہ ہے جب کہ چورا چاند پور ضلع میں کوکیوں کا

مضمون نگار منی پور یونیورسٹی، کانچی پور، امپھال میں شعبہ پولٹیکل سائنس سے وابستہ ہیں۔
smangisingh@yahoo.co.in

زبردست غلبہ ہے۔ بقیہ اضلاع چندیل اور سیناپتی میں ناگاؤں اور کوکی کی آبادی کم وبیش برابر ہے۔

ریاستی اسمبلی میں نمائندگی کو دیکھا جائے تو ریاست کے پہاڑی علاقوں میں بیس اسمبلی حلقے ہیں، جن میں سے 19 درج فہرست قبائل (ایس ٹی) کے لئے ہیں اور ایک عام سیٹ ہے۔ ضلع کے حساب سے دیکھا جائے تو پانچ اضلاع میں سے چندیل میں دو، چورا چاند میں چھ، سیناپتی میں چھ، تمینگ لونگ میں تین اور اکھرول میں تین اسمبلی حلقے ہیں۔ جہاں تک ان اسمبلی حلقوں میں نسلی ہیئت کا سوال ہے تو تمینگ لونگ اور اکھرول اضلاع کے چھ اسمبلی حلقوں میں ناگاؤں کا اور چورا چاند ضلع کے چھ اسمبلی حلقوں میں کوکیوں کا غلبہ ہے۔ بقیہ دو اضلاع چندیل اور سیناپتی میں سے اول الذکر کے دونوں اسمبلی حلقوں میں آبادی یکساں ہیں۔ سیناپتی کے چھ میں سے تین اسمبلی حلقوں۔ ماؤ، تاروبی اور کیرونگ میں ناگاؤں کا غلبہ ہے جب کہ دیگر دو حلقوں میں سائکول اور سائٹو میں کوکیوں کا غلبہ ہے۔ بقیہ ایک حلقہ کنگ پوکپی میں ناگا، کوکی اور نیپالیوں کے آبادی تقریباً برابر ہے۔ نتیجتاً پہاڑوں کے نو اسمبلی حلقوں کے نمائندے ہمیشہ ناگا اور آٹھ حلقوں کے ہمیشہ کوکی ہوا کرتے ہیں۔ بقیہ تین اسمبلی حلقوں میں ہمیشہ ناگا اور کوکی میں زبردست مقابلہ ہوا کرتا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ اگر کنگ پوکپی اسمبلی حلقہ کسی نیپالی کو نہ ملے تو ریاستی اسمبلی میں ناگاؤں اور کوکیوں کی نمائندگی ہمیشہ دس دس یا نو گیارہ یا آٹھ بارہ ہوا کرتی ہے۔ فی الحال ریاستی اسمبلی میں دونوں قبائل کے دس دس، ایم ایل اے ہیں۔

> ریاست کے پہاڑی علاقوں میں مقامی حکمراں اداروں کا موثر اور بامعنی نظام ابھرنے میں ناکامی کے پس منظر میں یہ رجحان زیادہ خطرناک ہے۔ عرصہ سے ڈسٹرکٹ کونسلوں کے انتخابات نہیں ہوئے ہیں اور ویلیج اتھارٹی ایکٹ بے اثر ہے۔ ایک طرف پہاڑوں میں مقامی حکمراں اداروں کا فقدان اور دوسری جانب انتخابی سیاست پر غیر آئینی طاقتوں کی مضبوط گرفت کے نتیجے میں عام دھارے کی سیاست بے معنی ہو کر رہ گئی ہے۔

مختلف نسلی گروپوں کے رشتے کئی وجوہات کی بنا پر فی الحال کشیدہ ہیں۔ دشمنی، عدم اعتماد اور خوف کے عناصر ہمیشہ موجود رہے ہیں اور پہاڑوں میں نسلی جھگڑوں کے لئے ذمہ دار عوامل تاریخی بھی ہیں اور عصری بھی۔ روایتی دشمنی، گاؤں کے اندر زمین کے تنازعات، ایک گروپ کو دوسرے کے خلاف استعمال کرنے کی نوآبادیاتی عہد کی پالیسی، ایک گروپ کا دوسرے گروپ پر تشدد، زمین اور وسائل پر قبضہ کے لئے لڑائی، علاحدہ ہوم لینڈ کی لڑائی، مسئلہ حل کرنے کے لئے حکومت کے پاس سیاسی ارادے کی کمی، غیر موثر انتظامیہ، ریاست کی امن و امان نافذ کرنے والی غیر موثر ایجنسیاں وغیرہ نے جھگڑے میں رول ادا کیا ہے۔

ان تمام باتوں کے درمیان ان قبائل کو عرصہ سے مختلف گروپوں میں لانے کی کوششیں چلتی رہی ہیں جو ناگا یا دوسرے کسی گروپ سے تعلق نہیں رکھتے ہیں۔ اکثر اس کے نتیجہ میں مختلف قبیلوں کو ایک سے زائد گروپ میں شامل کر دیا جاتا ہے۔ اس سے ان قبائل میں غیر یقینی حالات پیدا ہو جاتے ہیں، خاص طور سے اگر وہ اپنی کھال میں مست رہنا چاہتے ہوں۔ اپنی قومیت کا اظہار کرتے ہوئے اپنی چھوٹی آبادی اور حفاظت کے پہلوؤں کو دیکھتے ہوئے خاص طور سے جھگڑے کے وقت، وہ محتاط رہتے ہیں اور ریزرویشن وغیرہ کے حق میں رہتے ہیں۔

ان پہاڑوں میں سکونت پذیر گروپ اپنے اپنے علاقوں کو ہوم لینڈ کہتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ اوپر ذکر آ چکا ہے ریاست کے پانچوں پہاڑی اضلاع میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے، جس میں بطور خاص کسی ایک قبیلہ یا قبائل کے ایک گروپ کی آبادی ہو، لہٰذا ان کے ہوم لینڈ کے نقشوں میں دیگر علاقے بھی آتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں اکثر مختلف نسلی گروپوں کے رشتے کشیدہ رہتے ہیں۔

منی پور کے پہاڑی خطوں میں ہوم لینڈ کی نسلی خواہش اور زور 1940 کی دہائی کے اخیر سے ہی دکھائی دینے لگا تھا جب ماؤ نے ناگا علاقوں کو ایک سیاسی اکائی بنانے کے خیال کی حمایت کی۔ 1950 کی دہائی کے اخیر تک آسام کے ناگا ہلزم میں زیر زمین تحریک کے لئے منی پور سے کیڈر آنے لگے تھے۔ ماؤ قبیلہ کا ہسیکھو چائی منی پور کا پہلا ناگا تھا، جس نے ناگاؤں کی زیر زمین تحریک میں شرکت اختیار کی تھی۔ بعد کی دہائیوں میں ناگالینڈ میں چلنے والی زیر زمین ناگا تحریک نے منی پور کے ناگاؤں میں جگہ بنالی۔ 10 کی دہائی میں زیر زمین ناگا تحریک میں موئیواہ کو ممتاز حیثیت حاصل ہونے اور 1990 میں این ایس سی این (آئی ایم) کے قائم ہونے کے بعد ناگا اور منی پور کے ناگا آبادی والے علاقوں میں علاحدگی پسند ناگا تحریک نے زور پکڑ لیا تھا۔

ان واقعات کے ساتھ ساتھ عظیم تر ناگالینڈ، جنوبی ناگالینڈ وغیرہ کے مطالبات سامنے آنے لگے اور پھر ہوم لینڈ ٹیکس کی وصولی شروع ہوئی نیز دیگر قبائل کو وہ علاقے خالی کرنے کے لئے نوٹس دیئے جانے لگے۔ ان واقعات

میں سے منی پور کے پہاڑی علاقوں میں مختلف نسلوں کے لوگوں کے تعلقات متاثر ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ زمین ہمیشہ رہتی ہے اور یہ وہ واحد شئے ہے جس کے لئے لڑنا چاہئے۔ ان واقعات نے ناگا قبائلیوں کو دفاعی پوزیشن میں ڈال دیا اور انہوں نے اس زمین کے تحفظ کے لئے جسے وہ بھی اپنا قرار دیتے ہیں، طور طریقے وضع کرنے شروع کردیئے۔ اس سے ہوم لینڈ کے جوابی مطالبات کا مسئلہ سامنے آیا جیسے کوکی لینڈ یا زالین۔ نگم، زوگم وغیرہ۔ فی الحال ایک زولینگ رونگ ملک کی نئی تحریک بھی سامنے آئی ہے۔ ساتھ ہی قبیلوں میں اپنے انفرادی قبیلہ کے نام سے بھی اپنی حیثیت منوانے کا چلن عام ہوگیا ہے۔ اس بنیاد پر کہ وہ الگ قبائل ہیں اور ان کی اپنی الگ شناخت ہے۔

اس پس منظر میں 1990 کی دہائی میں کوکیوں اور ناگاؤں کے بیچ نسلی تصادم شروع ہوئے تھے۔ منی پور کے لئے بیسویں صدی کی آخری دہائی کو ہمیشہ ان تباہ کن نسلی تصادموں کے لئے یاد کیا جائے گا، جن کے نتیجہ میں تقریباً 2000 لوگ ہلاک ہوئے، 500 مواضعات پر حملے ہوئے، 2000 مکانات تباہ ہوئے اور ڈیڑھ لاکھ لوگ بے گھر ہوئے تھے۔

منی پور کے پہاڑی خطوں میں نسلی تنازعہ اور اس کے اثرات کا جائزہ لیتے وقت کئی یقینی باتیں دکھائی دیتی ہیں۔ سب سے پہلے یہ کہ ریاست کے پہاڑی علاقوں میں ایسے کئی نسلی گروپ ہیں، جو اپنے اپنے نسلی گروپ کے لئے ہوم لینڈ کا مطالبہ کررہے ہیں۔ فی الحال ان پہاڑوں میں کم از کم سترہ نسلی گروپ ہیں۔ ان میں سے این ایس سی این (آئی ایم)، این ایس سی این (کے)، کوکی لبریشن آرمی، کوکی نیشنل آرمی، کوکی نیشنل فرنٹ (بی)، کوکی نیشنل فرنٹ (ٹی سیموئیل)، کوکیل ڈیفنس فورس، کوکی ری پبلکن آرمی، یونائیٹڈ سوشلسٹ ریولیوشنری ایلائنس (واپھئی)، زیلنگ رونگ ریولیوشنری نیشنل فرنٹ، یونائیٹڈ کومریم ریولیوشنری آرمی، کومریم پیپلز آرمی وغیرہ شامل ہیں۔

ان تنظیموں کی موجودگی کی وجہ سے پہاڑی علاقوں میں جمہوری انتخابی عمل کو بری طرح نقصان پہنچا ہے۔ ریاستی اسمبلی اور لوک سبھا کے انتخابات کے دوران ریاست کی انتخابی سیاست میں ان کی مداخلت دکھائی دیتی ہے۔ یہ مداخلت کئی طریقوں سے ہوتی ہے جیسے انتخاب کے بائیکاٹ کی اپیل یا کسی خاص امیدوار کی حمایت، آزادانہ پولنگ میں مداخلت، چناؤ لڑنے سے پہلے امیدوار کو منظوری لینے پر مجبور کرنا اور پولنگ اسٹیشنوں میں بڑے پیمانے پر دھاندلی وغیرہ۔ کئی مرتبہ نسلی تنظیموں کی اپیلوں پر عمل کرتے ہوئے پہاڑوں کے عوام نے پارلیمنٹ یا ریاستی اسمبلی کے انتخابات کا بائیکاٹ کیا ہے۔ اگر بائیکاٹ نہ بھی ہو تو انتخابی نتائج پر وہ اثر انداز ہوا کرتے ہیں۔

اس کی وجہ سے پہاڑوں میں مختلف فرقوں کے رشتے بری طرح متاثر ہوتے ہیں۔ دو بڑے گروپوں کے رشتوں میں کشیدگی کے باعث پہاڑوں میں نسلی بنیادوں پر صف بندی نے ٹھوس جڑیں پکڑ لی ہیں، خاص طور سے 1990 کی دہائی کے نسلی تصادموں کے بعد سے۔ سول سوسائٹی کے بیشتر گروپ، انسانی حقوق کے ادارے، طلبہ تنظیمیں، چرچ کی ادارے وغیرہ نسلی بنیادوں پر منقسم ہیں۔ نسلی تنظیمیں اس تفریق کو بڑھاوا دیتی رہتی ہیں۔ ان میں سے بہت سے سول اداروں کے لئے اپنا خود مختار وجود قائم رکھنا سچ مچ کا مسئلہ بن گیا ہے۔ اکثر و بیشتر یہ تنظیمیں متعلقہ نسلی تنظیموں کی بولیاں بولتے دکھائی دیتے ہیں۔ ان حالات میں انتخابی عمل میں نسلی تنظیموں کی مداخلت سے نسلی تقسیم اور بڑھی ہے۔

ان تمام باتوں کی وجہ سے پہاڑی علاقوں میں نچلی سطح پر جمہوری اداروں اور عملیات کے ارتقا کو زبردست نقصان پہنچا ہے۔ ریاست کے پہاڑی علاقوں میں مقامی حکمراں اداروں کا موثر اور بامعنی نظام ابھرنے میں ناکامی کے پس منظر میں یہ رجحان زیادہ خطرناک ہے۔ عرصہ سے ڈسٹرکٹ کونسلوں کے انتخابات نہیں ہوئے ہیں اور ولیج اتھارٹی ایکٹ بے اثر ہے۔ ایک طرف پہاڑوں میں مقامی حکمراں اداروں کا فقدان اور دوسری جانب انتخابی سیاست پر غیر آئینی طاقتوں کی مضبوط گرفت کے نتیجے میں عام دھارے کی سیاست بے معنی ہوکر رہ گئی ہے۔

(یوجنا دسمبر 2009)

☆☆☆

کور اا کا بقیہ

اہم ہینڈلوم کلسٹر وں کے ذریعہ ای کامرس سہولیات کے بارے میں بیداری سرگرمیاں چلائی جائیں گی ☆ پریمیم ٹریڈیشنل ہینڈلوم پروڈکٹس کے بارے میں مختصر معلومات ڈی سی (ہینڈلوم) کی ویب سائٹ پر دی جائے گی، جسے منظور شدہ ای کامرس کمپنیاں اپنے پروڈکٹ کیٹلاگ میں کسٹمرس کی معلومات کے لئے شامل کرسکیں گی ☆ ویورس سروس سنٹروں، کامن فیسلیٹی سینٹروں اور ہینڈلوم کلسٹر وں میں جگہ دستیاب ہونے کی صورت میں منظور شدہ ای کامرس کمپنیوں کو آئی ٹی انفرااسٹرکچر کے لئے جگہ فراہم کی جائے گی، تاکہ بنکروں اور رنکر انٹر پرنیورس کو ای کامرس سہولیات سے استفادہ کرنے میں آسانی ہو۔

منظور شدہ ای کامرس کمپنیوں کی کارکردگی کا مسلسل جائزہ لیا جائے گا۔ ان کی کارکردگی کی بنیاد پر ہی ان کی مدت میں توسیع کی درخواست پر غور کیا جائے گا۔ پالیسی فریم ورک پر ضرورت اور تجربات کی روشنی میں وقتاً فوقتاً نظر ثانی کیا جائے گا تاکہ ہینڈلوم مصنوعات تیار کرنے والوں اور صارفین کے مفادات کا خیال رکھا جاسکے۔ امید کی جاتی ہے کہ اس پالیسی سے ہینڈلوم سیکٹر کو کافی مدد ملے گی۔ اس سے ہندوستان کے ہینڈلوم کو فروغ دینے کی حکومت کی حالیہ کوششوں مثلاً نیشنل ہینڈلوم ڈے منانا اور 'انڈیا ہینڈلوم' برانڈ کی لانچنگ کو بھی تقویت حاصل ہوگی۔

کابینہ کے فیصلے

O انکم ٹیکس محکمے کی ڈھانچہ سازی پر عمل آوری کی جانب ایک بڑا قدم اٹھاتے ہوئے حکومت نے 153 افسروں کو انکم ٹیکس کے کمشنرس کی حیثیت سے ترقی دیئے جانے کو منظوری دے دی ہے۔ یہ سبھی افسران 1992، 1993 اور 1994 کے بیچ کے ہیں۔ ان افسران کی ترقی سے انکم ٹیکس محکمہ کے مختلف سیکشن میں کافی حد تک افسروں کی قلت دور ہوجائے گی اور ان افسروں کو تنازعات حل کرنے کے معاملوں سے نمٹنے والے عہدوں پر لگایا جائے گا۔ توقع ہے کہ ان افسروں کی پوسٹنگ سے انکم ٹیکس محکمہ فیلڈ دفاتر میں ٹیکس دہندگان کو بہتر خدمات فراہم کرسکے گا۔

O مرکزی کابینہ نے ہگلی ڈوک اینڈ پورٹ انجینئرس لمیٹیڈ کے ملازمین کے لئے رضا کارانہ ریٹائرمنٹ اسکیم (وی آر ایس) شروع کرنے کو اپنی منظوری دے دی ہے۔ کابینہ نے ایک مشترکہ پروجیکٹ کے ذریعے کمپنی کی تشکیل نو کو بھی منظوری دے دی ہے۔ بہتر بہتر وی آر ایس پیکیج 2007 سے جڑے تنخواہ اسکیل پر مبنی ہے۔ وی آر ایس اسکیم کو تین ماہ کے لئے شروع کیا جائے گا اور پھر اسے مزید ایک ماہ تک توسیع دی جائے گی۔ بہتر وی آر ایس پیکج کے نفاذ کے ساتھ ہگلی ڈوک اینڈ پورٹ انجینئرس لمیٹیڈ کے افرادی قوت میں خاطر خواہ کمی آجائے گی اور پھر اس کے سائز کو کم کرنے میں مدد مل سکے گی۔ بہتر وی آر ایس پیکج کے نفاذ سے ایچ ڈی پی ای ایل کے ملازمین کو ریٹائرمنٹ کے بہتر فوائد فراہم ہوں گے۔

O مرکزی کابینہ نے ہریانہ میں کرکشیتر، مدھیہ پردیش میں بھوپال، آسام میں جورہاٹ اور آندھرا پردیش میں وجے واڑہ میں ڈیزائن کے چار نئے نیشنل انسٹی ٹیوٹ کیلئے ڈائریکٹرز کے عہدے کی چار اسامیوں کی بھرتی کرنے کو منظوری دے دی ہے۔ مرکزی کابینہ نے پہلے ہی اپنی میٹنگ میں جو فروری 2014 میں منعقد ہوئی تھی، ڈیزائن کے ان انسٹی ٹیوٹ کے قیام کیلئے تنخواہوں سمیت مالی پیچیدگیوں کو منظوری دے دی تھی۔ کابینہ نے فروری 2007 میں نیشنل ڈیزائن پالیسی کو منظوری دی تھی۔

O شاہراہوں کے سکٹر میں پھنسے سرمائے کو نکالنے کے لئے حکومت نے حال ہی میں تمام بی او ٹی پروجیکٹوں کی تکمیل کے دوسال بعد 100 فی صد حصص ختم کرنے کی اجازت دی تھی۔ اس اقدام کا مقصد زیادہ سرمایہ کاری کے لئے اضافی فنڈ دستیاب کرا کر ملک میں شاہراہوں کے مزید پروجیکٹوں میں تیزی لانا ہے۔ اس موقع پر سے حوصلہ پا کر قومی شاہراہوں کی اتھارٹی، این ایچ اے آئی نے تمل ناڈو میں قومی شاہراہ نمبر -45 پر اولندرپیٹ- پڈلور سیکشن پر شاہراہ کو چار لین والی بنانے کے پروجیکٹ میں 100 فی صد شیئر فروخت کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ یہ ایسا پہلا اقدام ہے، جس میں موجودہ شیئر ہولڈر، میسرز آئی جے ایم ترپچی (موریشش) لمیٹیڈ اور نیشر شاپورجی پالونجی کو اپنے تمام شیئر میسرز ایم ایس بی آئی انفراسٹرکچر انویسٹمنٹ پرائیویٹ لمیٹیڈ اور ایس بی آئی انفراسٹرکچر ٹرسٹ روڈس پرائیویٹ لمیٹیڈ کو فروخت کرنے کی اجازت دے دی ہے۔

بجلی کی لامرکزیت' توانائی تک رسائی پہنچانے کا سب سے تیز راستہ

☆ کوئلہ بجلی اور نئی وقابل تجدید توانائی کے مرکزی وزیر مملکت (آزادانہ چارج) جناب پیوش گوئل نے کہا ہے کہ بجلی کی لامرکزی ملک کے عوام کیلئے توانائی تک رسائی پہنچانے کا سب سے تیز طریقہ ہے۔ نیشنل بائیو گیس کنونشن کا افتتاح کرتے ہوئے وزیر موصوف نے کہا کہ اس حقیقت کے بارے میں کوئی دو رائے نہیں ہوسکتی کہ آخری میل تک توانائی پہنچانے کیلئے ہم کو ملک بھر میں بجلی کی لامرکزیت کو یقینی بنانا ہے۔ انہوں نے مطلع کیا کہ ہندوستان چھوٹے پیمانے اور کم لاگت والے بائیو گیس ٹیکنالوجی میں پہلے ہی پہلا مقام حاصل کر چکا ہے۔ وزیر موصوف نے یقین دلایا کہ وہ نیشنل بائیو گیس اور نیشنل فرٹیلائزر مشن کے تئیں عہد بستہ ہیں اور وہ اس مشن کی راہ میں ہر قسم کا تعاون فراہم کریں گے۔ انہوں نے شرکاء سے اپیل کی کہ وہ ملک میں سائنٹفک کھوج کیلئے ایک خاکہ تیار کریں۔ جناب گوئل نے کہا کہ بائیو گیس دیہی علاقوں میں توانائی کے موجودہ بحران کا ایک اہم حل پیش کرنا ہے۔ کھانا پکانے کیلئے توانائی کا ایک صاف ستھرا اور اہم ذریعہ ہونے کے علاوہ یہ ایک ماحول دوست اور صاف ستھری ٹیکنالوجی ہے جو نوجوانوں کیلئے روزگار کے مواقع پیدا کرسکتی ہے اور گاؤں میں رہنے والوں کی آمدنی میں اضافہ کرسکتی ہے۔

ہندوستان کی ترقی ہندی کی ترقی کے ساتھ مربوط: ڈاکٹر جتیندر سنگھ

☆ شمال مشرقی ریاستوں کی ترقی کے وزیر مملکت (آزادانہ چارج) نیز وزیر اعظم دفتر، عملے، عوامی شکایات ، پنشن، جوہری توانائی اور خلاء کے وزیر مملکت ڈاکٹر جتیندر سنگھ نے زوردار دعویٰ کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہندوستان

کی ترقی ہندی کی ترقی کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔ اگلے چند برسوں میں ہندوستان معاشی اور اقتصادی سطح پر دنیا میں اہم طاقت بن کر ابھرنے والا ہے۔ لہٰذا تہذیبی اور ثقافتی سطح پر ہندی کی ترقی بالکل متوازی ہونی چاہیے تاکہ ہندی بطور زبان ہندوستان کی شناخت کی اہم علامت بن سکے۔ ڈاکٹر جتیندر سنگھ نے یہ باتیں یہاں ہندی پکھواڑہ اور بارہویں یوم ہندی اعزاز ایوارڈ سے متعلق منعقدہ تقریب کے افتتاح کے موقع پر مہمان خصوصی کی حیثیت سے کلیدی خطبہ دیتے ہوئے کہیں۔ ڈاکٹر جتیندر سنگھ نے اس موقع پر مزید کہا کہ اس تصور کو ہرگز تشہیر کرنے کی اجازت نہیں دینی چاہیے کہ ہندی محض سماج کے ایک خاص طبقے یا مذہب یا علاقے میں رابطے کی زبان ہے۔ سچائی یہ ہے کہ ہندی ملک کے ہراُس فرد کی زبان ہے جو ہندوستان کی وراثت کا اصلی وارث اور امین ہے چاہے وہ کسی بھی مذہب، برادری، طبقہ یا علاقے سے تعلق رکھتا ہو۔ اس کے لیے واضح مثال پیش کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہندی میں بہترین ادب اور شاعری کی تخلیق کرنے والے مسلم شعراء اور ادباء ہیں، جن کی مادری زبان ہندی نہیں تھی۔

ڈاکٹر جتیندر سنگھ نے کہا کہ یہ عجیب بات ہے کہ ہندوستان میں رہتے ہوئے اور ہندوستانی شہری کہلاتے ہوئے ہمیں ہندی زبان اور اس کی قدر و قیمت کے متعلق جاننے کیلئے ''ہندی پکھواڑہ'' یا ''ہندی دِوس'' منانا پڑتا ہے۔ جبکہ برطانیہ میں رہنے والے لوگوں کو انگلش زبان کی اہمیت کے بارے میں خود کو بتلانے کیلئے کوئی ''یوم انگریزی زبان'' منعقد کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اسی طرح فرانس میں رہنے والے کسی بھی شہری کو فرانسیسی زبان کے لیے کوئی خصوصی تقریب کا انعقاد نہیں کرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا اصل سوال یہ ہے کہ کیا ہم ہندی زبان اور ہندی زبانمیں گفتگو کرنے میں اپنی وراثت کو آگے بڑھانے میں ناکام ہوگئے ہیں۔ یہ سوال ہم سبھوں کو اپنے آپ سے کرنا چاہیے۔ اس موقع پر ڈاکٹر جتیندر سنگھ نے اس حقیقت کی نقاب کشائی بھی کی کہ وہ کئی ایسے والدین سے ملے ہیں جو خود ہندی زبان کے اسکالر اور دانشور ہیں لیکن اپنے بچوں کو انگلش اسکولوں میں بھیجنے اور ہندی زبان کے بجائے انگریزی زبان ان کی بات چیت کرنے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ یہ بیحد پُر تضاد اور پیچیدہ معاملہ ہے جس پر غور و فکر کرنے کی شدید ضرورت ہے۔

مدارس کے طلبا کے لئے ہنرمندی فروغ پروگرام کی شروعات

☆اقلیتی امور کی وزارت نے پٹنہ میں تجرباتی پروجیکٹ کے طور پر مدارس کے طلباء کے لئے ہنرمندی فروغ مراکز اسکیم کی شروعات کی۔ اس اسکیم میں مدارس، مکاتب جیسے روایتی تعلیمی اداروں میں اقلیتی طلباء کو ہنرمندی کی تربیت فراہم کی جائے گی۔ اقلیتی امور کی مرکزی وزیر ڈاکٹر نجمہ ہپت اللہ اور زراعت کے مرکزی وزیر جناب رادھا موہن سنگھ نے مشترکہ طور پر سلطان گنج میں واقع مدرسہ ادارۂ شرعیہ میں ہنرمندی تربیت مرکز کا افتتاح کیا۔ علاوہ ازیں دونوں وزراء نے موتیہاری میں واقع مدرسہ اسلامیہ انجمن رفاق المسلمین اور مدرسہ انجمن اسلامیہ میں ویڈیو کانفرنس کے ذریعے ہنرمندی تربیتی مرکز کا افتتاح کیا۔

واضح رہے کہ مولانا آزاد نیشنل اکیڈمی کے ذریعے اس تجرباتی پروجیکٹ کے لئے 360 کروڑ روپے کا بجٹ مختص کیا گیا ہے۔ اس کے ذریعے ان تینوں مدارس میں اقلیتی طلبا کو ہنرمندی کی تربیت دی جائے گی۔ مولانا آزاد نیشنل اکیڈمی اس سلسلے میں مشاہد کا رول ادا کرے گی۔ ہنرمندی تربیتی مراکز سیکٹر اسکل کونسل (ایس ایس سی)/نیشنل کونسل فار ووکیشنل ٹریننگ (این سی بی ٹی) کے اصولوں اور ضابطوں کے مطابق قائم کئے جائیں گے تاکہ معیاری تربیتی پروگرام کو بحال رکھا جا سکے۔ روایتی تعلیمی اداروں میں ہنرمندی تربیتی مراکز کی شروعات ملک بھر میں اقلیتی طلباء کو تیزی کے ساتھ ہنرمندی سے جوڑنے کے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ایک اہم سنگ میل ہے۔ اس اسکیم سے ملک کے اندر اقلیتی طلباء میں خود سے روزگار اور پائدار طریقے سے روزی روٹی کے حصول کا جذبہ پیدا ہوگا۔ مولانا آزاد نیشنل اکیڈمی نے تربیتی مراکز کیلئے جامع نگرانی اور تجزیاتی فریم ورک تیار کیا ہے تاکہ معیار، بھروسہ مندی اور رفتار کو برقرار رکھا جا سکے۔

اس کے لئے ایک ''کاروباری صلاحیت'' کے نام سے کال سینٹر کی شروعات کی گئی ہے تاکہ ان نئے مراکز کو ہر طرح کی امداد دی جا سکے۔ مدارس میں ہنرمندی تربیتی مراکز کی اہم خصوصیات میں کُل ہند سطح پر مثالی اور اختراعی پروجیکٹ کی شروعات، مدارس اور مکاتب جیسے روایتی تعلیمی اداروں میں اقلیتی فرقوں سے تعلق رکھنے والے طالب علموں کو ہنرمندی کی تربیت، اقلیتی طالبات اور خواتین کو گھر کے پاس تربیتی مراکز تک رسائی، برادری پر مبنی اجتماع، نگرانی اور معیاری حساب وکتاب، خود سے روزگار اور تجارت و کاروبار کا فروغ، ہنرمندی کے فروغ اور تجارت و کاروبار کی وزارت، حکومت ہند کے ذریعے ہنرمندی تربیت کے معیار کو باقی رکھنا، شفافیت اور معیار کے ساتھ نگرانی نظام کو دیکھنا اور ٹیکنالوجی کے ذریعے آن لائن طریقے سے اس کا نفاذ، سب کا ساتھ، سب کا وِکاس کے ترقیاتی عمل میں اقلیتوں کو شامل کرنا اور وزیراعظم کے اسکل انڈیا مشن کو فروغ دینا شامل ہیں

معیاری پیداوار کے علاوہ تنوع پر توجہ مرکوز کرنے کی صدر جمہوریہ کی اپیل

☆صدر جمہوریہ جناب پرنب مکھرجی نے یہاں وگیان بھون میں انجینئرنگ ایکسپورٹ پروموشن کونسل (ای ای پی سی) کی ڈائمنڈ جوبلی تقریبات کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر اپنے خطاب میں انہوں نے ای ای پی سی سے معیاری مصنوعات اور مارکٹ کے علاوہ مصنوعات میں تنوع پیدا کرنے پر اپنی توجہ مرکوز کرنے کی اپیل کی۔ انہوں نے نئے اور ابھرتے شعبے جیسے دفاع، طبی آلات اور قابل تجدید توانائی اور ہنرمندی کے فروغ پر اس کی توجہ کے لئے ای ای پی سی کی تعریف کی۔ جناب مکھرجی نے اس بات پر اعتماد کا اظہار کیا کہ ای ای پی سی انڈیا تمام شراکت داروں کے ساتھ تال میل میں اپنی سرگرمیوں کو وسعت دے گا اور آنے والے برسوں میں ہندوستان کی انجینئرنگ کی صنعت کے لئے ناقابل فراموش برانڈ تیار کرے گا۔ اس موقع پر موجود اہم شخصیات میں مواصلات اور اطلاعاتی ٹکنالوجی کے وزیر جناب روی شنکر پرساد، صنعت وتجارت کی وزیر مملکت محترمہ نرملا سیتارمن اور ای ای

ایس ای انڈیا کے چیئرمین جناب انوپم شاہ قابل ذکر ہیں۔

اسمارٹ سٹی وہ ہے کہ جیسا شہری اپنے شہر کو چاہتے ہیں: وینکیا نائیڈو

☆شہری ترقیات کے وزیر جناب ونکیا نائیڈو نے کہا کہ اسمارٹ سٹی وہ ہے کہ جیسا شہری اپنے شہر کو چاہتے ہیں اور ان کے ساتھ تفصیلی تبادلہ خیال کی بنیاد پر شہر کی سطح پر منصوبے تیار کئے جانا چاہئے۔ اسمارٹ سٹی منصوبوں کی قدر و قیمت کا جائزہ سٹی چیلنج مقابلہ کے دوسرے مرحلے میں اسی قسم کے صلاح ومشورہ، نیز ان کے اقتصادی اور ماحولیاتی اثرات کی بنیاد پر لیا جائے گا۔ جناب وینکیا نائیڈو یہاں دس شمالی ریاستوں اور گجرات کے لئے اسمارٹ سٹی ریجنل ورکشاپ سے خطاب کر رہے تھے۔ جس کے انعقاد کا مقصد اسمارٹ سٹی منصوبوں کی تیاری اور اس سے متعلقہ معاملات پر تبادلہ خیال کرنا ہے۔ اسمارٹ سٹی مشن میں شامل شہروں کے میونسپل کمشنر اور متعلقہ ریاستوں کے شہری ترقیات کے پرنسپل سکریٹریوں، ملکی اور عالمی ٹکنیکل ایجنسیوں کے نمائندے، مشیر اور کثیر فریقی قرضہ دینے والی ایجنسیوں کے نمائندوں نے آج کی ورکشاپ میں شرکت کی۔

خواندہ اور سوچھ بھارت کے ذریعے خوابوں کا ہندوستان بنائیں گے

☆ صدر جمہوریہ پرنب مکھرجی نے میں عوامی تحریک کے ذریعے ناخواندگی کو دور کرنے کی اپیل کرتے ہوئے کہا ہے کہ خواندہ اور سوچھ بھارت کے ذریعے ہی ہم خوابوں کا ہندوستان بنائیں گے۔ مسٹر مکھرجی نے یہاں عالمی یوم خواندگی کے موقع پر وگیان بھون میں منعقدہ تقریب میں خواندگی کو بڑھاوا دینے میں بہترین ریاست، ضلع، پنچایتوں اور وسائل کے مراکز کو ایوارڈ دیتے ہوئے یہ بات کہی۔ انہوں نے کہا کہ دنیا میں بابائے قوم مہاتما گاندھی ہوچی منہہ اور فیڈل کاسترو جیسی اہم شخصیات اور انقلابیوں نے ناخواندگی کو دور کرنے میں اہم رول ادا کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستان میں ناخواندگی دور کرنے کے لئے عوامی تحریک کی ضرورت ہے۔ صدر جمہوریہ نے کہا کہ خواندگی کے بغیر ہم ملک کو نہ طاقت ور بنا سکتے ہیں اور نہ ہی سماج کو بدل سکتے ہیں۔

مسٹر مکھرجی نے کہا کہ 1954 میں ملک میں خواندگی کی شرح 18 فی صد تھی جو 2011 میں بڑھ کر 72.89 فی صد ہوگئی اور بارہویں پنجسالہ منصوبے تک ہم 80 فی صد ہدف حاصل کر سکیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اب بھی ہم مکمل خواندگی کا ہدف پورا نہیں کر سکے ہیں جب کہ جنوبی ایشیا کے کئی ممالک خواندگی کے معاملے میں ہم سے آگے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہمیں اس بات کو بھی یقینی بنانا ہوگا کہ خواتین اور مردوں کی خواندگی میں 10 فی صد سے زائد فرق نہ ہو۔ مسٹر مکھرجی نے کہا کہ اگر ہمیں ترقی یافتہ ہونا ہے اور مسلسل ترقی کرنی ہے اور معاشی طور پر خوش حال بننا ہے تو ملک کے خوابوں کا ہندوستان بنانے کے لئے خواندہ ہندوستان بھی بنانا ہوگا۔

ساکشر بھارت ایوارڈز 2015

☆صدر جمہوریہ ہند پرنب مکھرجی نے فروغ انسانی وسائل کی وزارت کے ذریعے منعقدہ بین الاقوامی یوم خواندگی تقریبات کے موقع پر ساکشر بھارت ایوارڈز 2015 پیش کئے۔ اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے صدر جمہوریہ نے کہا کہ موجودہ عالمی سوچ کی روشنی میں خواندگی سے متعلق تصور اور اہداف پر نظر ثانی کئے جانے اور اسے ایک نئی سمت دیئے جانے کی ضرورت ہے۔ یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ پائیدار سماجوں کے ہدف کا حصول خواندگی اور تعلیم سے ہی ممکن ہے۔ خواندگی اور تعلیم ملینیم ڈیولپمنٹ گولس کے سب سے اہم اجزاء میں سے ایک ہے اور یہ غریبی کے خاتمے' سب کیلئے صحت' پائیدار ماحولیات' جنسی مساوات اور تفویض اختیارات جیسے اہداف کے حصول کیلئے نہایت ضروری ہے۔

صدر جمہوریہ نے خواندگی کے اعلیٰ ہدف کو حاصل کرنے کیلئے سماج کی زیادہ سے زیادہ شراکت داری کی ضرورت پر زور دیا اور 'ایچ ون' ٹیچ ون یعنی ہر شخص ایک آدمی کو پڑھائے' جیسی حکمت عملی کی وکالت کی تاکہ ہم 'ساکشر بھارت' سوچھ بھارت اور ہمارے سپنوں کا بھارت' جیسے خوابوں کی تکمیل کرنے کے اہل بن سکیں۔

صدر جمہوریہ نے کہا کہ ہندوستان کا خواندگی سے متعلق موجودہ منظر نامہ حوصلہ افزا ہے۔ آزادی کے بعد 1951 میں جب پہلی مردم شماری کی گئی تھی تو ہندوستان کی شرح خواندگی محض 18 فیصد تھی تاہم 2011 میں ہوئی تازہ ترین مردم شماری کے مطابق ہم نے 72.98 فیصد شرح خواندگی حاصل کر لی ہے۔ موجودہ قومی ہدف 12ویں پنجسالہ منصوبے کے اختتام تک 80 فیصد شرح خواندگی حاصل کرنا ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ ہم اس سلسلے میں کچھ جنوب ایشیائی ممالک سے بھی پیچھے ہیں۔ ہمیں اس بات کو بھی یقینی بنانا چاہئے کہ خواندگی کے معاملے میں جنسی اعتبار سے فرق 10 سے زیادہ نہ ہو۔ ناخواندگی کے خاتمے کے تئیں خود کو پابند عہد رہنے والے مہاتما گاندھی' ہوچی منہ اور فیدیل کاسترو جیسے لیڈروں کا ذکر کرتے ہوئے صدر جمہوریہ نے کہا کہ انہوں نے خود کو خواندگی کے فروغ کے کام سے اس وقت ہی جوڑ لیا تھا جب انہوں نے پانچ دہائی قبل عوامی زندگی کے میدان میں قدم رکھا تھا۔ صدر جمہوریہ نے تعلیم بالغان پروگرام میں شاندار تعاون کیلئے ساکشر بھارت ایوارڈز حاصل کرنے والوں کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ خواندگی کے بغیر مکمل امپاورمنٹ اور اقوام عالم میں صحیح مقام پانا ممکن نہیں۔

سال کے آخر تک تعمیری پروجیکٹوں کی منظوری میں آسانی

☆شہری ترقی اور ہاؤسنگ نیز انسداد شہری غریبی کے وزیر جناب ایم وینکیا نائیڈو کی صدارت میں آج یہاں بین وزارتی میٹنگ ہوئی جس میں رواں سال کے آخر تک شہری علاقوں میں تعمیراتی پروجیکٹوں کی منظوری کے عمل کو آسان بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔ میٹنگ میں تہذیب وثقافت نیز سیاحت کے وزیر ڈاکٹر مہیش شرما کے علاوہ ہاؤسنگ اور انسداد شہری غریبی، شہری ترقی، ماحولیات، جنگلات اور آب وہوا کی تبدیلی، شہری ہوابازی، تہذیب وثقافت، صارفین کے امور، دفاع اور محکمہ صنعتی پالیسی و فروغ سمیت 8 وزارتوں اور محکموں کے سکریٹریوں اور اعلیٰ حکام نے شرکت کی۔ جناب وینکیا نائیڈو نے سب کے لئے گھر، اسمارٹ سٹی مشن اور شہری ٹرانسفرمیشن اور تزئین کاری کے اٹل مشن (اے ایم آر یو ٹی) جیسی اربن

سیکٹر کی نئی پہل پر عمل درآمد کے پس منظر میں شہری علاقوں میں تعمیرات اور ہاؤسنگ پروجیکٹوں کے معاملہ میں بزنس میں آسانیوں میں اضافہ کے لئے مختلف وزارتوں اور محکموں کے ذریعہ کی گئی پیش رفت کا جائزہ لیا۔ میٹنگ میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ شہری بلدیاتی اداروں کے ذریعہ مقررہ مدت کے اندر تعمیری پروجیکٹوں کو منظوری دینے کے قابل بنانے کی غرض سے سال کے آخر تک اس سلسلہ میں ضروری نوٹی فکیشن جاری کیا جائیگا۔

شہری بلدیاتی اداروں کو مطلوبہ منظوری دینے کا اختیار تفویض کرنے کے ماحولیات، جنگلات اور آب وہوا کی تبدیلی کی وزارت کے فیصلے کے علاوہ میٹنگ میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ تفویض شدہ اختیارات کو بروئے کار لانے کے طریقہ کار کے سلسلے میں ریاستوں اور شہری بلدیاتی اداروں کو مطلع کرنے کی غرض سے رواں کی 21 تاریخ کو ایک ورک شاپ کا اہتمام کیا جائے گا۔ دوسری وزارتیں بھی منظوری کے عمل کو آسان بنانے کے لئے کئے جارہے اقدامات کی وضاحت بھی کریں گی۔ جناب وینکیا نائیڈو نے شہری بلدیاتی اداروں کے ذریعہ اس فیصلے کے عمل درآمد کو یقینی بنانے کے لئے آسان چیک لسٹ جاری کرنے کی وزارت ماحولیات سے اپیل کی۔ جناب نائیڈو کو بتایا گیا کہ شہری ہوابازی کی وزارت نے ایئرپورٹ اتھارٹی آف انڈیا کی ویب سائٹ پر احمد آباد اور لکھنؤ کے ہوائی اڈوں کے رنگین کوڈیڈ زوننگ میپس اپ لوڈ کردیئے ہیں اور اسی طرح کی کارروائی قبل ممبئی، نوی ممبئی، دہلی، حیدرآباد اور کولکاتہ کے ہوائی اڈوں کے معاملے میں بھی کی گئی۔ اس سال کے آخر تک گواہاٹی، بنگلورو، چنئی، ناگپور اور جے پور کے معاملے میں اسی طرح کی کارروائی کی جائے گی۔ رنگین کوڈیڈ زوننگ میپس کو اپ لوڈ نگ سے شہری بلدیاتی اداروں کو شہری ہوابازی کی وزارت کو درخواست دیئے بغیر منظوری دینے کے قابل ہوسکیں گے۔

وزارت شہری ہوابازی کے افسران 25 فوج ہوائی اڈوں کے معاملہ میں زوننگ میپس کی اپ لوڈنگ کے مسئلے کا حل کے لئے وزارت دفاع کے ساتھ بات چیت کریں گے۔ تہذیب وثقافت کی وزارت نے بتایا کہ اب لوڈنگ اور آن لائن منظوری کے لئے ملک میں تمام 3686 محفوظ یادگاری مقامات کے سروے اور میپنگ کے لئے اسرو کے ساتھ ایک مفاہمتی دستاویز پر دستخط ہوئے ہیں۔ صارفین کے امور کی وزارت شہری علاقوں میں بزنس میں آسانیاں بڑھانے کے مقصد سے نیشنل بلڈنگ کوڈ۔2015 پیش کرے گی۔

خواندگی الفی ترقیاتی اہداف میں شامل

☆ صدر جمہوریہ جناب پرنب مکھرجی نے کہا ہے کہ مہاتما گاندھی سمیت تمام رہنماؤں نے خواندگی پر زور دیا ہے۔ خواندگی کو الفی ترقیاتی اہداف میں بھی شامل کیا گیا ہے۔ انہوں نے یہ بات آج یہاں بین الاقوامی یوم خواندگی 2015 تقریبات کے سلسلے میں منعقدہ ایک تقریب میں خطاب کرتے ہوئے کہی ہے۔ اس تقریب کا اہتمام فروغ انسانی وسائل کی وزارت کے تحت قومی خواندگی مشن اتھارٹی کے ذریعہ کیا گیا تھا۔ صدر جمہوریہ نے مزید کہا کہ ہم نے اپنی شرح خواندگی کو 1951 کے 18 فیصد سے بڑھا کر 2011 میں 72.58 فیصد کرنے کی نمایاں کامیابی حاصل کی ہے لیکن صد فی صد خواندگی کا حصول ابھی باقی ہے۔ بارھویں پنچ سالہ منصوبے میں درج کئے گئے خواندگی کے نشانے کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہوگی اور خواندگی میں صنفی فرق دس فیصد سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔ ساکشر بھارت میں سوچھ بھارت کے ساتھ ہندوستان کو تبدیل کرنے کی صلاحیت ہے۔ خواندگی بااختیار بناتی ہے اور اس کے بغیر تفویض اختیارات ممکن نہیں۔ خواندگی نے تبدیلی میں اہمیت حاصل کرلی ہے۔ اس نے گزشتہ ایک دہائی کے دوران روزگار، تعلیم اور اطلاعات وغیرہ کے شعبوں میں قانون کے ذریعہ عوام کو حقوق دیئے ہیں، لہٰذا ہمیں خواندگی کے ذریعہ تفویض اختیارات اور پائیداری پر غور کرنا ہوگا۔ وزیراعظم نے سانسد آدرش گرام یوجنا کے تحت صد فی صد خواندگی کا نشانہ مقرر کرنے کے لئے فروغ انسانی وسائل کی وزیر کو مبارکباد دی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں بھارت کو ساکشر بھارت، سوچھ بھارت۔ ہمارے خوابوں کا ہندوستان بنانا ہوگا۔ اس موقع پر سکریٹری (اسکولی تعلیم اور خواندگی) جناب ایس سی کھونٹیا، جوائنٹ سکریٹری (تعلیم بالغان) اور ڈائرکٹر جنرل قومی خواندگی مشن اتھارٹی جناب وائی ایس کے ششو کمار، یونیسکو کے نئی دہلی میں دفتر کے ڈائرکٹر جناب شگیرو اویاگی اور بھوٹان، ہندوستان، مالدیپ اور سری لنکا میں یونیسکو کے نمائندے بھی موجود تھے۔ قومی خواندگی مشن اتھارٹی کے ڈائرکٹر جنرل اور جوائنٹ سکریٹری (اے ای) جناب وائی ایس کے ششو کمار نے شکریہ ادا کیا۔

پی جی آئی ایم ای آر چنڈی گڑھ کے 34 ویں جلسہ تقسیم اسناد پر وزیراعظم کی تقریر

☆ آج جو آپ کی زندگی کی ایک نئی شروعات کرنے جارہے ہیں، ایسے تمام میڈل اور، ڈگری حاصل کرنے والے ساتھیوں، تمام معزز حاضرین۔ آج 11 ستمبر ہے۔ 11 ستمبر کہنے کے بعد بہت کم توجہ جاتی ہے، لیکن 9/11 کہنے کے بعد فوری طور پر ذہن میں آتا ہے۔ تاریخ میں 9/11 کس شکل میں درج ہوئی ہے۔ یہی 9/11 ہے کہ جس دن، انسانیت کو تباہ کرنے کا ایک بیج کوشش ہوئی تھی۔ ہزاروں لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور وہی 9/11 ہے آج کہ جہاں پی جی آئی سے وہ نوجوان، معاشرے میں قدم رکھ رہے ہیں جو دوسروں کی زندگی بچانے کے لئے کوشاں ہونگے۔ مارنا بہت آسان ہوتا ہے۔ لیکن کسی کو زندہ رکھنا؟ پوری زندگی وقف کردینی پڑتی ہے اور اس معنی میں آپ کی زندگی میں بھی، آج یہ 9/11 کے ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ تاریخ کے جھروکوں میں 9/11 کی اور بھی ایک اہمیت ہے۔ 1893۔ قریب 120 سال پہلے، اسی ملک کا ایک عظیم انسان، امریکہ کی سرزمین پر گیا تھا اور 9/11 کو شکاگو کی پارلیمنٹ میں سوامی وویکانند نے اپنا خطبہ دیا تھا اور اس خطبے کا آغاز تھا، ”سسٹر اینڈ برادر آف امریکہ“ اور اس ایک لفظ نے، اس ایک جملے نے پوری جلسہ گاہ کو کافی وقت تک تالیوں سے گونجنے کے لئے مجبور کردیا تھا۔ اس ایک لمحے نے پوری انسانیت کو بھائی چارے میں بندھنے کا ایک احساس کرایا تھا۔ ان کا وہ

خطبہ انسانیت کے لئے تھا، ہر انسان زندگی کی کن بلندیوں کو حاصل کر سکتا ہے، اس کا پیغام تھا۔ لیکن 9/11، 1893 سوامی وویکانند کا پیغام اگر دنیا نے مانا ہوتا، دنیا نے تسلیم کیا ہوتا، تو شاید وہ جو دوسرا 9/11 ہوا، وہ نہ ہوتا۔

اور اس تناظر میں آج 9/11 کو، چنڈی گڑھ پی آئی جی میں، کانووکیشن میں مجھے آنے کا موقع ملا ہے۔ میں پی جی آئی سے بخوبی واقف ہوں۔ بہت بار یہاں آیا کرتا تھا۔ کوئی نہ کوئی ہمارے واقف کار بیمار ہوتے تھے تو مجھے ملنے آنا ہوتا تھا۔ کیونکہ میں طویل عرصے تک یہیں چنڈی گڑھ میں رہا، میرا عمل کا میدان رہا اور اس لئے میں بخوبی پی جی آئی سے واقف رہا ہوں۔ آج آپ نے تقریب میں دیکھا ہوگا، جو پہلے کبھی نہیں دیکھا ہوگا، سرکاری اسکول کے سماج کے محروم طبقے کے کچھ بچے یہاں بیٹھے ہیں۔ میں نے ایک گزارش کی ہے کہ جہاں بھی مجھے جلسہ تقسیم اسناد میں جانے کا موقع ملتا ہے، تو میں درخواست کرتا ہوں اس شہر کی غریب بستی کے جو سرکاری اسکول ہیں، وہاں کے بچوں کو لا کر اس پروگرام کا گواہ بنائیں۔ یہ منظر جب وہ دیکھیں گے تو ان کے اندر ایک ترغیب جاگے گی، ان کے اندر بھی ایک اعتماد پیدا ہوگا، ''کبھی ہم بھی یہاں ہو سکتے ہیں'۔ تو اس کانووکیشن میں دو چیزیں ہیں۔ ایک جنہوں نے تعلیم حاصل کر کے زندگی کے ایک نئے میدان میں قدم رکھنا ہے، وہ ہے اور دوسرے وہ ہیں جو آج اس قدموں پر چلنے کا کوئی پختہ ارادہ رکھتے ہیں۔ شاید وہ یہ منظر دیکھ کر یہاں سے جائیں گے۔ ایک استاد جتنا نہیں سکھا سکتا ہے اس سے زیادہ ایک منظر ذہن میں چھاپ چھوڑ جاتا ہے اور کسی کی زندگی کو بدلنے کا سبب بن سکتا ہے اور اس معنی میں میرا زور رہتا ہے کس طرح ہمارے غریب خاندان کے بچے بھی ایسی تقریب کے گواہ ہوں اور اسی کے تحت میں پی جی آئی کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میری اس تجویز کو قبول کیا اور ان چھوٹے چھوٹے بچوں کو آج اس تقریب کا گواہ بننے کا موقع دیا۔ ایک معنی میں آج کی تقریب کے یہ مہمان خصوصی ہیں۔ وہ ہمارے اصل مہمان خصوصی ہیں۔ جب کانووکیشن ہو رہا ہے تو میں دو اور الفاظ کا بھی ذکر کرنا چاہوں گا، کہ جب یہ کانووکیشن ہوتا ہے تو کہیں ہمارے ذہن میں یہ احساس تو نہیں ہوتا ہے کہ تعلیم کے اختتام کی تقریب ہے؟ کہیں یہ احساس تو نہیں ہوتا ہے کہ تعلیم کو الوداع کہنے کی تقریب ہے؟ اگر ہمارے ذہن میں یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ شکشانت تقریب یا الوداع تقریب ہے تو یہ صحیح معنی میں کانووکیشن نہیں ہے۔

یہ شکشانت تقریب نہیں ہے، یہاں تعلیم کا اختتام نہیں ہوتا ہے۔ یہ تعلیم کے اختتام کی تقریب نہیں ہے، یہ تعلیم کی عبادت کا اختتام نہیں ہے۔ یہ دکشانت تقریب ہے یعنی اسناد کی تقسیم کی تقریب ہے۔ اگر ہم انسانی تاریخ پر نظر ڈالیں تو ایسا ذہن میں آتا ہے کہ سب سے پہلے کانووکیشن قریب 2500 ہزار سال پہلے ہوا، ایسے تحریری تاریخی نسخے حاصل ہوئے ہیں۔ 2500 سال پرانی یہ روایت ہے۔ تیتر ے اپنشد میں سب سے پہلے کانووکیشن کا ذکر آیا ہے۔ یعنی یہ واقعہ 2500 سال سے چلا آ رہا ہے اور اسی زمین سے اس ضابطے کا عمل شروع ہوا ہے۔ جب کانووکیشن ہوتا ہے تب کچھ لمحے تو لگتا ہے، "ہاں چلو یار، بہت ہوگیا، کتنے دن پوسٹ مارٹم روم میں نکالتے تھے! وہ کیسے دن تھے، چلو اب چھٹی ہوگئی! پتہ نہیں لیباریٹری میں کتنا ٹائم جاتا تھا اور پتہ نہیں ہمارے صاحب بھی کتنا پریشان کرتے تھے۔ رات رات ڈیوٹی پر بلا لیتے تھے۔ مریض کو کھانسی بھی نہیں ہوتی تھی، لیکن اٹھاتے تھے، چلو دیکھو ذرا کیا ہوا ہے۔

آپ کو لگتا ہوگا کہ تمام مشکلات سے نجات ہوگئی۔ حقیقت میں جو آپ نے سیکھا، سمجھا ہے، پایا ہے، تجربہ کیا ہے، اب اسے کسوٹی پر کسنے کا سچا وقت شروع ہوتا ہے۔ کسی ٹیچر کی طرف سے آپ کی کی گئی کسوٹی اور اس وجہ سے ملے ہوئے نمبر، اس کی وجہ سے ملا ہوا سرٹیفکیٹ اور اس وجہ سے زندگی گزارنے کے لئے کھلا ہوا راستہ وہیں سے بات ختم نہیں ہوتی ہے، بات ایک طرح سے شروع ہوتی ہے کہ اب ہر پل ایک کسوٹی ہے۔ پہلے آپ مریض کو دیکھتے تھے تو ایک طالب کے طور پر، مریض کم نظر آتا تھا، سلیبس زیادہ یاد آتا تھا کہ کتاب میں لکھا تھا کہ اتنی نبض کی اتنی رفتار ہو تو ایسا ہوتا ہے، تو ہمیں وہ مریض بھی یاد نہیں آتا تھا، اس کی نبض بھی ذہن میں نہیں رہتی تھی لیکن ٹیچر نے جو بتایا کہ "یار اس کا کیسا ہے ذرا دیکھو تو پھر کتاب دیکھتے تھے اس نبض کا جو ہو ہو، لیکن ہم کتاب دیکھتے ہیں یار کیا ہوا۔

یعنی ہم نے اس طرح سے اپنے وقت کو گزارا ہے لیکن اب جب ہم مریض کی نبض پکڑتے ہیں تو کتاب ذہن میں نہیں آتی ہے۔ ایک زندہ انسان آپ کے سامنے بیٹھا ہوتا ہے، نبض کی رفتار اوپر نیچے ہوئی تو آپ دھڑکن بھی اوپر نیچے ہو جاتی ہے۔ اتنی محویت طاری ہو جاتی ہے کہ کتاب سے نکل کر زندگی سے جڑنے کا ایک موقع آج سے شروع ہوتا ہے۔

اور، آپ ڈاکٹر ہیں آپ مکینک نہیں ہے۔ ایک مکینک کا بھی کاروبار پرزوں کے ساتھ شروع ہوتا ہے۔ آج کل ڈاکٹر کا بھی کاروبار پرزوں کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ سارے اسپیئر پارٹس کا اس کو پتہ ہوتا ہے۔ ٹیکنالوجی نے ہر اسپیئر پارٹس کا کام کیا ہے وہ بھی بتا دیا ہے لیکن اس کے باوجود بھی ہم ایک مشین کے ساتھ کاروبار نہیں کرتے ہیں، ایک زندہ انسان کے ساتھ کرتے ہیں اور اس وجہ سے صرف علم کافی نہیں ہوتا ہے، ہر پرزے کے بارے میں، اس کے کام کے سلسلے میں آئی ہوئی مشکلات کے بارے میں صرف علم ہونا کافی نہیں ہوتا ہے، ہمارے لئے ضروری ہوتا ہے انسانی احساسات کا پل جوڑنا۔ آپ کامیاب ڈاکٹروں کی ذرا تاریخ دیکھئے، بیماری پر توجہ دینے والے ڈاکٹر بہت کم کامیاب ہوتے ہیں۔ لیکن بیمار پر توجہ کرنے والے ڈاکٹر زیادہ کامیاب ہوتے ہیں۔ جو بیمار سے زیادہ وابستہ ہے، جو صرف بیماری کو دیکھتا ہے وہ نہ مریض کو ٹھیک کر پاتا اور نہ ہی آپ کی زندگی کو کامیاب کر پاتا ہے۔ لیکن جو بیمار کو دیکھتا، اس کی نفسیاتی کیفیت کو دیکھتا ہے، اس کی حالت کو سوچتا ہے، غریب سے غریب مریض آ گیا، پتہ ہے، بل نہیں دے پائے گا۔ لیکن ڈاکٹر نے اگر ایک بیمار کو دیکھا، بیماری کو بعد میں دیکھا تو آپ نے دیکھا تو 20 سال کے بعد بھی وہ غریب مریض مزدوری کر کے ڈاکٹر کے گھر واپس آ کر کے اپنا قرض چکا دے گا۔ کیوں؟ کیونکہ آپ نے بیماری کو نہیں، بیمار کو اپنا بنا لیا تھا اور ایک بار بیمار کو ہم اپنا بنا لیتے ہیں، تو اس کی بیماری کو جاننے کی وجہ سے بھی بہت بن جاتا ہے۔

آج کل میڈیکل سائنس ایک طرح سے ٹکنالوجی

سے مکمل طور پر لیس ہے۔ ٹیکنالوجی کی بنیاد پر چلنے والی میڈیکل سائنس ہے۔ آج کوئی ڈاکٹر بیمار شخص آجائے تو دیکھ کے، چار سوال پوچھ کر کے دوائی نہیں دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے جاؤ پہلے لیباریٹری میں، جون کی جانچ کرواؤ، پیشاب کی جانچ کرواو۔ ساری ٹیکنالوجی اس کی چیر پھاڑ کر، چیزیں چھوڑ کر، اس کو کاغذ پر ڈال دے تو پھر آپ ایسا کرتے ہیں کہ "اچھا ایسا کرو، وہ لال والی دوائی دے دو، یہ دے دو، وہ دے دو"، اپنے کمپاؤنڈر کو بتاتے ہیں۔ یعنی ڈاکٹر کے لے فیصلہ کرنے کی اتنی سہولت ہوگئی ہے، اس کو اتنی چیزیں دستیاب ہیں اور تھوڑا سا بھی تجربہ اس کو مہارت کی طرف لے جانے کے لئے بہت بڑی طاقت دیتا ہے اور جب میں سنتا ہوں کہ پی جی آئی ایک ڈیجیٹل پہل والا ادارہ ہے، اس کا مطلب آپ جدید ترین ٹکنالوجی کے ساتھ جڑے ہوئے واقف ڈاکٹر ہیں اور اگر آپ جدید ترین ٹکنالوجی کے ساتھ جڑے ہوئے ڈاکٹر ہیں تو آپ کے لئے اب اس مریض کو سمجھنا، اس کی بیماری کو سمجھنا، اس بیماری کو ٹھیک کرنے کے راستے طے کرنے میں ٹیکنالوجی آپ کی مدد کرتی ہے۔ یہ جو تبدیلی آئی ہے، وہ تبدیلی پورے میڈیکل سائنس میں کس طرح سے تبدیلی لائے گی اور مجھے یقین ہے کہ یہاں جو تعلیم و تربیت آپ نے پائی ہے... ہم یہ بھی سمجھے کہ ہم ڈاکٹر بن گئے، ہمیں ڈاکٹر کس نے بنایا؟ اس لئے بنے کہ ہمارا دماغ بہت تیز تھا، اینٹرینس ایکزامیں بہت اچھے مارکس لے آئے تھے، اس وقت ہماری کوچنگ بہت عمدہ ہوئی تھی؟ تو ہم ڈاکٹر بن گئے؟ ہم اس لئے ڈاکٹر بن گئے کہ 5 سال، 7 سال، جو بھی گزارنا تھا، وہ بہت اچھے طریقے سے گزارا، اس لئے ڈاکٹر بن گئے؟ اگر یہ ہم سوچتے ہیں تو شاید ہم ادھوری سوچ کے ہیں، ہمارے خیالات نامکمل ہیں۔

ہمیں ڈاکٹر بنانے میں ایک وارڈ بوائے بھی رول رہا ہوگا۔ ہمیں ڈاکٹر بنانے میں امتحان کے وقت دیر رات چائے بیچنے والے کو جا کر کہا ہوگا کہ "دیکھو یار رات کو دیر تک پڑھنا ہے، اٹھ جاؤ یار چائے بنا دو۔" اس نے کہا ہوگا "صاحب، سردی بہت ہے سونے دو۔" آپ نے کہا ہوگا "نہیں نہیں یار، چائے بنا دے، کل امتحان ہے۔" اور اس غریب آدمی، درخت کے نیچے سوئے ہوئے شخص نے اٹھ کر چائے بنائی ہوگی، چائے پلائی ہوگی اور آپ نے رات کو پھر 2 گھنٹے پڑھائی کی ہوگی اور پھر دوسرے دن امتحان دیے ہوں گے اور کچھ مارکس پائیں ہونگے، کیا اس چائے والے کا کوئی تعاون نہیں ہے؟ اور ہم جو کچھ بھی بنتے ہیں، ہماری اپنی بدولت نہیں بنتے ہیں۔ ہر طرح کے معاشرے کے لوگوں کا کچھ نہ کچھ حصہ ہوتا ہے۔ ہر کسی نے ہماری زندگی میں تبدیلی لانے کے لئے رول ادا کیا ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ ہم حکومت کی وجہ سے ڈاکٹر نہیں بنے ہیں، ہم معاشرے کی وجہ بنے ہیں اور معاشرے کا یہ قرض ادا کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ آپ میں سے بہت سے لوگ ہوں گے جن کے پاسپورٹ تیار ہوں گے۔ بہت سے لوگ ہوں گے جو شاید ویزا کی درخواست دے کر آئے ہوں گے۔ لیکن یہ ملک ہمارا ہے۔ آج ہم جو کچھ بھی ہیں کسی نہ کسی غریب کے حق کی کوئی چیز اس سے لے کر ہمیں دی گئی ہوگی۔ تبھی تو ہم یہاں پہنچے ہیں اور اس وجہ سے زندگی میں کوئی بھی فیصلہ کریں، مہاتما گاندھی ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ "میری زندگی کا فیصلہ یا میری حکومت کا کوئی بھی فیصلہ صحیح ہے یا غلط اگر میں الجھن میں ہوں، تو میں نے ایک بار پل بھر کے لئے معاشرے کے آخری انسان کو ذرا یاد کرلوں، ذرا اس کا چہرہ یاد کرلوں، اور طے کروں جو میں کر رہا ہوں، اس کی بھلائی میں ہے یا نہیں ہے۔'' آپ کا فیصلہ درست ہو جائے گا۔ میں بھی آپ سے آج یہی درخواست کروں گا کہ اس تقریب میں آپ زندگی کی ایک بڑی ذمہ داری لینے جا رہے ہیں۔ لیکن آپ ایک ایسے نظام سے وابستہ ہیں، آپ ایسے میدان سے جڑے ہیں کہ جہاں آج کے بعد آپ کو صرف آپ کی زندگی کا فیصلہ نہیں کریں گے، آپ معاشرے کی زندگی کی ذمہ داری اٹھانے کا بھی فیصلہ کر رہے ہونگے اور اس وجہ سے زندگی میں کبھی الجھن میں ہوں، کبھی فیصلہ کرنے کا موقع آئے کہ یہ کروں یا وہ کروں، پل بھر کے لئے کسی نہ کسی غریب نے آپ کی زندگی بنانے میں رول ادا کیا ہوگا کسی نے آپ کی فکر کی ہوگی۔ آپ کے لیے کوئی نہ کوئی کام کیا ہوگا۔ ذرا پل بھر اس کو یاد کر لیجئے اور صحیح کر رہیں یا غلط کر رہے ہیں اپنے آپ فیصلہ ہو جائے گا۔ اور یہ اگر فیصلہ کا عمل رہا تو ہندوستان کو کبھی مشکلات سے گزرنے کا موقع نہیں آئے گا۔

ہمارے ملک میں ہم روایتی طور پر حفظان صحت کا دور ہے۔ آج دنیا میں ایک بہت بڑی تبدیلی آئی ہے حفظان صحت کی، پریوینٹو ہیلتھ کیئر کا دور۔ اس طرف لوگ بیدار ہو رہے ہیں۔ آپ دیکھئے، ابھی ہم نے بین الاقوامی یوگ دوس منایا۔ کوئی تصور کر سکتا ہے کہ اقوام متحدہ کی تاریخ میں تمام 193 ممالک نے جس کی حمایت کی، 193 ممالک دنیا کے کو اسپانسر بنے، اور سو دن کے اندر اندر اقوام متحدہ کے میں بین الاقوامی یوگ دوس کا فیصلہ ہو جائے۔ یہ پورے اقوام متحدہ کی تاریخ کا سب سے بڑا واقعہ ہے۔ یہ کیوں ہوا؟ اس لئے ہوا کہ پوری دنیا میڈیکل سائنس سے بھی کچھ اور مانگ رہی ہے۔ ادویات سے گزارا کرنے کے بجائے وہ اچھی صحت کی فکر کرنے لگی ہے۔ عوام کے ذہن بدل رہے ہیں۔ بیماری پر توجہ دینے کا زمانہ چلا گیا، ویلنیس پر توجہ کرنے کا وقت آچکا ہے۔ ہم بیماری پر توجہ دیں گے ہی ساتھ ہی ویلنیس پر بھی توجہ دیں گے؟ اب ہمیں ایک ویل بیئنگ سوچ کے ساتھ آگے بڑھنا پڑے گا، جس میں صرف بیماری نہیں ویلنیس کے لئے توجہ دیں گے اور ہم ویل بیئنگ بھی بنیں گے۔ اور جب یہ فرق ہم سمجھیں گے تب لوگوں میں یوگا کی طرف رجحان کیوں بڑھا ہے، اس کا ہمیں اندازہ ہوگا اور اس معنی میں عالمی یوگ کے ذریعہ ہم پریوینٹو ہیلتھ کیئر، ہولسٹک ہیلتھ کیئر، ویلنیس کی طرف قدم بڑھائیں گے۔ کبھی کبھی مجھے لگتا ہے ہمارے فزیوں تھیراپسٹ... مجھے لگتا ہے کامیاب فزیوں تھیراپسٹھو نے کے لئے اچھے یوگا ٹیچر ہونے بہت ضروری ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا آپ کی فزیوں تھیراپی اور یوگ کی ایکٹویٹی۔ اتنی یکسانیت اس میں ہے کہ اگر آپ فزیو تھیراپی کا کورس کرتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ اگر وہ یوگا ایکسپرٹ بھی بن جائیں، تو وہ شاید بہترین فزیو تھیراپسٹ بن سکتے ہیں۔ کہنے کا مطلب ہے کہ معاشرتی زندگی میں ایک بہت بڑی تبدیلی آرہی ہے۔ وہ ادویات سے نجات چاہتا ہے، وہ مضر اثرات کے چکر میں پڑنا نہیں چاہتا ہے۔ وہ بیماری کے چکر سے بچ کر ویلنیس کی سمت میں جانا چاہتا ہے اور اس وجہ سے ہمارے پورے شعبہ صحت

میں ان باتوں کو ذہن میں رکھ کر ہی اپنی آگے کی پالیسیاں اور حکمت عملیاں بنانی پڑتی ہیں۔ مجھے یقین ہے آپ جیسے روشن خیال شہریوں کی وجہ سے یہ ممکن ہوجائے گا۔

میں امید کرتا ہوں کہ آج اس کنووکیشن سے نکلنے والے تمام تجربہ کار ڈاکٹر، جنہوں نے گولڈ میڈل حاصل کیا ہے ان کو میری طرف سے خصوصی مبارکباد۔ کچھ لوگ ہوسکتا ہے اس سارے عمل سے محروم رہ گئے ہونگے۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ مایوس ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کبھی کبھی ناکامی بھی کامیابی کے لئے ایک اچھا استاد بن جاتی ہے اور اس وجہ سے جنہوں نے سوچا کہ یہ پانا ہے، یہ بننا ہے، کچھ رہ گئے ہوں گے انہیں مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے انہیں اسی اعتماد کے ساتھ آگے بڑھنا چاہیے۔ اور جنہوں نے ناکامی پائی ہے، اور زندگی کی نئی اونچائیوں کو حاصل کرنے کا جنہیں موقع ہے، ان سب کو میری طرف سے بہت بہت مبارک باد۔ آپ اس عہدے پر ہیں، جہاں سے آپ کو صرف مریض کی نہیں، آنے والے دنوں میں شاگردوں کو بھی تیار کرنے کا موقع ملے گا، اس وہ مقام پر آپ کو حاصل ہوا ہے۔ میں چاہوں گا کہ آپ ایک حساس ڈاکٹر بنیں، آپ کے ذریعہ یہ پور شعبہ صحت عام آدمی کے لئے خدا کا روپ ثابت ہونہ وہ ڈاکٹر ہوتا ہے، عام آدمی ڈاکٹر کو خدا مانتا ہے۔ کیونکہ اس نے خدا کو دیکھا نہیں لیکن جس نے زندگی بچائی تو وہ ہی اس کا خدا ہے۔ آپ تصور کیجئے کہ آپ اس میدان میں ہیں جہاں عام آدمی کو خدا کے روپ میں دیکھا جاتا ہے اور وہ ہی آپ کو ترغیب دیتا ہے۔ وہ ہی آپ کی زندگی کو دوڑانے کے لیے سب سے بڑی طاقت دیتا ہے۔ اس طاقت کی طرف توجہ دیکر ہم آگے بڑھیں۔ یہی میری آپ سب کے لیے نیک تمنائیں ہیں۔ بہت بہت شکریہ۔

جدت طرازی اور صنعت سازی کی صدر جمہوریہ کی اپیل

☆صدر جمہوریہ ہند جناب پرنب مکھرجی نے ناگپور میں وشویشوریا نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی، ناگپور کے تیرہویں جلسہ تقسیم اسناد سے خطاب کیا۔ اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے صدر جمہوریہ نے کہا کہ قومی اہمیت کے ادارے ہونے کے سبب این آئی ٹیز کو ملک میں جدت طرازی اور صنعت سازی کے لیے گنجائش پیدا کرنے کے عمل میں قائدانہ کردار ادا کرنا ہوگا۔ انہیں اپنی سرگرمیوں کو قومی ترقی کے اہداف سے ہم آہنگ کرنا چاہیے۔ انہوں نے وی این آئی ٹی، ناگپور اس سمت میں اپنی بہترین کوششوں کو بروئے کار لانے کی اپیل کی۔ صدر جمہوریہ نے کہا کہ ماہرین ٹیکنالوجی کی حیثیت مسائل کا حل کرنے والوں کی ہے جو مشکل چیلنجوں کے حل کے لیے تیز تر، بہتر اور سستے طریقے دریافت کرتے ہیں۔ وہ بہتر مستقبل کے لیے سائنس، ٹیکنالوجی اور معاشرے کے درمیان تعلقات کو سمجھنے اور اسے مضبوط کرنے میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔ انہوں نے طلباء سے اپیل کی کہ وہ انسانیت کی بھلائی کیلئے ٹیکنالوجی کے بھرپور استعمال کیلئے اقدامات کریں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ ٹیکنالوجی کے استعمال سے ہمارے ملک کے عوام میں خوشی، خوشحالی اور عمومی بہتری آئے۔ صدر جمہوریہ نے کہا کہ حکومت نے ’’اسٹارٹ اپ انڈیا، اسٹینڈ اپ انڈیا‘‘ نام سے ایک مہم شروع کی ہے۔ اس مہم کی کامیابی کا دارومدار اس بات پر ہے کہ ہم کتنی جدت طرازی کے ساتھ ملک میں موجود ٹیکنالوجی اور انسانی وسائل کا استعمال کرسکتے ہیں۔ انہوں نے وی این آئی ٹی، ناگپور کے طلباء سے اپیل کی کہ وہ ایسے صنعتکار بنیں جو لوگوں کے لیے روزگار کے مواقع پیدا کرنے کا سبب بنے نہ کہ صرف اپنے لیے روزگار کے مواقع ڈھونڈتے پھریں۔ ایسی کمپنیاں قائم کرنا جس سے قوم، سماج اور عوام کے لیے دولت پیدا ہوسکے، ملک کی شمولیت پر مبنی اور پائیدار ترقی کی سمت میں ان کا سب سے بڑا تعاون ہونگی۔

صدر جمہوریہ نے اس موقع پر سر ایم وشویشوریا کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے انہیں خوشی ہے کہ وی این آئی ٹی کے جلسہ تقسیم اسناد انعقاد عام طور پر ان کی سالگرہ کے موقع پر کیا جاتا ہے جسے ہندوستان میں انجینئروں کے دن کے طور پر بھی منایا جاتا ہے۔

وسویس وریا نیشنل انسٹی ٹیوٹ کے 13 ویں کنونشن پر صدر جمہوریہ کا خطاب

☆صدر جمہوریہ جناب پرنب مکھرجی نے ٹیکنالوجی کے وسویس وریا نیشنل انسٹی ٹیوٹ کے 13 ویں کنونشن میں اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ انہیں خوشی ہے کہ وہ اس اہم لمحہ میں آپ سب کے بیچ ہیں۔ صدر جمہوریہ نے کہا کہ وہ ان لوگوں کو مبارک باد دینا چاہیں گے جنہوں نے اس باوقار ادارے سے اپنی ڈگری مکمل کی ہے۔ وہ ادارہ کے مینجمنٹ کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے سرایم وسویس واریا کے نام پر رکھے گئے اس ادارے نے انہیں مدعو کیا‘ جو ہمارے ملک کے ایک ممتاز انجینئر‘ منصوبہ ساز اور مدبر انسان تھے۔

صدر جمہوریہ نے کہا کہ وہ ہندوستان کے اس عظیم سپوت کو ان کے یوم پیدائش پر یاد کررہے ہیں۔ صدر جمہوریہ نے کہا کہ انہیں اس بات پر خوشی ہے کہ اس ادارے نے ان کے فلسفے کو حقیقت میں بدلنے کیلئے کچھ اقدامات کئے ہیں اور ٹیکنالوجی کی معلومات میں اضافے کے علاوہ سماجی مقاصد کے تئیں طلباء کو بیدار کیا ہے۔ صدر نے کہا کہ وہ اس بات کیلئے پرامید ہیں کہ سبھی طلباء جو اس ادارے سے پاس ہوکر جارہے ہیں وہ سر وسویس واریا کی پیشہ ورانہ خوبیوں‘ ان کے نظریات‘ سوچ اور فلسفے کو پھیلائیں گے۔ صدر جمہوریہ نے مزید کہا کہ انہیں اس بات پر خوشی ہوئی ہے کہ اس ادارے کا کنووکیشن عام طور پر سر وسویس واریا کی سالگرہ کے موقع پر منعقد ہوتا ہے‘ جو اس مفکر کو خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے ہندوستان میں انجینئر کے دن کے طور پر بھی منایا جاتا ہے۔ صدر نے کہا کہ آج یہ کنووکیشن آپ کی زندگی میں ایک اہم مرحلے کی تکمیل کا موقع ہے۔ آپ سبھی نے اس ادارے کے پروگرام کے ذریعے معلومات‘ ٹیکنالوجی اور صلاحیت سازی حاصل کرنے کیلئے سخت محنت کی ہے۔ صدر نے کہا کہ انہیں اس بات پر بھی خوشی ہے کہ اب آپ سبھی لوگ پیشہ ورانہ فیلڈ میں داخل ہوں گے تاکہ ایک سرگرم اور ہنرمندی کے کام کا ایک حصہ بن سکیں۔

حکومت نیشنل ہینڈی کرافٹ کی اصل سوچ کو برقرار رکھے گی

☆ٹیکسٹائل کی وزارت نے واضح کیا ہے کہ حکومت ہند نیشنل ہینڈی کرافٹ اور ہینڈلوم میوزیم کے اصل سوچ کو برقرار رکھنے اور اس کے تحفظ کو قائم کرنے کے تئیں پوری طرح عہد بستہ ہے۔ اس کے علاوہ حکومت ممکنہ حد تک میوزیم میں نمائش کیلئے رکھی گئی چیزوں اور آرٹ ورکس کے تحفظ کو قائم کرنے کے تئیں پرعزم ہے۔ اس سلسلے میں میوزیم کی تجدید نو کا پروجیکٹ جاری ہے۔ حکومت سبھی حلقوں سے اس سلسلے میں تجاویز کا خیر مقدم کرتی ہے۔ وزارت نے مزید طور پر واضح کیا ہے کہ مشہور فن کار آنجہانی محترمہ گنگا دیوی کے ’’کینسر سیریز‘‘ پر

کام سمیت فن کے بہترین نمونوں کو میوزیم میں پوری طرح محفوظ رکھا گیا ہے اور ایک بار تجدید کاری کا کام پورا ہونے پر میوزیم گیلریز میں اس کو اس کی مناسب جگہ دی جائے گی۔

ڈیزائن کے نئے نیشنل انسٹی ٹیوٹ کے لئے ڈائریکٹرز کے عہدے کی منظوری

☆وزیراعظم جناب نریندر مودی کی صدارت میں مرکزی کابینہ نے ہریانہ میں کرکشیتر، مدھیہ پردیش میں بھوپال، آسام میں جورہاٹ اور آندھرا پردیش میں وجے واڑہ میں ڈیزائن کے چار نئے نیشنل انسٹی ٹیوٹ کیلئے ڈائریکٹرز کے عہدے کی چار اسامیوں کی بھرتی کرنے کو منظوری دے دی ہے۔ مرکزی کابینہ نے پہلے ہی اپنی میٹنگ میں جو فروری 2014 میں منعقد ہوئی تھی، ڈیزائن کے ان انسٹی ٹیوٹ کے قیام کیلئے تنخواہوں سمیت مالی پیچیدگیوں کو منظوری دے دی تھی۔ کابینہ نے فروری 2007 میں نیشنل ڈیزائن پالیسی کو منظوری دی تھی۔

انکم ٹیکس محکمے میں 153 افسران کو کمشنرس کا درجہ دیئے جانے کو منظوری

☆انکم ٹیکس محکمے کی ڈھانچہ سازی پر عمل آوری کی جانب ایک بڑا قدم اٹھاتے ہوئے حکومت نے 153 افسروں کو انکم ٹیکس کے کمشنرس کی حیثیت سے ترقی دیئے جانے کو منظوری دے دی ہے۔ یہ سبھی افسران 1992, 1993 اور 1994 کے بیچ کے ہیں۔ ان افسران کی ترقی سے انکم ٹیکس محکمہ کے مختلف سیکشن میں کافی حد تک افسروں کی قلت دور ہو جائے گی اور ان افسروں کو تنازعات حل کرنے کے معاملوں سے نمٹنے والے عہدوں پر لگایا جائے گا۔ توقع ہے کہ ان افسروں کی پوسٹنگ سے انکم ٹیکس محکمہ فیلڈ دفاتر میں ٹیکس دہندگان کو بہتر خدمات فراہم کر سکے گا۔

ہگلی ڈوک پورٹ انجینئرس لمیٹیڈ کے ملازمین کیلئے وی آر ایس کی منظوری

☆وزیراعظم نریندر مودی کی سربراہی میں مرکزی کابینہ نے ہگلی ڈوک اینڈ پورٹ انجینئرس لمیٹیڈ کے ملازمین کے لئے رضاکارانہ ریٹائرمنٹ اسکیم (وی آر ایس) شروع کرنے کو اپنی منظوری دے دی ہے۔ کابینہ نے ایک مشترکہ پروجیکٹ کے ذریعے کمپنی کی تشکیل نو کو بھی منظوری دے دی ہے۔ بہتر بہتروی آر ایس پیکیج 2007 سے جڑے تنخواہ اسکیل پر مبنی ہے۔ وی آر ایس اسکیم کو تین ماہ کے لئے شروع کیا جائے گا اور پھر اسے مزید ایک ماہ تک توسیع دی جائے گی۔ بہتروی آر ایس پیکج کے نفاذ کے ساتھ ہگلی ڈوک اینڈ پورٹ انجینئرس لمیٹیڈ کے افرادی قوت میں خاطرخواہ کمی آجائے گی اور پھر اس کے سائز کو کم کرنے میں مدد مل سکے گی۔ بہتروی آر ایس پیکج کے نفاذ سے ایچ ڈی پی ای ایل کے ملازمین کو ریٹائرمنٹ کے بہتر فوائد فراہم ہوں گے۔

تمل ناڈو میں این ایچ-45 پر ایک سیکشن میں حکومت کے 100 فیصد شیئر کی فروخت کی اجازت

☆شاہراہوں کے سیکٹر میں پھنسے سرمائے کو نکالنے کے لئے حکومت نے حال ہی میں تمام بی او ٹی پروجیکٹوں کی تکمیل کے دو سال بعد 100 فی صد حصص ختم کرنے کی اجازت دی تھی۔ اس اقدام کا مقصد زیادہ سرمایہ کاری کے لئے اضافی فنڈ دستیاب کرا کر ملک میں شاہراہوں کے مزید پروجیکٹوں میں تیزی لانا ہے۔ اس موقع پر سے حوصلہ پا کر قومی شاہراہوں کی اتھارٹی، این ایچ اے آئی نے تمل ناڈو میں قومی شاہراہ نمبر-45 پر اولندر پیٹ- پڈلور سیکشن پر شاہراہ کو چار لین والی بنانے کے پروجیکٹ میں 100 فیصد شیئر فروخت کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ یہ ایسا پہلا اقدام ہے، جس میں موجودہ شیئر ہولڈر ، میسرز آئی جے ایم ترچی (موریشش) لمیٹیڈ اور نیشر شاپور جی پالونجی کو اپنے تمام شیئر میسرز ایم ایس بی آئی انفراسٹرکچر انویسٹمنٹ پرائیویٹ لمیٹیڈ اور ایس بی آئی انفراسٹرکچر ٹرسٹ روڈس پرائیویٹ لمیٹیڈ کو فروخت کرنے کی اجازت دے دی ہے۔

☆☆☆

آجکل (اردو)/یوجنا (اردو)

کی سالانہ خریداری وایجنسی

پٹنہ، کولکاتا، ممبئی، حیدرآباد، لکھنؤ، بنگلور، احمدآباد، گوہاٹی، چنئی، تروانت پورم کے شائقین ادب
آجکل (اردو)/یوجنا (اردو) اور پبلی کیشنز ڈویژن کی اردو مطبوعات
کے لیے درج ذیل فروخت مراکز پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

☆701، سی ونگ، کیندریہ سدن، بیلاپور، نوی **ممبئی**-14(27570686) ☆8، ایسپلینیڈ ایسٹ، **کولکاتا**-69(22488030) ☆اے ونگ، راجہ جی بھون، بسنت نگر، **چنئی**-90(24917673) ☆ پریس روڈ، نزد گورنمنٹ پریس، **تروانت پورم**- 1(2330650) ☆ بلاک نمبر 4، فرسٹ فلور، گروکلپ کمپلیکس ایم جی روڈ، نامپلی، **حیدرآباد**-1(24605383) ☆فرسٹ فلور، ایف ونگ، کیندریہ سدن، کورامنگلا، **بنگلور**-34(25537244) ☆بہار اسٹیٹ کوآپریٹو بینک بلڈنگ، اشوک راج پتھ، **پٹنہ**-4(2301823) ☆ ہال نمبر 1، سیکنڈ فلور، کیندریہ بھون، سیکٹر H، علی گنج، **لکھنؤ**-24(2325455) ☆ امبیکا کمپلیکس، فرسٹ فلور، پالدی، **احمدآباد**-7 (26588669) ☆ کے کے بی روڈ، نیو کالونی، چینی کوٹھی، **گوہاٹی**-3(2665090)

ڈاکٹر سیمی رباب

توانائی کا تحفظ اور قابل تجدید توانائی

روزگار کے مواقع

توانائی ہر ملک کی ترقی، فروغ اور خوش حالی کی علامت ہوتی ہے۔ بھارت ہڈیوں کے تیل میں خود کفیل نہیں ہے۔ کروی بنیاد پر بھی ہڈیوں کے تیل کی قلت بڑھتی جا رہی ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ تیل کفایت سے استعمال اور تحفظ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ درحقیقت توانائی میں اضافہ کی ضرورت ملکی مشن کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ ساتھ ہی علاقائی طور پر دستیاب قابل تجدید توانائی کے وسائل کے مختلف کاموں میں بڑے پیمانے پر استعمال سے بھارت جیسے آبادی کے بوجھ سے دبے ترقی پذیر ملک کی بے روزگاری اور کم روزگاری کے مسائل بھی حل کئے جاسکتے ہیں۔

توانائی کا تحفظ اور قابل تجدید توانائی کے استعمال کے شعبوں اور انجینئرنگ، تکنالوجی، سائنسز اور عمرانیات کے شعبوں میں سوشل انٹرپرینرشپ کے ذریعہ تربیت یافتہ افرادی قوت اور غیر تربیت یافتہ افرادی قوت کی فراہمی میں روزگار اور از خود روزگار کے دستیاب مواقع ہمارے ملک کے تمام جغرافیائی حالات میں دستیاب ہیں۔ ملک میں بہت سے نان بنکنگ مالی انسٹی ٹیوشنز کھل گئے ہیں جو توانائی کے تحفظ (انرجی کنزرویشن (ای سی) اور قابل تجدید توانائی (رینو ایبل انرجی) (آر ای) سے متعلقہ پروجیکٹوں پر کام کرتے ہیں۔

انڈین رینوبل انرجی ڈیولپمنٹ ایجنسی (آئی آر ای ڈی اے www.iredaltd.com کو منسٹری آف نیو اینڈ رینو ایبل انرجی سورسز (ایم این آر ای، www.mnre.gov.in کے تحت قابل تجدید توانائی کی تکنالوجیز کو فروغ دینے کے لئے قائم کیا گیا تھا۔ آئی آر ای ڈی اے مینوفیکچررز اور صارفین کو مالی تعاون دیتی ہے اور تعاون تکنالوجیز (آر ای ٹی) کو موثر طور پر کمرشیلائزڈ کرنے میں مدد فراہم کرنے کے ساتھ توانائی کی صلاحیت میں اضافے کے لئے مشاورتی خدمات بھی فراہم کرتی ہے۔ آئی آر ڈی اے کے علاوہ پبلک سیکٹر، کوآپریٹو اور پرائیویٹ بنکوں کے ذریعہ بھی ای سی اور آر ای پروجیکٹوں کو تعاون دیا جاتا ہے۔ پاور فائنانس کارپوریشن بھی آر ای پروجیکٹوں کو مدد فراہم کرتی ہے۔

مضمون نگار این آئی ٹی، حضرت بل سری نگر جے اینڈ کے ۱۹۰۰۰۶ میں فزکس کی سینئر لیکچرر ہیں۔

انٹرپرینیوریل مواقع

ذیل میں از خود روزگار کے مواقع کی ایک اشاراتی فہرست پیش کی جا رہی ہے:

۱۔ ای سی ایکٹ ۲۰۰۱ کے مطابق انرجی آڈیٹنگ فرم یا انفرادی مشاورت، عام نشان زدہ توانائی کے صارفین مثلاً سیمنٹ کی صنعت، المونیم کی صنعت، اسٹیل کی صنعت، ریلویز وغیرہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ تسلیم شدہ انرجی آڈیٹر حاصل کریں اور انرجی منیجرز کو ملازم رکھیں۔ کوئی بھی پوسٹ گریجویٹ، گریجویٹ یا ڈپلومہ انجینئر اور پوسٹ گریجویٹ سائنس، نیشنل سرٹی فیکیٹس امتحان میں شرکت کرسکتا ہے۔ اس کا سالانہ انعقاد انرجی آڈیٹر انرجی منیجرز کے لئے نیشنل پروڈکٹی وٹی کونسل (www.aipnpc.org) کی جانب سے کیا جاتا ہے۔ اس کو بیورو آف انرجی ایفی شیئنٹس (www.bee.gov.in) کی سرپرستی حاصل ہے۔ پٹرولیم کنزرویشن ریسرچ ایسوسی ایشن امتحان کے شرکاء کے لئے ایک ہفتے کا تیاری کا کورس کرایا جاتا ہے۔ امتحان پاس کر لینے اور کام مطلوبہ تجربہ حاصل کر لینے کے بعد سرٹی فیکیٹ دیا جاتا ہے۔

۲۔ انرجی سروس کمپنیز یا ای این سی اوز توانائی سے متعلقہ مربوط خدمات (تکنیکی اور مالی) اپنے گاہکوں کو فراہم کرتی ہیں۔ خاص طور پر توانائی کے بڑے صارفین اور یوٹی لیٹیز کو یہ خدمات بڑے پیمانے پر فراہم کی جاتی ہے۔ ای سی اوز کا کام وہاں سے شروع ہوتا ہے، جہاں پر آڈیٹرز کا کام ختم ہوتا ہے۔ درحقیقت ایسی بہت سے فرمیں ہیں جو انرجی آڈیٹر کے لئے رجسٹرڈ ہونے کے ساتھ ساتھ ای ایس سی اوز کے لئے بھی رجسٹرڈ ہیں۔ ای ایس سی او کا تصور ابھی بھارت میں بنیادی مرحلے میں ہے۔ اس کے باوجود بھی بھارت میں ۳۰ سے زائد ای ایس سی اوز کام کر رہی ہیں۔ حالاں کہ ان کی جغرافیائی پہنچ محدود ہے۔ سردست زیادہ تر ای ایس سی اوز ملک کے مغربی اور جنوبی حصوں میں کام کر رہی ہیں۔ ای ایس سی اوز آئی آر ای ڈی اے پٹرولیم، کنزرویشن ریسرچ ایسوسی ایشن (پی سی آر اے) کے ساتھ بھی مدد اور شراکت میں کام کرسکتی ہیں۔

۳۔ آر ای وسائل کے ذریعہ توانائی جیسے شمسی، ہوا، بایوماس، کنجریشن انرجی، شہری وصنعتی فضلہ جات، چھوٹی،

درمیانی پائیڈل وغیرہ سے توانائی پیدا کرنا۔ ایسے پروجیکٹوں کے لئے صلاحیت کو مدنظر رکھتے ہوں۔ مرکزی مالی امداد دستیاب ہوتی ہے۔ ملک کی بہت سی ریاستوں میں وہیلنگ، تھرڈ پارٹی سیل یا پاور کو گرڈ کو فروخت کرنا (واپس خریدنے کا انتظام) بھی موجود ہے۔ گیارہویں پلان میں گرڈ سے جڑے سولہ پاور پلانٹس کے ذریعہ ۵۰ ایم ڈبلیو توانائی حاصل کرنے کا پلان تشکیل دیا گیا ہے۔ ملک کا ایک فروغ کنندہ زائد از زائد ۵ ایم ڈبلیو صلاحیت کا پروجیکٹ قائم کرسکتا ہے۔ میونسپل اور شہری فضلہ جات سے توانائی پیدا کرنے کا پلان پبلک پرائیویٹ شراکت کے تحت شروع کیا جانا زیر غور ہے۔ یہ اسکیم میونسپل کارپوریشنز، صنعتوں اور پرائیویٹ انٹرپری نیئرز کے لئے دستیاب ہے۔ گیارہویں پلان میں پیدائی طاقت کے ذریعہ ۱۰۵۰۰ ایم ڈبلیو توانائی حاصل کرنے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔

۴۔ توانائی کے تحفظ کے نقطہ نظر کی عمارات، آرکی ٹیکٹس، سول، میکینیکل اور ایومنیشن انجینئرز بلڈرز، ڈیولپرز، ٹاؤن شپ ڈیولپمنٹ اور کنسٹرکشن کمپنیز کے دائرہ عمل میں آئی ہیں۔ حال ہی میں نیشنل انوائرنمنٹل ریٹنگ سسٹم برائے عمارات جی آر آئی ایچ اے کو انرجی کنزرویشن بلڈنگ کوڈ ای سی بی سی ۲۰۰۷ کے تحت فروغ دیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ بھی انڈین اسٹینڈرڈ کوڈز اور علاقائی ذیلی قوانین موجود ہیں۔ ان کا مقصد بڑی سولر بلڈنگ کے ڈیزائن اور تعمیر ہے۔ ایک سولر انرجی کے لئے درکار آرکی ٹیکچر اور توانائی کے تحفظ کے دیگر امور و تصورات کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ یہ کولکاتا میں تعمیر کرلیا گیا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ یہ دیگر شہروں میں بھی تعمیر کئے جائیں۔ ۲۰۰۰ خاندانوں کے لئے ایک سولر ٹاؤن شپ پنے میں ڈیولپ کی گئی ہے۔ اس مثالی ٹاؤن شپ میں ہر ایک مکان میں شمسی توانائی کی فراہمی کا انتظام ہے۔ جہاں پر سولر ایئر ہیٹرز دستیاب ہیں۔ کمیونٹی کے لئے بایوگیس پر مبنی پاور جنریشن پلانٹ، بارانی پانی جمع کرنے کا انتظام، گندے پانی کو صاف کرنے کا پلانٹ موجود ہے۔

گیارہویں پلان میں (کم از کم ہر ریاست میں ایک) ایسے ۶۰ سولر سینٹر پورے ملک میں بسائے جائیں گے۔ لہٰذا ڈیولپرز ان سنہرے مواقع سے بھرپور فائدہ اٹھاسکتے ہیں۔

ولیج انرجی سیکورٹی پروگرام (وی ای ایس پی) پر عمل درآمد کے لئے قابل تجدید توانائی سے متعلقہ تکنالوجیز کو فروغ دیا جارہا ہے۔ اس کے ذریعہ دور دراز گاؤں میں اور ایسے علاقوں میں جہاں گرڈ کے ذریعہ بجلی کی فراہمی مشکل ہے۔ بجلی فراہم کی جائے گی۔ وی ای ایس پی کا مقصد گاؤں میں توانائی کی ضرورت کو پورا کرنا ہے تاکہ وہ لوگ کھانا بنانے اور بجلی کی ضروریات کو پورا کرسکیں۔ یہ توانائی آر ای ٹیز، وی ایس ایس پیز کے ذریعہ ڈی آر ڈی ایز، این جی اوز، انٹرپرینورز، فرینچائزز کو آپریٹوز کے تعاون سے حاصل کی جائے گی۔ ۹۰ فی صد مالی امدادی ایس پی فراہم کرنا۔

ریاستی رضلعی سطح پر انرجی ایجوکیشن پارکوں کا قیام، ملک میں تقریباً ۵۰۰ انرجی ایجوکیشن پارکس قائم کئے گئے ہیں۔

۶۔ آئی آر ای ڈی اے کی مالی مدد سے ضلع سطح کی آدتیہ سولر، اکشے ارجا شاپس سولر مصنوعات کی مارکیٹنگ اور مرمت کے لئے قائم کرنا مینوفیکچرنگ ایسوسی ایشنز معیاری ایس جی اوز، پرائیویٹ انٹرپریٹورز کو اُرجا شاپس قائم کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ ملک میں تقریباً ۱۲۷۰ اکشے اُرجا شاپس قائم کی جاچکی ہیں۔

۷۔ چھوٹی اور دیہی صنعتیں، بہتر اور ایندھن کی بچت کرنے اور دھواں نہ دینے والی مصنوعات جیسے کک اسٹوروز بنانا اور فروخت کرنا، بایوماس بریکویٹنگ یونٹس قائم کرنا، کمیونٹی بایوگیس پلانٹس وغیرہ کی کمیشننگ۔

۸۔ بیورو آف انرجی ایفی شیئنسی منسٹری آف پاور نے حال ہی میں انرجی لیبلنگ پروگرام متعارف کرایا ہے۔ اس کے کنسلٹینٹ کے بطور، گھریلو اشیا ضرور یہ جیسے ریفریجریٹرز، اے سی اور فلورسیٹ ٹیوبز کو انرجی اسٹار ریٹنگ ان کی استطاعت کی بنا پر دیا جاتا ہے۔ پانچ ستارہ ریٹنگ کا مطلب ہے کہ زیادہ توانائی کی بچت کرنے والا آلہ۔

۹۔ **ایتھنول اور بایو ڈیزل صنعت:** جیٹروفا، (curcas.linn) کی فارمنگ کرنج (Ricinus communis) وغیرہ کی فارمنگ جو بایوڈیزل، سیلولرسک ایتھنول کی پروسیسنگ میں درکار ہوتے ہیں۔ میٹھے سورگم، کساوا، میز شوگر بیٹ سے الکحل کا حصول اور زرعی فضلے سے اتھنول کو نچوڑنا۔ پلانٹس اور بایو ڈیزل صنعت کے لئے ٹریڈ ایبل ٹیکس ای بیٹ سرٹی فکیٹ (ٹی ٹی آر سیز) حقیقی بایوڈیزل رسیڈ پروڈکشن کے لئے دستیاب ہے۔

۱۰۔ **تکنالوجی اور ماحولیات میں مہارت خصوصی حاصل کرنے والے جرنلسٹ:** ڈاؤن ٹو ارتھ، یوجنا، کرکشیتر، نیرا گریں اکنامک اور پولیٹیکل ویکلی آف انڈیا اور بھارت کے قائد روزناموں اور نیوز چینلز کے کورسپونڈنٹ کی حیثیت سے کام کرسکتے ہیں۔

ای سی اور آر ای سی سیکٹر میں کسی بھی کام کو شروع کرنے سے قبل انسان کو کرۂ زمین کی حفاظت کے ساتھ اپنی زندگی گزارنے کے لئے اپنی آمدنی حاصل کرنی چاہئے۔

(یوجنا اپریل 2009 سے)

☆☆☆

توانائی کا تحفظ اور قابل تجدید توانائی کے استعمال کے شعبوں اور انجینئرنگ، تکنالوجی، سائنسز اور عمرانیات کے شعبوں میں سوشل انٹرپرینرشپ کے ذریعہ تربیت یافتہ افرادی قوت اور غیر تربیت یافتہ افرادی قوت کی فراہمی میں روزگار اور از خود روزگار کے دستیاب مواقع ہمارے ملک کے تمام جغرافیائی حالات میں دستیاب ہیں۔

مهاتما گاندھی

آئندہ نسلوں کی حوصلہ افزائی کے لئے ایک مشعل کی حیثیت رکھتے تھے: ارون جیٹلی

☆مرکزی وزیر برائے مالیات، کارپوریٹ امور واطلاعات ونشریات مسٹرارون جیٹلی نے کہا ہے کہ بابائے قوم آنجہانی مہاتما گاندھی کے مجموعی کاموں کے منصوبے اور بابائے قوم کے ذریعہ قائم اور پروان چڑھائے جانے والے اداروں کی شراکت داری کی وراثتی قدروقیمت اس قدر انمول ہے کہ اس کی کوئی قیمت نہیں لگائی جاسکتی۔ مسٹرجیٹلی، 1884 سے 30 جنوری 1948 تک کی مدت کے دوران گاندھی جی کے اقوال وافعال پر ایک یادگاری دستاویز کی حیثیت رکھنے والے ''کلکٹیڈ ورکس آف مہاتما گاندھی'' کے الیکٹرانک ورژن کا گاندھی پیس فاؤنڈیشن میں اجراء کرنے کے بعد تقریر کررہے تھے۔ اس موقع پر وزیر موصوف نے ایک مستند اور جامع گاندھیائی دستاویز پر گاندھی ہیری ٹیج پورٹل کے ورژن کا بھی افتتاح کیا۔ اس پورٹل میں دنیا کے تمام لوگوں کے لئے مہاتما گاندھی کے مجموعی کاموں تک رسائی کو یقینی بنانے کے انتظامات ہیں۔ اس موقع پر مسٹرجیٹلی نے یہ اعلان بھی کیا کہ بابائے قوم مہاتما گاندھی کے مجموعی کاموں (سمپورن گاندھی وانگمایا) کی عددکاری بھی جلد ہی کی جائے گی۔

اس تقریب میں وزیرمملکت برائے اطلاعات ونشریات کرنل راجیہ وردھن سنگھ راٹھور، اطلاعات ونشریات کے محکمے کے سکریٹری جناب سنیل اروڑہ اور وزارت اطلاعات ونشریات کی پارلیمانی مشاورتی کمیٹی کے ممبران بھی موجود تھے۔ مسٹرجیٹلی نے کہا کہ مہاتما گاندھی مجموعی کاموں (سی ڈبلیوایم جی) کے عددکاری شدہ ورژن سے بیش قیمت قومی قومی وراثت کومحفوظ رکھنے اور بنی نوع انسان کی فلاح کے لئے اسے استعمال کرنے میں مدد ملے گی۔ مسٹرجیٹلی نے کہا کہ آنجہانی مہاتما گاندھی حقیقی معنوں میں دوراندیش اور مستقبل کے منصوبوں اور نظریات کے تجزیہ کار تھے۔ ان کے خیالات اور نظریات میں انسانی زندگی کے مختلف پہلو شامل تھے۔ ان کی تحریریں پوری دنیائے انسانیت کوایک دھاگے میں پرونے میں انتہائی معاون رہی ہیں۔ اس موقع پر بولتے ہوئے اطلاعات ونشریات کے محکمے کے سکریٹری جناب سنیل اروڑہ نے کہا کہ مہاتما گاندھی کی بیش قیمت وراثت کومحفوظ رکھنے اور اسے آنے والے نسلوں کو دستیاب کرانے کی غرض سے پبلی کیشنز ڈویژن نے 2011 میں مہاتما گاندھی کے مجموعی کاموں (سی ڈبلیوایم جی) کی سوجلدوں کا ای ورژن تیار کرنے کا کام شروع کیا تھا۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس اہم کام کی مستند حیثیت کو برقرار رکھنے کی غرض سے یہ فیصلہ بھی کیا گیا تھا کہ ای ورژن پر مبنی ان دستاویزں کو محفوظ رکھنے کی غرض سے ان کی مستند نقول بھی تیار رکھی جائیں۔ گجرات ودیاپیٹھ احمد آباد میں ڈی پی ڈی کی جانب سے سی ڈبلیوایم جی کے حقیقی کے ایس شمارے کی تدوین واشاعت مکمل کرلی ہے۔ اس کے لئے تین ماہرین کی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جس میں درج ذیل معروف گاندھی نواز دانشور شامل ہیں۔ 1۔ گجرات ودیاپیٹھ کے سابق وائس چانسلر پروفیسر سدرشن آئینگر۔ 2۔ سابرمتی آشرم پریزرویشن اینڈ میموریل ٹرسٹ کے ڈائریکٹر پروفیسر تری دیپ سہرد اور 3۔ معروف گاندھیائی دانشور محترمہ دینا بین پٹیل۔

☆☆☆

RNI NO.27032/81

VOL. **35** NO. **7**

YOJANA (URDU)

***October* 2015**

Price **20**/=

Annual Subscription Rs **100**/=

No. Page **76**

WE PUBLISH BOOKS IN 13 REGIONAL LANGUAGES

A BOUQUET OF BOOKS WITH REGIONAL FRAGRANCE

Sales Centres:

Soochna Bhawan, CGO Complex ,Lodhi Road, New Delhi-110003. Hall No.196, Old Secretariat,**Delhi**-110054. C-701, 7th Floor, Kendriya Sadan , CBD Belapur, **Navi Mumbai** -400614. 8, Esplanade East, **Kolkata**-700069. Rajaji Bhawan, F&G Block , A Wing, Besant Nagar, **Chennai**-600090. Press Road, New Govt Press,**Thiruvananthapuram**-695001. Block No. 4, Ist Floor, Gruhakalpa Complex, M.J. Road, Nampally, **Hyderabad**-500001. Bihar State Coop. Bank Bldg. Ashoka Rajpath, **Patna**-800001. IInd Floor, Hall No.1, Kendriya Bhawan, Sector-H, Aliganj, **Lucknow**-226024. Ambika Complex Ist Floor, Paldi, **Ahmedabad**-380007. Ist Floor, F Wing, Kendriya Sadan, Koramangala, **Bangalore**-560034. KKB Road, New Colony, House No. 7, Chenikuthi, **Guwahati**-781003.

For further details please contact Business Manager, Publications Division
Soochna Bhawan CGO Complex, Lodhi Road, New Delhi-110003. Ph:011-24367260,Fax-011-24365609

PUBLICATIONS DIVISION
MINISTRY OF INFORMATION & BROADCASTING
GOVERNMENT OF INDIA

e-mail:dpd@sb.nic.in, dpd@hub.nic.in
website: publicationsdivision.nic.in

ISSN 0971. 8338

Printed and Published by ***Dr. Sadhana Rout,*** Additional Director General & Head on behalf of Publications Division, Ministry of I&B, Government of India, printed at Akashdeep Printers 20 Ansari Road,Daryaganj, New Delhi and published at Publications Division,Soochna Bhavan,C.G.O.Complex, New Delhi-110003 *Editor:* ***Irshad Ali***